نوائے افغان جہاد

ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ
دسمبر ۲۰۱۷ء



سیدنا عتبہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کی نصیحت

خالد بن عمیر العدوی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عتبہ بن غزوان رضی اللہ نے (جو کہ بصرہ کے امیر تھے) ہمیں خطبہ دیا، حمد وثنا کے بعد اُنہوں نے فرمایا:

"بے شک دنیا اپنے خاتمے کے قریب ہے، اور بہت تیزی کے ساتھ جگہ چھوڑتی جارہی ہے اور اس کے جام میں اب صرف چند گھونٹ یا قطرے باقی رہ گئے ہیں، اور تم یہاں سے ایک ایسے گھر میں منتقل ہونے والے ہو جس کو کوئی زوال نہیں۔ بس کچھ خیر لے کر یہاں سے واپس جاؤ۔ اس لیے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک پتھر جہنم کے کنارہ سے پھینکا جائے گا تو ستر برس تک اس میں گرتا رہے گا، اور تہہ تک نہ پہنچ پائے گا۔ اور خدا کی قسم! وہ بھری جائے گی! کیا تم کو اس میں تعجب ہے؟ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کے دونوں چوکھٹ کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے، اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ آدمیوں سے کھچا کھچ بھری ہو گی۔ اور بے شک سات سات دن ہم پر اس حالت میں گزر جاتے تھے کہ درخت کے پتوں پر ہمارا گزر ہوتا جس کو کھاتے کھاتے منہ کے کنارے چھل جاتے، مجھے ایک چادر ملی تو میں نے اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک سعید بن مالک کو دیا اور ایک میں نے اوڑھ لیا۔ آج ہم میں سے ہر ایک آدمی کسی بڑے شہر کا امیر اور والی ہے۔ اور میں اللہ سے اس کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی نظر میں بڑا ہوں اور اللہ کے نزدیک چھوٹا ہوں"۔

[صحیح مسلم ج۲ (کتاب الزہد)]

حضرت عسعس بن سلامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے کہ آپ نے اپنے رفقا میں سے ایک شخص کو نہ پایا (جب انہیں ڈھونڈ کر لایا گیا تو) وہ کہنے لگے کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ کسی پہاڑی پر خلوت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ایسا نہ کرو اور نہ کوئی اور تم میں سے ایسا کرے۔ اسلام کے معرکوں میں سے کسی معرکے میں تمہارا ایک گھڑی ڈٹ کر لڑنا تنہائی میں چالیس سال کی عبادت سے افضل ہے" (بیہقی)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۱۲

ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ | دسمبر 2017ء



اس شمارے میں

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اے حرمین کے عابد کیا اقصٰی کی بھی تیاری ہے؟!

سرزمینِ القدس، جس کے متعلق اللہ رب العزت نے اَلَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ فرما کر، اس کے گرداگرد پائی جانے والی فیوض وبرکات کے سبب اسے برگزیدہ اور ممتاز بنایا ہے... حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ اسریٰ، کہ جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالکِ کائنات جل جلالہ سے ملاقات کے لیے جایا گیا اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی... اہلِ ایمان کا قبلۂ اول کہ جس کا محاصرہ امین الامت سیدنا ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جیوشِ اسلامی ۱۶ ہجری میں کیا اور خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی آمد پر اُن کی سادگی اور رعب و دبدبہ دیکھ کر نصاریٰ نے بغیر لڑے بھڑے اِس شہر مبارک کی کنجیاں، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں! یہ بیت المقدس ہے کہ جہاں اس کے بعد ۴۶۲ سال تک اسلام کی حکمرانی پوری آب وتاب سے رہی۔ ۱۰۹۹ء میں پہلی صلیبی جنگ کے موقع پر ۷۰ ہزار مسلمانوں کو شہید کرنے کے بعد عیسائیوں نے اس شہر پر قبضہ کیا۔ پھر ۸۸ سال بعد ۵۸۳ ہجری (۱۱۸۷ء) میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے القدس شہر کو عیسائیوں کے قبضہ سے چھڑایا۔ اس کے بعد سے لے کر ۱۹۱۷ء تک یہ مقدس سرزمین، خلافتِ اسلامیہ کے قلمرو میں رہی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد خلافتِ عثمانیہ اضمحلال کا شکار ہوئی تو برطانیہ نے دنیا بھر میں دردر کی خاک چھانتے یہود کو، فلسطین میں آباد کرنا شروع کیا اور چند ہی عشروں میں یہودِ بے بہبود کے نجس اور ناپاک وجود سے اس سرزمین کو بھر دیا گیا... اس دوران میں دوسری جنگ عظیم سے ماقبل وبعد مسلم دنیا کو ٹکڑوں میں بانٹنے اوراس کے حصے بخرے کرنے کے لیے سائیکس پیکو، ریڈکلف، اعلانِ بالفور جیسے معاہدوں کے ذریعے امت کی وحدت کو توڑنے اوراسے ''ڈربوں'' میں مقید کرنے کے صیہونی منصوبے تکمیل کو پہنچے... اور دوسری جنگِ عظیم میں نازی جرمنوں کی شکست کے بعد امریکہ اوراُس کے اتحادیوں نے یہودیوں کو ہر طرح سے اپنی آنکھ کا تارا بنایا اور ۱۹۴۸ء میں باقاعدہ طور پر ریاستِ اسرائیل کا وجودِ نامسعود عمل میں لایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کی بدبختی اوراُن پر مسلط کی گئی ذلت ومسکنت کو قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے، ساتھ ہی دوسروں کے کندھوں پر سوار ہو کر اپنے راستے بنانے اور دوسروں کو استعمال کر کے خود کو مضبوط کرنے کی عادتِ یہود کو بھی بیان فرمایا ہے:

> ضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ الذِّلَّةُ اَیۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ (آل عمران: ۱۲۲)
>
> ''ان کو ہر جگہ ذلت کی مار پڑی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں۔ یہ غضب الٰہی کے مستحق ہوگئے اور ان پر فقیری ڈال دی گئی''۔

آج بھی قومِ یہود، امریکہ اور یورپی طاقتوں کے آسرے اور سہارے کے بغیر کوئی وقعت وحیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن یہ امر بھی اپنی جگہ ثابت شدہ ہے کہ یہود اپنی فطری مکاری وعیاری اور چالاکی وہوشیاری سے اقوامِ یورپ وامریکہ کے سر پر پوری طرح سوار ہو چکی ہے... یہودی فی الاصل تو امریکہ و یورپ کے طفیلیے ہی ہیں لیکن اپنے مکروفریب، چالبازی، شیطانی ذہانت اور دولت وثروت کے باعث وہ اب ان ''سپر طاقتوں'' کے بھی ''باس'' بنے بیٹھے ہیں! اسی لیے امریکہ اور یورپ کے تمام صلیبی ممالک ہی اسرائیل کے ہر طرح سے پشتی بان بھی ہیں اوراس کے قیام سے لے کر استحکام تک کے ذمہ دار بھی! یہی وجہ ہے کہ پچھلے ۷۰ سالوں سے یہودیوں کی یہ فاشسٹ ریاست، امتِ مسلمہ کے قلب میں زہر بُجھے خنجر کی مانند پیوست ہے... اسرائیل میں ساڑھے اٹھاسی لاکھ یہودی آباد ہیں جب کہ دنیا بھر میں ان کی آبادی لگ بھگ ڈیڑھ کروڑ ہے... یہ ڈیڑھ کروڑ یہودی، دوارب کی تعداد میں موجود امت مسلمہ کے لیے وبال اور مصیبت بنے ہوئے ہیں!

اس کی وجہ اہلِ ایمان میں نیک لوگوں کی کمی نہیں ہے، نہ ہی امت کے پاس موجود وسائل کی کم یابی ہے اور نہ ہی آلاتِ حرب وضرب کی کمی ہے! کیونکہ نیکی کے مروجہ پیمانوں کو دیکھا جائے تو دنیا بھر میں تبلیغی محنت کا پھیلاؤ، لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کا اس محنت سے مضبوط تعلق وارتباط اور معروف و بھلائی کے دیگر مراکز کا مضبوط و موثر نظام وانصرام وغیرہ تو وسیع پیمانے پر موجود ہے! اسی طرح جنوبی ایشیا، مشرق وسطیٰ، وسط ایشیا، مشرق بعید اور افریقہ کے مسلمان خطوں میں انسانی ومعدنی وسائل کی ایسی بہتات ہے جو دنیا کے دیگر خطوں میں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے! سائنس و ٹیکنالوجی، جنگی آلات اور فنی مہارتوں میں بھی مسلمان ممالک اگرچہ دوسری کسی قوم سے آگے نہیں ہیں لیکن بالکل ہی ناگفتہ بہ حالت بھی بہر حال نہیں ہے! پاکستان، ترکی، مصر، ملائیشیا اور بنگلہ دیش جیسے ممالک مضبوط افواج رکھتے ہیں۔ اِن میں پاکستان تو ایٹمی قوت کا حامل بھی ہے! یہ تمام افواج بین البراعظمی میزائلوں سے لے کر جنگی جہازوں کے مضبوط بحری بیڑوں کی مالک ہیں! جدید اور موثر ترین فضائی قوت بھی اِنہیں حاصل ہے! لیکن اِس سب کے باوجود، جی ہاں! اربوں کی آبادی، کروڑوں مسلمانوں کے نیکی کی راہوں پر چلنے، ہزارہا کھرب کے معاشی وسائل اور مضبوط حربی ودفاعی قوت کے ہوتے ہوئے بھی ،مسلمان اس قابل نہیں کہ اپنے مقدسات کی حفاظت کر سکیں!

اس تمام صورت حال کا سبب یہی ہے کہ امت کی مضبوط کشتی کو 'وہن' کی دیمک چاٹ گئی ہے! بلاشبہ آج امت اُسی حالتِ ضعف میں جا پہنچی ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا تھا:

بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ

''نہیں! تم تو اس وقت کثیر تعداد میں رہو گے؛ لیکن سیلاب کے جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے، اور اللہ تعالیٰ ضرور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارے رعب کو نکال دے گا''۔

امت مسلمہ کو اس 'وہن' میں مبتلا کرنے ،اسے متاعِ قلیل کی حرص کی نذر کر کے فانی دنیا کا خریدار بنانے ،لافانی آخرت کا سودا کرنے پر تیار کرنے اوراس کے دامن کو فلاحِ دنیا اور فوزِ آخرت سے محروم کر کے اسے ''حب الدنیا و کراھیۃ موت/القتال'' کے موذی مرض میں مبتلا کرنے کے ذمہ دار دو ہی طبقات ہیں! ایک حکمران طبقہ (جس میں عرب شاہوں سے لے کر عجمی جرنیل وفوجی آمر، جمہوری وسیاسی حکمران اور نظام ہائے مملکت کو چلانے والے تمام کارندے شامل ہیں) اور دوسرا سرکار و دربار سے وابستہ علمائے سوء کا طبقہ! حکمران طبقہ 'امت کی گردنوں پر سوار ہوا اور اِس نے اپنے اقتدار واختیار کو طول دینے کے لیے کفار سے ساز باز کی، اُن کی چاکری کو قبول کیا اور اقتدار کا ہُما سروں پر قائم رکھنے کے لیے اُن کی غلامی کو کلیتاً اختیار کیا۔ کفر کے امام 'امتِ مسلمہ کے سر پر اِنہی کے واسطے سے مسلط ہوئے! اس طبقے نے مسلمانوں کو چکی کے دو پاٹوں میں رکھ کر پیسا اور خوب پیسا! ایک پاٹ ان کے ظلم وجور، لوٹ کھسوٹ، بدعنوانی اور امت کے وسائل پر قبضہ کی صورت میں ہے، دوسرا پاٹ اہلِ اسلام کی زندگیوں کو معاشی حوالے سے اس قدر تنگ کر دینے اور اُنہیں احتیاج وافلاس کا اس حد تک شکار بنا دینے میں کہ اُن کی پوری پوری زندگیاں نانِ شبینہ کے حصول میں ہی گزر جائیں ،اُنہیں فکرِ معاش اور پیٹ بھرنے سے لے کر مستقبل کے سنوارنے کے خوابوں کے پیچھے بھاگنے سے ہی فرصت نہ ملے ...دوسرا طبقہ علمائے سوء' کہ جنہوں نے دین کو بیچ کر اِس بدقماش حکمران طبقہ کے دست وبازو بننا گوارا کیا...اِنہوں نے کفارِ عالم کے ہمراہ مل کر اہل ایمان کو تہہ تیغ کرنے والے حکمرانوں کا شرعی حکم واضح کیا نہ ہی اِن بدباطن حکمرانوں کی نکیر کی! بلکہ یہ اُلٹا اہلِ ایمان کے خلاف طاغوتی حکمرانوں کے بازو مضبوط کرتے رہے ... کفار اور اُن کے ہرکاروں کے خلاف اٹھنے والے مومنین صادقین کی نصرت وحمایت کی بجائے اللہ کے باغیوں کی پیٹھ کو تھپتھپاتے رہے!

آج دنیا بھر میں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا غلغلہ ہے... کفار نے اپنے سارے سپاہی، سورما، پیادے، گھڑ سوار اور ہرکارے اس جنگ میں اتار رکھے ہیں! یہ ہمہ جہتی جنگ ہے! شرق وغرب میں جاری یہ جنگ کسی ایک محاذ اور کسی ایک ملک تک محدود نہیں ہے! اصلاً تو دنیا بھر میں مختلف عنوانات

اور مختلف انداز سے صلیب وصیہون اور شرک ورفض کے لشکرِ اسلام کے خلاف، دین کے خلاف اور شریعت کے خلاف بر سرِ جنگ ہیں! لیکن اِن سب محاذوں کو کفر اوراُس کے آلہ کاروں نے ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا عنوان دیا ہے... ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے خلاف جنگ ہے! اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر رذیل ترین حملے کرنے والے فرانسیسی رسالے 'چارلی ایبڈو' کے مدیر اور خاکہ نگاروں کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فدائین 'کواشی برادران رحمھما اللہ نے اپنے نشانوں پر رکھا تو پیرس میں دس لاکھ صلیبی وصیہونی بلبلاتے ہوئے اپنے دنیا بھر کے آقاؤں کے ساتھ جمع ہوئے اور سب کے سب نعرہ زن ہوئے کہ We all are Charlie Hebdo... اسی موقع پر کفر کے امام اوباما نے کہا کہ ''پیرس سے پشاور تک دہشت گردوں کا پیچھا کریں گے''... یہ وقت تھا کہ جب پاکستانی فوج کا سربراہ راحیل اور فوجی ترجمان عاصم باجوہ بھی پیرس میں ہونے والی ''دہشت گردی'' کی مذمت کرتے اوراس کے خلاف سینہ سپر ہونے کے دعوے کرتے پائے گئے!

''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام پر اسلام کے خلاف صلیبی جنگ جاری ہے! اسی لیے افغانستان پر حملے کے وقت امریکی صدر ملعون بش جونیئر نے ۱۷ستمبر۲۰۰۱ء کو قصرِ ابیض میں کھڑے ہو کر کھلے بندوں کہا تھا'' This Crusade! This war on terrorism! It's Gonna take a while''...

''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام سے اسلام اور امت کے مقدسات پر قبضہ کی جنگ ہے! اسی لیے آج مہبطِ وحی، جزیرۃ العرب میں صلیبی وصیہونی فوجی اور عسکری اڈے دھڑلے سے موجود ہیں! ان اڈوں پر کرسمس جیسی شرکیہ تقاریب بلا روک ٹوک ہوتی ہیں! جزیرۃ العرب کے پانیوں اور آبی گزر گاہوں پر امریکی ویورپی صلیبیوں کے طیارہ بردار بحری بیڑے قابض ہیں...

''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام سے نظام شریعت کو مٹانے اور سرمایہ دارانہ نظام جمہوریت کو رائج کرنے کی جنگ ہے! اسی لیے افغانستان و عراق میں صلیبی حملے کے بعد ائمۃ الصلیب اِن سرزمینوں پر ''آبیاریٔ جمہوریت'' کے عزائم کا اظہار کرتے رہے اور عملاً یہ ظالمانہ نظام جمہوریت ان ممالک میں قائم بھی کیا گیا!

''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام پر یہ القدس اور مسجدِ اقصیٰ سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے بے دخل کرنے کی جنگ ہے! اسی لیے ۲۳نومبر کو سابق سعودی وزیر اور رابطہ عالم اسلام کے موجودہ سیکرٹری جنرل شیخ محمد عیسیٰ نے پیرس کے سب سے بڑے سینیا گاگ (یہودی عبادت گاہ) کا دورہ کیا۔ اس موقع پر محمد عیسیٰ نے فرانس کے چیف ربی 'حاییم کورسِی' اور پیرس سینیا گاگ کے ربی 'موشی صباغ' سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں فرانس میں سعودی سفیر خالد العنقری بھی موجود تھا۔ سینیا گاگ کے دورے سے دوروز قبل شیخ محمد عیسیٰ نے اپنے انٹرویو میں کہا تھا کہ ''اسلام کے نام پر اسرائیل سمیت کہیں بھی حملے کرنا دہشت گردی ہے اور ناجائز ہے۔ اسلام کا سیاست سے کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ یہ درگزر، محبت اور ایک دوسرے کے احترام کا دین ہے''... یہی بیانیہ اکتالیس رکنی ''اسلامی'' فوجی اتحاد کا ہے اور فوجی اتحاد اپنا ہدف واضح اور دوٹوک رکھتا ہے کہ ''یہ اتحاد دہشت گردی کے خلاف ہے''... اور ۲۶ نومبر ۲۰۱۷ء کو اس فوجی اتحاد' کہ جس کا سربراہ راحیل شریف ہے' کے سعودی عرب کے شہر ریاض میں ہونے والے اجلاس کا عنوان ''دہشت گردی کے خلاف یکجا'' تھا اوراس میں ''دہشت گردی'' کو واضح تر کرنے کے لیے جو ویڈیو کلپ چلایا گیا وہ اسرائیلی فوج کے خلاف معرکہ آرا فلسطینی مجاہد کا تھا، جو کہ اسرائیلی فوج پر اپنی کلاشنکوف سے فائرنگ کر رہا تھا! یہ القدس کی بازیابی کے لیے جہادو قتال کرنے والوں کو صریحاً دہشت گرد قرار دینے کے علاوہ اور کیا ہے؟ اسی پر اسرائیلی فوج کے ترجمان 'آویخای ادرعی' نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''اس سے دہشت

گردی کے بارے میں متفق ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ عربوں نے سچ بول دیا ہے۔ دہشت گردی، دہشت گردی ہی ہے"... کچھ سادہ لوگ 'راحیل شریف کی قیادت میں اس فوجی اتحاد کو اقصیٰ کی بازیابی کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہیں! خیر اس سادگی پر مزید کیا بات کی جائے!

تذکرہ ہو رہا تھا "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کا' جو کہ فی الحقیقت مساجد و مدارس، بنات کعبہ اور علمائے کرام کے خلاف جنگ ہے! اسی لیے پاکستان اور افغانستان میں وزیرستان سے قندوز تک اس جنگ کا اولین ہدف مساجد، مدارس اور علمائے کرام ہی ہیں! صرف پچھلے تین ماہ میں افغانستان میں کم از کم بارہ مدارس و مساجد پر صلیبی طیاروں نے بم باری کر کے اُنہیں شہید کر دیا۔ ان حملوں میں ۲۳ سے زائد علمائے کرام و طلبائے دین شہید اور درجنوں زخمی ہوئے جب کہ درجنوں علما اور طلبہ کر گرفتار بھی کیا گیا۔ یاد رہے یہ صرف گزشتہ تین ماہ کے دوران ہونے والے واقعات ہیں! اور اس حوالے سے پاکستانی فوج کی کیا بات کی جائے؟! لال مسجد و جامعہ حفصہ سے لے کر مالاکنڈ ڈویژن اور قبائلی علاقوں کی ایک دو اور دس بارہ نہیں سیکڑوں مساجد اور مدارس کو بم باریوں میں شہید کیا گیا اور جس علاقے میں بھی فوجی آپریشن ہوا' اُس میں اِن کا اولین اور اہم ترین ہدف وہاں موجود مساجد و مدارس ہی رہے! اس فوج اور اس کی خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھوں علمائے کرام اور طلبائے دین کی گرفتاریوں، خفیہ عقوبت خانوں میں اُن پر تشدد، جعلی مقابلوں میں اُن کی شہادتوں اور بے پناہ مظالم تو بالکل ہی ناقابل بیان ہیں!

مسجدِ اقصیٰ اور سرزمینِ القدس پر بات ہو رہی تھی لیکن "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کی اصلیت و حقیقت پر تفصیل اس لیے عرض کی کہ آج کل چونکہ اسلام اور دین کی غربت کا زمانہ ہے اس لیے جو بھی اسلام کو اس غربت تک پہنچانے میں اپنی "خدمات" پیش کر کے اُنہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرنا چاہتا ہے وہ دھڑلے سے یہ قبیح حرکت کرتا ہے! یہی حرکت پاکستان کی بڑی مذہبی سیاسی جماعت کے سربراہ نے کی کہ جب بنوں میں علما کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "پاک فوج ہماری جماعت کی مدد کے بغیر دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں جیت سکتی تھی۔ ملک کی حفاظت کے لیے 'بندوق کلچر' کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے"...

"دہشت گردی کے خلاف جنگ" کس کا نام ہے، یہ تفصیل سے بیان ہو چکا! اور جو کچھ بیان کیا گیا ہے کوئی بھی صاحبِ ایمان اس سے اختلاف نہیں کر سکتا! ۴ نومبر ۲۰۱۷ء کو اِنہی صاحب نے خیبر پختونخواہ کے ضلع ٹانک میں ٹاؤن ہال میں ہونے والی "امن کانفرنس" میں یہ فرمایا کہ "امریکہ اور اس کے اتحادی مسلمانوں پر جنگ مسلط کرنا چاہتے ہیں، مدارس اور مساجد پر ڈرون حملوں میں شہید ہونے والے قبائلی بچوں کو دہشت گرد قرار دیا جا تا رہا ہے تاکہ امریکہ کو خوش کیا جا سکے"... اب اِن حضرات سے کون پوچھے کہ آپ کس "دہشت گردی" کے خلاف پاکستانی فوج کی مدد کرتے رہے ہیں؟ آپ ہی کے بقول "امریکہ اور اتحادی مسلمانوں پر جنگ مسلط کرنا چاہتے ہیں"... تو یہ پاکستانی فوج آپ کو امریکہ کی اتحادی نظر نہیں آتی؟ کیا یہ بتانے کی اب بھی ضرورت ہے کہ پاکستانی فوج کس کا "فرنٹ لائن اتحادی" ہونے میں فخر محسوس کرتی ہے؟؟؟ آپ کفر کی اس فرنٹ لائن کے بھی صف اول میں آ کھڑے ہوئے ہیں! اللہ تبارک وتعالیٰ سے ایسی بھی کیا بے خوفی؟! کیا آپ سے یہ امر پوشیدہ ہے کہ جو جنگ آپ کے دعوے کے مطابق آپ کی مدد کے بغیر نہیں جیتی جا سکتی تھی' اُس جنگ کے تمام اخراجات "کولیشن سپورٹ فنڈ" کے نام پر کون جاری کرتا اور کون وصول کرتا ہے؟ کیا آپ اتنے بے خبر ہیں کہ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ ہر گزرتے ہفتے یہ جو کوئی نہ کوئی امریکی اور یورپی وزیر، سفیر، فوجی وفد' جی ایچ کیو کا دورہ کرنے پہنچا ہوتا ہے، یہ اپنے ساتھ کیا مقصد لاتے ہیں؟ اور اِن سب کو کیونکر شمالی و جنوبی وزیرستان کا دورہ لازمی کروایا جاتا ہے؟ ان "مفتوحہ علاقوں" کا صلیبی آقاؤں کو "معائنہ" کروانے کا کیا مقصد ہے؟ اور کیونکر اِن کے سامنے اپنی "حسنِ کارکردگی" کی رپورٹیں رکھی جاتی ہیں؟! جمہوریت پسندی اور جہاد و قتال سے بغض و نفرت نے آپ کی آنکھوں میں ایسا موتیا کیوں اتار دیا ہے کہ آپ نورِ ایمانی سے جانتے بوجھتے اور قصداً دامن چھڑا لینے کو بے تاب ہوئے جاتے ہیں؟! آخر کیوں اپنے قول و عمل سے دنیا و آخرت میں اپنے خلاف اپنے ہی ہاتھوں اور زبانوں سے اتمامِ حجت کا سامان مہیا کر رہے ہیں؟ کچھ تو دلوں میں خوفِ

خدا کو محسوس کیجیے! یہ سب کرتے اور کہتے ہوئے آپ کے ہاتھوں پر لرزہ اور زبانوں پر لکنت کیوں نہ طاری ہوئی؟ آپ اللہ کے بندوں کے خلاف اس قدر جری اور دلیر کیوں ہوئے پھرتے ہیں؟ یہ تو ایمان وکفر کی صفیں ممیز ہونے کا وقت ہے! یہ تو کفر واسلام کے خیمے الگ الگ ہونے کا وقت ہے! آپ ایسے وقت میں کس جانب خود بھی چلتے چلے جارہے ہیں اور اپنے متبعین کو بھی کن ایمان کُش کھائیوں میں دھکیل رہے ہیں؟! آپ پچاس، ساٹھ اور ستر سال اپنی زندگیوں کے گزار چکے، اب معلوم نہیں مزید کتنے لمحات کی حیاتِ عارضی باقی رہ گئی ہے... کیوں اس بے وقعت اور ختم ہو کر نسیا منسیا ہو جانے والی زندگی اور اس کی سہولیات ورعنائیوں کے حصول واسطے اپنے اسلام وایمان کو داؤ پر لگانے کا حوصلہ کیے ہوئے ہیں؟؟؟!

سن رکھیے! مشرق سے مغرب تک یہ ایک ہی جنگ ہے! کفر اس حقیقت کو پوری طرح جانتا ہے اور کسی بھی جگہ ایک لمحے کو بھی اس سے صرفِ نظر کرنے کو تیار نہیں! کفر، یہ جنگ القدس کو ہمیشہ کے لیے ہتھیانے کے لیے لڑ رہا ہے! یہود اس جنگ کو ''گریٹر اسرائیل'' کی طرف لے جانے والے راستے کے طور پر دیکھتے ہیں! آج اگر ٹرمپ نے القدس کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دیا ہے تو اِس میں اچنبھے کی کوئی خاص بات تو نہیں ہے! اسرائیل تو ۷۰ سالوں سے القدس پر قابض ہے اور القدس یعنی قبلۂ اول ہی کیا... پچھلی تقریباً تین دہائیوں سے صلیبی وصیہونی افواج حرمین شریفین کو گھیرے ہوئے ہیں! اہلِ ایمان کے گردنوں پر سوار حکمران اور افواج قاہرہ نے یہود کو طشتری میں رکھ کر قبلۂ اول پیش کیا ہے! ان کا سارا زور صرف اور صرف اپنے ہی عوام کو دبانے اور زیر کرنے میں صرف ہو رہا ہے اور ان کے راتب خور علمائے سوء کا سارے کا سارا ''فہم دین'' مقتدر قوتوں کی چاپلوسی اور اپنا حصہ کھرا کرنے کے گرد ہی گھومتا رہتا ہے!

ایسے میں مایوسی گھیرنے لگتی ہے لیکن رب العزت تو اپنے بندوں کو مایوس ہونے سے منع فرماتے ہیں، اسی لیے حرم کے بیٹوں پر نظریں جا ٹکتی ہیں... اِنہی حرم کے بیٹوں میں ایک ابراہیم ابوثریا بھی تھا... سبحان اللہ! وہ ایک ماہی گیر تھا، گیارہ افراد کے بھرے پڑے کنبے کا واحد کفیل، ۲۰۰۸ء میں اسرائیلی طیاروں کی بم باری میں یہ اپنی دونوں ٹانگیں گنوا بیٹھا اور ہمیشہ کے لیے معذور ہو گیا... ماہی گیری تو ممکن نہ رہی ایسے میں رزقِ حلال کے حصول واسطے وہ لوگوں کی گاڑیاں دھونے لگا لیکن اس کا جذبہ جہاد ماند پڑا نہ سرد ہوا... ٹرمپ کے اس اعلان کے بعد کہ بیت المقدس اسرائیل کا دارالحکومت ہے وہ ایک بار پھر بے کل ہو گیا... معذور جسم، محتاجی کی حالت لیکن وہ غیرتِ ایمانی کو ہمراہ لیے دشمن کے آگے صدائے احتجاج بلند کرتا رہا... اسے بر سرِ میدان دیکھ کر بہت سے غافل مسلمان بھی خواب غفلت سے بیدار ہوئے، لوگوں میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوتا... یہودِ بے بہود بھی اسے دیکھ کر سٹپٹا جاتے تھے... پھر آخر کار ظالم یہودیوں نے ایک نہتے معذور کو، جو اپنے حق کے لیے احتجاج کر رہا تھا، ماتھے پہ گولی مار کر شہید کر دیا۔ یوں ابراہیم ابوثریا، سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی سنت زندہ کرتا ہوا، ثریا سے بھی کہیں آگے، بہت آگے، بہت ہی آگے پرواز کر گیا اور یہ ٹانگوں سے محروم مجاہد فی سبیل اللہ، اب باذن اللہ جنت کے باغوں میں اپنے پروں پر اُڑتا پھرتا ہو گا!

یہ یہودِ بے بہود اپنی نہاد میں انتہا درجے کے بزدل اور بدترین ڈرپوک اور بے غیرت قوم ہے... ان کی بزدلی اور ڈرپوکی کی داستان ایک تبلیغی بھائی نے ایک لبنانی نژاد جرمن بھائی کی زبانی سنائی... آپ بھی سنئے! ''سوات کی تشکیل میں لبنانی نژاد جرمن ہمارے ساتھ تھے، ایک بار ہم نے ان سے پوچھا آپ معمولی پتھر اور غلیل سے یہود کے ٹینک بکتر بند اور دیگر جدید اسلحہ کا کیسے مقابلہ کر لیتے ہیں۔ ان کا جواب حیران کن تھا کہ بعض اوقات یہود سے لڑتے لڑتے پتھر بھی نہیں ملتے تو یہودی بستی کے قریب ہم تکبیر بلند کرتے ہیں جس سے خوف زدہ ہو کر ان کے دل پھٹ جاتے ہیں... پہلے پہلے تو یہودی حکومت کو شک ہوا اور ایسی اموات کی تحقیقات کروائی کہ ہو سکتا ہے مسلمان کسی زہریلی گیس، انجکشن یا کسی دوسرے جدید ہتھیار کے ذریعے ایسا کرتے ہو لیکن پھر ان پہ یہ حقیقت واضح ہوئی کہ ان یہودیوں کی اموات صرف اور صرف تکبیر کے زوردار نعرے سن کر خوف کی وجہ سے ہوئیں!

یہ ہے حرم کے بیٹوں کا رعب! یہ حرم کے بیٹے ہیں جو ابراہیم ابو ثریا کی مانند غربت وافلاس اور معذوری کے باوجود موروچوں میں ڈٹے رہتے ہیں! یہ کسی کفریہ فرنٹ لائن اتحادی کی صف اول میں کھڑے نظر نہیں آتے بلکہ یہ اللہ اوراُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور شریعتِ مطہرہ کی صفوں کو مضبوط کرتے اوراِنہی صفوں میں پیش پیش نظر آتے ہیں! یہ وسائل سے تہی دامن ہیں لیکن ان کے مقاصد بھی جلیل ہیں اور اِن کی امیدیں بھی قوی... یہ مسجد اقصیٰ کے محافظ ہیں! یہی ہیں کہ جو شرق تا غرب 'امتِ توحید کے دفاع میں مختلف محاذوں پر جانفشانی اوراستقامت سے ڈٹے ہوئے ہیں! اِن کی امیدوں آرزوؤں کا مرکز اعلائے کلمۃ اللہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں اوراِن کا بھروسہ کلمہ توحید کی سربلندی کا حکم دینے والے مالک وخالقِ ارض وسماوات پر ہے!

یہ دنیا بھر کے محاذوں پر تنگیاں، آزمائشیں، شہادتیں، ہجرتیں، فرقتیں، صعوبتیں، قید وبند، اذیتیں اور مشقتیں برداشت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم لڑ تو یہاں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں القدس پر ہیں... یہ خراسان کی وادیوں اور دروں اور برصغیر کے میدانوں میں صلیبی لشکروں اوراُن کے فرنٹ لائن اتحادیوں کو مقابل پاتے ہیں لیکن کہتے یہی ہیں کہ ہم لڑ تو خراسان اور برصغیر میں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اسراء پر ہیں! یہ عراق وشام میں زخم زخم ہیں، لیکن اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ کی الٰہی بشارتیں اِنہیں ملحد روس، صلیبی امریکہ، رافضی ایران اور نصیری شیطان کے خلاف برسرپیکار رہنے کا درس دیتی ہیں اور یہ پکارتے ہیں کہ ہم لڑ تو عراق وشام میں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں بیت المقدس پر ہیں! یہ جزیرۃ العرب میں صلیبی صیہونی اتحاد، آل سعود کے خائنین اور حوثی روافض کے خلاف میدان سجائے ہوئے ہیں اور ببانگِ دہل کہتے ہیں کہ ہم لڑ تو جزیرۃ العرب میں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں 'برکتوں والی سرزمین' پر ہیں! یہ لیبیا میں طاغوت حفتار اور صلیبی حملوں آوروں سے نمٹ رہے ہیں، مالی، الجزائر اور صحرائے صحارا میں صلیبی فرانسیسیوں اوراُن کے مقامی ایجنٹوں کے مقابل ہیں اور پیغام دے رہے ہیں کہ ہم لڑ تو افریقہ اور مغرب الاسلامی میں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں قبلہ ٔاول پر ہیں! یہ کشمیر میں سنگ باز نوجوانوں کی شکل میں اور 'شریعت یا شہادت' کا منہج لے کر اٹھنے والے مجاہدین کی صورت میں بھارتی ہندوؤں سے بھی بِھڑ رہے ہیں اور پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی چالوں کو بھی مات دے رہے ہیں اور نعرہ لگا رہے ہیں کہ ہم لڑ تو کشمیر میں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں مسجدِ اقصیٰ پر ہیں! یہ ارضِ صومال میں افریقی ومغربی صلیبیوں کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں اور صدا لگا رہے ہیں کہ ہم لڑ تو صومالیہ میں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں ارضِ فلسطین پر ہیں! صلیبی وصیہونی جارحیت کے خلاف برپا عالمی تحریکِ جہاد کے یہ مجاہدین اور حرم کے بیٹے ہر محاذ سے پیغام دے رہے ہیں کہ ہمارے فلسطینی بھائیوں اور مبارک سرزمینِ فلسطین کے لیے محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہی ہمارے لیے راہِ عمل متعین کر چکے ہیں!

''ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ تمہارے بچوں کا خون ہمارے بچوں کا خون ہے اور تمہارا خون ہمارا خون ہے، پس خون کا بدلہ خون سے اور تباہی کا بدلہ تباہی سے لیا جائے گا۔ ہم رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ یا تو ہمیں فتح حاصل ہو جائے یا پھر ہم اُسی انجام کا مزہ چکھ لیں جو حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔ ہم تمہیں یہ خوش خبری بھی سنانا چاہتے ہیں کہ اسلام کی نصرت کے لیے لشکر چل پڑے ہیں۔ ہم اللہ کے حکم سے فلسطین کے بالشت بھر حصے سے بھی ہرگز دست بردار نہ ہوں گے، جب تک اس زمین پر ایک بھی سچا مسلمان بستا ہے۔ جو کانٹا بوئے گا وہ انگور کی فصل نہیں کاٹ سکتا''۔

☆☆☆☆☆

اپنے ایمان کا جائزہ لیجیے!

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ عارفی نور اللہ مرقدہ

دین کا تیسرا اور چوتھا جز نفس وشیطان کا خاص اکھاڑا ہے:

شریعت کا تیسرا جزء معاملات ہے۔یعنی احکام نکاح وطلاق،خرید وفروخت،لین دین، زراعت،تجارت،ملازمت اور سیاست حکومت وغیرہ ہے۔اور شریعت کا چوتھا جزء معاشرت یعنی اٹھنا بیٹھنا،ملنا جلنا،لباس،پوشاک وضع قطع،بیوی بچوں کے ساتھ سلوک، عزیزوں ورشتہ داروں کے حقوق،مسلم نوکروں اور پڑوسیوں کے حقوق وغیرہ۔

معاملات ومعاشرت جو دین کا تیسرا اور چوتھا جزء ہے ان میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وہدایت کی فرماں برداری فرض او رواجب ہے۔یہ دین کا تیسرا اور چوتھا جزء ہے جو نفس اور شیطان کا خاص اکھاڑا ہے۔معاملات ومعاشرت میں اس وقت ہزاروں طرح کے فساد اور ناجائز وحرام باتیں اس طرح شامل ہوگئی ہیں کہ ہم ان سے مانوس ہوتے جارہے ہیں۔اس لیے توبہ واستغفار کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔طرح طرح کے رسومات جو خلافِ شرع اور بدعات سے بچنا اور دین کو سنبھالنا اور اس پر قائم رہنا یہ اس وقت کا خاص جہاد ہے۔

حقوق العباد کو ادا کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنا ہے:

احکامِ شریعت کے مطابق حقوق العباد پر خاص طور سے خیال رکھنا ہوگا۔حقوق العباد کا معاملہ بھی بڑا سخت ہے۔ہم پر کیا اور کس کس کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے اور کیا ہم وہ حقوق خاطر خواہ ادا کررہے ہیں۔حقوق العباد کو ادا کرنا گویا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنا ہے۔حقوق الوالدین،والدین کے حقوق،اولاد کے حقوق،اعزہ و اقربا کے حقوق، زوجین کے حقوق،پڑوسیوں کے حقوق،مسلمانوں کے حقوق،سب کے ایک ایک حقوق ہیں اور سب کا ادا کرنا ہوگا اگر ایسا نہیں کیا تو خدا کے قانون کے خلاف ارتکاب پر ضرور مواخذہ ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔نماز،روزے کے باوجود حقوق العباد میں کوتاہی یقیناً سزا کا باعث ہوگی۔

ماں باپ کو ناراض کرنا اکبر الکبائر ہے:

کلام اللہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید وشکر گزاری کے بعد انسان کو اپنے ماں باپ کی اطاعت اور خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔اپنی روز مرہ زندگی پر نظر ڈال کر دیکھنا ہے کہ والدین کے حقوق ادا ہورہے ہیں،اگر والدین راضی وخوش ہیں تو اللہ بھی ان سے راضی اور خوش ہیں۔ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی خوشی والدین کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا غصہ والدین کے غصے میں ہے(ترمذی:۱۸۹۹)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے کی۔میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے کی۔میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے کی،تین بار فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں آدمی کو اپنے باپ سے نیک سلوک کرنے کی۔(ابن ماجہ:۳۶۵۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایسے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے بڑے سے بڑا گناہ کہ اکبر الکبائر بیان نہ کروں تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کو ناراض کرنا(بخاری:۲۶۵۴)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جنت کی خوشبو اتنی دور تک جاتی ہے اتنی دور تک جاتی ہے کہ راستہ پانچ سو برس کا طے ہو اور والدین کی نافرمانی کرنے اولا اور قطع رحمی کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔الامان والحفیظ

حدیث میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا کہ ایک صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے یہاں ایک لڑکا جو حالتِ نزع میں ہے اس کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کو کہا جاتا ہے مگر اس پر قدرت نہیں ہوتی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پہلے سے اس کلمہ کو پڑھنے کا عادی نہ تھا۔عرض کیا گیا کہ برابر پڑھتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر وہاں تشریف لے گئے اور اس کو کلمہ کی تلقین کی۔اس نے کہا کہ مجھے اس کے پڑھنے پر قدرت نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں؟لڑکے نے عرض کیا میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ سے اس کی خطا معاف کرائی تو اس کی زبان کھلی اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔(الترغیب والترھیب:۱۳۴۳۳)

اندازہ لگائیے!والدین کے حکم کی کیا اہمیت ہے اور صلہ رحمی یعنی اعزہ واقربا سے تعلق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا کیا مرتبہ ہے۔اب جو والدین کے حقوق کی کوتاہی کررہا ہے،اعزہ واقارب سے قطع تعلق کررہا ہے تو اس کی سزا دنیا وآخرت دونوں جگہ بھگتنی پڑے گی۔

بیوی پر شوہر کی اطاعت اور شوہر پر بیوی کے حقوق ادا کرنا واجب ہے:

اگر دین دار بننا ہے تو زوجین کے حقوق کی رعایت بھی کرنا ہے۔ اگر نہیں کریں گے تو خدائی احکامات کی نافرمانی ہو گی اس کی سزا ضرور ملے گی دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہے۔ بد مزاجی ہے، ایک دوسرے سے نہیں بنتی تو جب تک جئیں گے بد مزہ زندگی ہو گی اور مریں گے تب بھی مواخذہ ضرور ہو گا۔ شوہر سے باز پرس ہو گی کہ تم نے بیوی کو کیوں راضی نہیں کیا۔ بیوی سے مواخذہ ہو گا کہ تم نے شوہر کی اطاعت کیوں نہیں کی؟ عند اللہ واجب ہے کہ بیوی پر شوہر کی اطاعت کرنا اور شوہر پر واجب ہے اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنا، اس میں کوتاہیاں ہو رہی ہیں تو یاد رکھیے کہ کوئی عذر نہیں چلے گا۔ تو شوہر صاحب کہتے ہیں کہ بیوی بد زبان تھی یا بیوی صاحبہ کہتی ہے کہ شوہر صاحب بد مزاج تھے۔ یقیناً سزا بھگتنی پڑے گی اگر دونوں میں ناچاقی ہے تو صلح کر لو معاملہ درست ہو گا ورنہ جب تک زندگی ہو گی بد مزہ ہو کر رہے گی، پر آشوب زندگی رہے گی، اگر ایک سے دوسرے کے حقوق پر ظلم ہو تو ضرور سزا ملے گی۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے حق میں تم کو اچھے برتاؤ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، تم اس کو قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے۔ اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو ٹیڑھی رہے گی اس لیے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو۔ (بخاری ۷۷۹ / ج ۲)

شوہر کا بیوی پر بات بات ناراض ہونا نہایت بد خلقی ہے:

اکثر سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحۂ حیات میں زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم یعنی نماز کا، ان کے حقوق کا بڑا خیال رکھو جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ امت کو دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بطور وصیت کے فرما رہے ہیں کہ شوہر کا بیوی پر بات بات پر ناراض ہونا یہ نہایت بد خلقی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کامل وہ مسلمان ہے جس کا خلق اچھا ہو اور جو اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان ہو۔ (ترمذی: ۲۸۲۰)

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔ (جامع صغیر ص ۱۰ / ج ۲)

اگر مومن کامل بننا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو یاد رکھیے!

خاوند کی نافرمانی کا انجام:

عورتوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے (ابن ماجہ: ۱۱۵۳)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی: ۱۱۹۲)

تو ذرا بیویاں غور کریں کہ ان ارشادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر کا کتنا بڑا حق ثابت ہوتا ہے۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس عورت کی نماز اس کے سر کے اوپر بھی نہیں جاتی یعنی قبول نہیں ہوتی جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو جب تک کہ اس سے باز نہ آجائے۔ (صحیح جامع صغیر: ۱۳۶)

اسی طرح اس عورت کے متعلق جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اس کی نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی قبول ہوتی ہے۔ اب جو بیویاں اپنے شوہروں کو ناخوش اور ناراض کر کرے نماز روزہ بھی کرتی ہیں، ان کے نماز روزہ مقبول نہیں ہوتے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دوزخ میں زیادہ عورتیں دیکھیں۔ کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اوروں پر لعنت بہت کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ (بخاری)

تو خیال کرنے کی بات ہے کہ عورت کو خاوند کی ناشکری کہاں لے جانے والی بات ہے۔

مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو جنت میں پہنچنا زیادہ سہل و آسان:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہوا کہ شوہر کو راضی خوش رکھنا عوت کے لیے بہت بڑی عبادت ہے اور اس کو ناخوش اور ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں کو جنت میں پہنچنا سہل و آسان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھتی رہے اور اپنی عفت و آبرو بچائے یعنی پاک دامن رہے، اپنی شوہر کی تابع داری کرتی رہے، اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے (مسند احمد: ۱۶۶۱)

اور ایک حدیث میں بشارت دی گئی ہے کہ جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔ (ترمذی: ۱۱۶۱)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ایمان کی کسوٹی

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ

[رواہ البخاری ومسلم وأحمد والنسائی وابن ماجہ]

"تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا۔جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

عشقِ حقیقی کیا ہے؟

اس ارشادِ گرامی سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت ہونا، ان دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، سو ایمان کے یہ معنی ٹھہرے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت ہو، اس لیے "آمنا"(ہم ایمان لائے) کے معنی ہے "عشقنا" یا اللہ! ہم تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہو گئے"۔ ایمان اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ عشق نہیں تو ایمان نہیں۔ اگر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت درجۂ عشق میں ہو تو ایمان کا دعویٰ قبول ہو گا ورنہ نہیں ۔

اس کے بعد یہ سمجھ لیجیے کہ عشق کسے کہتے ہیں؟

عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن

دل بدست دیگرے دادن وحیراں بودن

عاشقی یہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت ہے اس کا بندہ یعنی غلام بن جائے اور غلام بننے کے معنی کیا ہیں؟ اپنا دل نکال کر محبوب کے ہاتھ میں پکڑا دینا اور اس کی رضا جوئی کے لیے حیران وسرگراں رہنا۔ مقصد یہ ہے کہ اپنے دل کی تمام خواہشات، تمام تمنائیں، تمام آرزوئیں، محبوب کے تابع کر دینا اس کی مرضی کے خلاف سب خواہشات اور تمناؤں کو اس پر قربان کر دینا

عشق آں شعلہ است کوچوں بر فروخت

ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

عشق کا شعلہ جب بھڑک اٹھتا ہے تو معشوق کے سوا تمام دنیا حتیٰ کہ خود عاشق کو بھی کلا کر خاک کر دیتا ہے۔یعنی عاشق کی نظر میں تمام دنیا نیست ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اپنے نفس کی خواہشات بھی قربان کر دے گا۔ ہر وقت یہی دھن رہے گی کہ محبوب کی رضا کس میں ہے؟؟؟

عشقِ حقیقی کا معیار :

اب عشق و محبت کے معیار سے متعلق قرآن کریم کا فیصلہ سنئے:

الٓمّٓO اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَO وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ

"کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنے کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ اور ہم تو ان لوگوں کو آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا"۔

یہ سورہ عنکبوت کی پہلی آیت ہے، بیسویں پارے میں ہے۔ اس آیت کو یاد کر لیں اور اس کے مفہوم کو ذہن نشین کر کے روزانہ کم از کم ایک بار اس کو ضرور پڑھ لیا کریں یا اس کا ترجمہ ہی دیکھ لیا کریں۔ اور یہ سوچا کریں کہ ہم نے آمنا کہا تو کیا بدوں امتحان لئے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما لیں گے؟ پہلے بتا چکا ہوں کہ آمنا کے معنیٰ ہیں عشقنا۔ بس ہم نے اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا دعویٰ کیا اور فوراً بلا امتحان ہی قبول ہو گیا؟ ہر گز نہیں! جن پر ایمان کا دعویٰ ہے وہ فیصلہ فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ دعویٰ غلط، بالکل غلط ہے! بدوں امتحان کے ہم ہر گز ایمان کا دعویٰ قبول نہ کریں گے۔ شروع ہی سے پہلی امتوں سے ہمارا یہ دستور اور قانون چلا آرہا ہے کہ جس نے ایمان کا دعویٰ کیا ہمارے ساتھ عشق و محبت کا دم بھرا ہم نے اس کا امتحان لے کر سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر دیا۔ کھرے اور کھوٹے کو الگ کر کے دنیا کو دِکھا دیا۔ ان کو امتحان لینے کی ضرورت نہیں وہ تو بلا امتحان ہی سینوں کے راز جانتے ہیں، ان پر سب کچھ عیاں ہے۔ صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے امتحان لیتے ہیں دنیا میں بعض کو عزت دینے کے لیے اور بعض کو ذلیل کرنے کے لیے امتحان لیتے ہیں۔ دنیا والے دیکھ لیں کہ یہ جو عشق و محبت کا دعویٰ کر رہا ہے، اس میں سچا ہے یا جھوٹ اور غلط کہہ رہا ہے

اس دستورِ الٰہی کے مطابق کبھی آپ نے یہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا کیا امتحان لیا اور اس امتحان میں ہم کیسے رہے ہیں؟ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے نام مسلمان کا رکھ دیا گیا، پھر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے نعرے بھی لگانے لگے مگر امتحان کوئی بھی

نہیں دی۔ یا ہر امتحان میں ناکام ہی ہوتے رہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ دعویٰ کیسے قبول ہو گا؟

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ (آل عمران:۱۴۲)

"کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو گے حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہوں"۔

اور فرمایا:

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَكُوۡا وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَلَمۡ يَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوۡلِهٖ وَلَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلِيۡجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (التوبۃ:۱۶)

"کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یونہی چھوڑ دئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کے سوا کسی کو خصوصی دوست نہ بنایا ہو اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے"۔

اور فرمایا:

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ (البقرۃ:۲۱۴)

"کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہو گے حالانکہ تم کو ابھی ان لوگوں جیسی مشقت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں ان پر ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور ان کو یہاں تک جنبشیں ہوئیں کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لائے ہوئے پکار اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب آئے گی یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ کی امداد قریب ہے"۔

یہ آیات جہاد کے بارے میں ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

المجاهد من جاهد نفسه (رواہ البیہقی)

"کامل مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے"۔

جہاد کی روح یہ ہے کہ نفس کے تقاضوں کے خلاف جہاد کرے اور اپنے مالک کی رضا کی خاطر نفسانی خواہشات کو قربان کر دے۔ کفار کے ساتھ جہاد سے مقصود دین کی حفاظت ہے اس لیے جہاد کی روح یہی ہے۔

محبت کی کسوٹی:

یہ کیسے معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ پوری دنیا کی بنسبت زیادہ محبت ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کر لینا بہت آسان ہے اسکا معیار اور کسوٹی سمجھ لیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کے بانگ دہل دعوؤں اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعروں کو اس معیار اور کسوٹی پر رکھ کر فیصلہ کر لیجئے کہ آپ کو کس کے ساتھ زیادہ محبت ہے وہ معیار یہ ہے کہ جب دو محبوبوں کا حکم آپس میں متضاد ہو ایک محبوب کا حکم ایک طریقہ کا ہے اور دوسرے محبوب کا حکم اس کے خلاف ہے یعنی ایک پر عمل کرتے ہیں تو دوسرے کے خلاف ہوتا ہے اور دوسرے پر عمل کرتے ہیں تو پہلے کے خلاف ہوتا ہے دونوں کو جمع نہیں کیا جا سکتا۔ ایک محبوب کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں تو دوسرا محبوب ناراض ہوتا ہے اور دوسرے محبوب کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں تو پہلا ناراض ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر انسان جس محبوب کے حکم کی تعمیل کرے گا اور جس کی رضا کو مقدم رکھے گا اور اس کے مقابلے میں دوسرے کی رضا کو اہمیت نہیں دے گا وہ خواہ راضی رہے یا ناراض اس کی کوئی فکر نہیں کرتا۔ یہ اس کی دلیل اور علامت ہے کہ اس نے جس کا حکم مقدم رکھا اور اس کی رضا کے مقابلے میں دوسرے کی رضا کی کوئی پرواہ نہیں کی، اس کو اس کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ یہ بات کوئی گہری نہیں کہ آسانی سے سمجھ میں نہ آئے بہت ہی عام فہم ہے ہر انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے صرف سمجھنے ہی کی بات نہیں بلکہ ہر انسان پر یہ کیفیت گزر رہی ہے ان حالات سے ہر انسان دوچار ہوتا ہے اور شب و روز اس کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔ کسی ایک نے کچھ کہا اور دوسرے نے اس کے خلاف کرنے کو کہا تو اسکو جس کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی بات مانتا ہے اور اس کے مقابلہ میں جس کے ساتھ محبت نہیں یا نسبتاً کم محبت ہے وہ ناراض ہو جائے تو کوئی پرواہ نہیں۔

ذرا اپنے قلوب کو اس معیار پر لائے تجسس کیجئے، ٹٹولئے اور پھر انصاف سے بتایئے کہ کیا آپ کو واقعتاً پوری دنیا کی بنسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے، ؟؟؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مقابلہ میں بیوی کا تقاضا کچھ اور ہے، والدین کا، بھائیوں کا، بہنوں کا، دوسرے اعزہ، اقارب، احباب اور حکام کے مطالبے کچھ اور ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کے نفس کے مطالبے کچھ اور ہیں، یہ نفس کے تقاضے اور مطالبات سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین، اما بعد:

حضرت بریدہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خمس لایعلمھن الا اللہ

"پانچ چیزیں یا پانچ باتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ

إِنَّ اللهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (لقمان:۳۴)

"یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے قیامت کی گھڑی کا علم اور وہی بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اُسے اور کوئی ذی روح کوئی انسان یہ نہیں جانتا ہے کہ اس نے کل کیا کمانا ہے یا کل اس نے کیا کرنا ہے اور نہ ہی کوئی یہ جانتا ہے کہ اس کو موت یہاں آنی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ علم رکھنے والے اور باخبر رکھنے والے ہیں"۔

مسند احمد کی اور بزار کی روایت ہے، صحیح حدیث ہے۔

اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ غیبی امور کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حواس دیے ہیں جنہیں حواسِ خمسہ کہا جاتا ہے۔ یعنی سننا، دیکھنا، سونگھنا، بولنا، چکھنا۔ ان خواس کے ذریعے سے ہم جن چیزوں کا ادراک کر پاتے ہیں وہ غیب میں شمار نہیں ہوتے۔ ان خواص سے جن چیزوں کا علم حاصل نہیں، نہ دیکھ سکتے ان کو نہ سن سکتے، ان چیزوں کو نہ چکھ سکتے ہیں، نہ ان کا ذائقہ محسوس کر سکتے ہیں اور نہ کسی اور اعتبار سے، جو خواص ہمیں دیے گئے ہیں اُن سے اُن کا ادراک ممکن ہے، اُنہیں غیبی اُمور کہتے ہیں۔ جو ہم سب سے غائب رکھے ہیں۔ ہم سے پردے میں رکھے گئے ہیں۔

پیارے بھائیو! غیب پر ایمان ہمارے بنیادی عقائد میں شامل ہے اور قرآن سے نفع اُٹھانے کی اور ہدایت پانے کی اوّلین شرط جو قرآن نے بیان کی ہے یا متقین کی جو اوّلین صفت جو قرآن نے بیان کی وہ یہی ہے

الم۔ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

"الم۔ یہ کتاب اس میں کوئی شک نہیں (یعنی قرآن کے حق وصداقت ہونے میں) ہدایت ہے متقین کے لیے"۔

متقین کی پہلی صفت کیا بتائی؟

الذین یومنون بالغیب

وہ جو غیب پر ایمان رکھتے یا لے کر آتے ہیں۔ تو غیب پر ایمان لے کر آنا قرآن سے فائدہ اٹھانے اور اس سے ہدایت پانے کی بنیادی شرط ہے اور دین کے رستے پر چلنے کے لیے جو اولین تقاضے ہیں اس میں یہ شامل ہے کہ ہم یہ تسلیم کریں کہ ہمارا علم لامحدود نہیں ہے۔ ہم یہ تسلیم کریں کہ ہمارا علم بھی ناقص ہے اور عقل بھی ناقص ہے اور ہمارے حواس کی رسائی بھی ناقص ہیں۔ اور کچھ اُمور ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے علم میں نہیں ہیں۔ انسان اُن کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

یہ گردن' انسان جھکاتا ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے۔ اپنے علم کا ناقص ہونا قبول کرتا ہے اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے اُس پہ کھولتے ہیں۔ علم کے دروازے اُس پہ کھولتے ہیں اور اس کے سینے کو قرآن سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دیتے ہیں۔ یہ ایک بنیادی فرق ہے کہ ایک مسلمان میں، ایک ایسے انسان میں کہ جو اسلام پر ایمان رکھتا ہے اور ایک ایسے انسان میں سرمایہ داری پر ایمان رکھتا ہے... ایک ایسے انسان میں کہ جو مغرب کے دیے ہوئے عقیدے پر ایمان رکھتا ہے اور ایک ایسے انسان میں جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے عقیدے پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ بنیادی فرق ہے!

اس لیے مغرب کے عقیدے کو جس کے قبول کیا اور مغرب کی فکر کو جس نے قبول کیا، سرمایہ داری کی فکر کہیں یا اس کو مغربی تہذیب کا بنیادی عقیدہ کہیں' تو اس کی اساس ہی یہ ہے کہ وہ غیب کا انکار کرتے ہیں اور وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ کوئی مافوق الفطرت کوئی انسانوں کو نگاہ سے پوشیدہ کوئی اور بڑی طاقت ایسی موجود ہے جو اس کائنات کو تخلیق کرنے والی ہے، اس کے معاملات کو چلانے والی ہے، اور جس کی طرف ہدایت کے لیے رجوع کرنا، ہمارے لیے ناگزیر ہے، جس سے رجوع کر کے ہم نے پوچھنا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ ٹھیک کیا ہے اور غلط کیا ہے۔ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ تو وہ خواہشات کا پجاری ہے' مغرب کا انسان! اور مغرب کے عقیدے کو تسلیم کر لینے والا یا سرمایہ دارانہ عقیدے کو تسلیم کر لینے والا! ان کے بنیادی عقیدے پر ہی ہے کہ ان کے فلسفیوں نے ان

کو سکھایا ہے جو 'روسو' نے سکھایا یا 'کانٹ' نے سکھایا ہے 'بینتھم' نے سکھایا ہے 'جو اس سے پہلے یونان کے فلسفیوں نے سکھایا ہے جہاں سے ان کی اصل جا کے جڑتی ہے تو ان سارے عقائد کا خلاصہ بنیادی نقطہ یہی ہے کہ انسان مستغنی ہے (نعوذ باللہ)۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ "اللہ الصمد" اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اللہ تعالیٰ مستغنی ہے، اللہ تعالیٰ کو کسی کی حاجت نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان مستغنی ہے اور وہ انسان کو الصمد مانتے ہیں۔ انسان کو بے نیاز مانتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کا یہ پیدائشی حق ہے کہ وہ اپنے لیے خود اپنی مرضی سے اپنی خواہش اور اپنی ناقص عقل کو روشنی میں زندگی گزارنے کا رستہ طے کریں۔ اور جس کو انسان خود حق سمجھے وہ حق ہے اور جس کو باطل سمجھے وہ باطل ہے۔ کوئی نہیں جو اس کی اس لامحدود مجنونانہ قسم کی آزادی کے اوپر قید یا بند لگا سکتا ہے۔ جو بندش لگائے، وہ پھر تنگ ذہن خیال، تاریک خیال، دقیانوس ہو گا۔ تو یہ ہمارا اور ان کا بنیادی تضاد ہے۔

مغرب کے جتنے ادارے اور جتنے نظام پھوٹتے ہیں ...وہ بنکاری کا نظام ہو، وہ جمہوریت ہو، اُن کی سیاست کا نظام ہو، ان کی عسکریت ہو۔ یہ سب سے سب اس شرک اور کفر کے عقیدے کے ساتھ، اس الحاد کے عقیدے کے ساتھ سے پھوٹتے ہیں کہ انسان کو وہ اللہ تعالیٰ کو خدائی میں شریک ٹھہراتے ہیں یا نعوذ باللہ 'اللہ تعالیٰ کا مدِ مقابل ٹھہراتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا کلی انکار کرتے ہیں۔

تو ہم غائب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں۔ حق حق ہے، اُس سے نگاہیں چرانے سے حق تبدیل نہیں ہو سکتا۔ حق یہ ہے کہ انسان کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضعیف پیدا کیا۔ اس طرح حق یہ ہے کہ انسان کا علم ناقص ہے اور انسان کو ایسے حواس دیے ہی نہیں گئے کہ وہ ہر چیز کا احاطہ کر سکے۔ مثلاً ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ایک ایسے رب پر ایمان رکھتے ہیں جس کو ہماری ان آنکھوں نے نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھنے کی استعداد رکھتی ہیں۔ اور قیامت میں اللہ تعالیٰ یعنی سارا عمل ہمارا ہوتا ہے اس دنیا میں ہے کہ اس بنیادی نقطے کے گرد گھومتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنا دیدار نصیب فرما دیں۔ تو وہ دیدار کرنے کے لیے اس رب کریم کے وجہِ کریم کو دیکھنے کے لیے یہ آنکھیں اس کی تاب ہی نہیں رکھ سکتیں۔ یہ دنیا اس کی تاب نہیں رکھ سکتی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی تو صرف ایک تجلی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور سب بیہوش ہو گئے بشمول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے۔ تو انسان کی آنکھ ابھی اتنی کمزور ہے کہ وہ اُس نور کو برداشت نہیں کر سکتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ وہ آنکھ دیں گے، جس پر کرم فرمائیں گے، جس کو اپنے دیدار کی نعمت دیں گے کہ اس میں یہ استعداد پیدا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکے۔ اسی طرح بہت سے امور ہیں۔ جہنم کے پورے نقشے جو ہم پڑھتے ہیں اس جہنم کے ذکر کے اندر یہ حدیث ذکر کرتی ہے کہ یہ جو عذاب وہاں تیار کیے گئے، یہ انسانی جسم اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے ایک نیا قالب نیا جسم دیا جائے گا جس جس کو بھی جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس کو اتنی موٹی کھال دی جائے گی جو جہنم کی آگ کی سختی کو برداشت کر سکتی ہو اور جو اس آگ کے سامنے چند لمحے ٹھہر سکتی ہے تاکہ اذیت ہو۔

اس طرح جنت میں جانے والوں کو جو جنت کے لیے جسم دیا جائے گا وہ اس قابل ہو گا کہ اُس لذت سے استفادہ کر سکے وہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی، نہ کسی ذہن نے اس کا تصور کیا۔ تو وہاں کے لیے ایک علیحدہ جسم دیا جائے گا۔ تو ہم اپنی محدودیت، اپنا نقص اور اپنی یہ کمزوری تسلیم کرتے ہیں تو مسلمان ہیں۔ اسی کمزوری کو تسلیم کرتے ہوئے اسی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ دل کے اندر ایمان کی نعمت کو ٹکاتے ہیں۔ اور اس کو دل کے اندر راسخ فرماتے ہیں۔

پیارے بھائیو! ہم نے یہ قبول کیا۔ اور سوچ سمجھ کر قبول کیا اور کھلے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے قبول کیا کہ ہاں ہم میں نقص ہے، ہم میں کمزوری ہے، ہم محتاج ہیں، ہم فقیر ہیں اللہ تعالیٰ کے در کے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیے بغیر ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے اور وہی ہے جو ہماری رہنمائی فرما سکتا ہے اور جو کوئی اس سے سوال کرے اس پر کرم بھی کرتا ہے۔ اور اس کے لیے دروازے بھی کھولتا ہے تو یہ غیب کے اُمور ہیں جو ہم نہیں جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا علم رکھتے ہیں۔ ان غائب امور میں سے ان پانچ امور کا ذکر حدیث میں ہوا اور اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آیتِ مبارکہ تلاوت فرماتے ہیں۔ اس میں پانچ غیبی اُمور کا ذکر ہے۔ یہ بس پانچ ہی نہیں ہیں۔ یہ پانچ بطور مثال ذکر کے لیے ہیں ورنہ غیب کے امور تو بہت سارے ہیں۔ یہ پانچ امور جو یہاں ذکر کیے گئے ہیں وہ ہمیں سمجھانے کے لیے کافی ہیں کہ ہمارے علم کی محدودیت کتنی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت ہمیں سمجھانے کے لیے کافی ہے۔

کیا فرمایا آپ صلی اللہ علیہ نے کہ پانچ اُمور ایسے ہیں لا یعلمھن الا اللہ "اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا"۔ وہ کیا امور ہیں؟

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

یقیناً اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کی گھڑی کا علم، یہ علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں! اللہ نے کچھ نشانیاں ہمیں بتائی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے۔ لیکن اُن

نشانیوں سے بھی ہم بعینہٖ اُس گھڑی کا تعیین نہیں کرسکتے۔ حتیٰ کہ اُن نشانیوں کے تعیین میں مختلف ادوار میں مختلف علمانے پیشن گوئیاں کی کہ اس وقت تک امام مہدی آجائیں گے، اس وقت تک حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہو جائے گا، اس وقت تک فلاں فلاں نشانیاں پوری ہو جائیں گی۔ بڑے جلیل القدر علمانے اس کی پیشن گوئی کی وہ نہیں پوری ہو سکیں۔ ان نشانیوں کا تعیین اور اس گھڑی کا تعیین کرنا جس میں قیامت نے آنا ہے یہ انسانوں کے علم سے باہر یہ امر ہے۔ قیامت کا آنا حق ہے، وہ کب آئے گی اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور نہ کسی اور بشر کو، اور غیر بشر کو یہ علم دیا گیا۔

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ

دوسری چیز کہ وہ رب ہی بارش برساتا ہے۔ برسانے والا بھی وہی ہے جو برساتا ہے وہی اس کا بہترین علم رکھتا ہے۔ جو پیدا کرتا ہے تخلیق کرتا ہے کسی چیز کو وہ سب سے بہتر جاننے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش نازل کرتا ہے۔ اور اللہ ہی بارش کا علم رکھتا ہے جب یہ کہا گیا کہ بارش کا علم رکھتا ہے تو ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کو آج بھی محکمہ موسمیات موجود ہے اور وہ بھی پیشن گوئیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ یہ اللہ تعالیٰ کی اس حقیقت میں شریک ہو گئے؟ نہیں شریک ہوئے!!! اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کروڑوں سال پہلے سے اس کا علم رکھتے ہیں یا غیر محدود مدت، جس کا ہم تعیین بھی نہیں کر سکتے ہیں تب سے اللہ تعالیٰ اس کا علم رکھتے ہیں کہ کب کون سے سمندر سے پانی کا قطرہ بخارات میں تبدیل ہونا ہے اور اس نے اوپر بادلوں میں جانا ہے اور اُن بادلوں نے حرکت کر کے کس زمین میں کس ٹکڑے پہ، کس درخت کس پودے کس کیاری کو سیراب کرنا ہے۔ اور وہ پانی کے قطرے بالآخر وہاں گرنے ہیں 'وہ اُس کے لیے رحمت کا باعث اور برکت کا باعث ہونے ہیں، کھیتی میں اضافے کا باعث ہونے ہیں' یا تباہی و بربادی اور ہلاکت کا باعث بننے ہیں۔ تو بارش کا یہ جامع، جزوی، تفصیلی اور کلی علم 'اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے! جو آج انسان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علم دیا، پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ علم بھی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم ہے۔ وہ علم انسان نے اپنی طرف سے حاصل نہیں کیا ہے۔ وہ صلاحیت اور ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا ہے۔

انسان پھر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دائرے سے باہر نہیں نکلتا۔ لیکن وہ علم بھی اتنا محدود ہے کہ چند دن قبل یا تھوڑے سے عرصے قبل کی پیشن گوئی ممکن ہے۔ وہ بھی بعض موسمی تبدیلیوں کو اور بعض کیمیکل تبدیلیوں کو جو آسمان کے اندر یا بادلوں کے اندر وقوع پذیر ہو رہی ہوتی ہیں' اُن کو دیکھتے ہوئے، یعنی جب بہت کچھ وجود پا چکا ہوتا ہے، بادل حرکت کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے رُخ کو دیکھتے ہوئے، ان کی کثافت اور مقدار کو دیکھتے ہوئے انسان ایک تخمینہ لگاتا ہے۔

علم میں اور تخمینے میں فرق ہوتا ہے۔ یہ کہ آپ نے اندازہ لگایا اور اندازہ کبھی ٹھیک ہوا کبھی غلط بھی ہو گیا۔ اور یہ کہ یقینی علم اور وہ بھی قطرے قطرے علم ہو

عدد قطر الامطار

جو دعا ہم نے اُس دن ذکر کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بارش کے قطرے قطرے کا علم رکھتا ہے تو اُس علم میں اور اِس علم میں جو حقیقتاً علم ہے ہی نہیں، صرف ایک اندازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوقات کو دیکھتے ہوئے، بادلوں کی حرکت کو دیکھتے ہوئے، اس کی کثافت کو دیکھتے ہوئے، ہواؤں کے رُخ کو دیکھتے ہوئے ایک اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہ بارش فلاں علاقے میں جائے گی۔ اور وہ اس علاقے میں بھی اتنا بڑا علاقہ لیا جاتا ہے تقریباً ایک ڈویژن کی سطح کا علاقہ لیا جاتا ہے کہ اس علاقے میں بارش اندازاً اتنے ملی لیٹر ہو گی۔ ایسا نہیں ہے کہ گلی، محلہ، گھر، کیاری، پودا، درخت۔ اس سطح پر بتایا جارہا ہو کہ یہ کس کس کے حصے میں آنی ہے یہ بارش۔ اُس کی کھیتی کے اوپر کیا اثرات مرتّب ہونے ہیں۔

تو یہ محدود سا علم ہے اس میں بھی جو غلطیاں ہوتی ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں کہ ماضی قریب میں امریکہ کے اندر طوفان آئے۔ امریکہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اُن کے پاس بہترین محکمہ موسمیات ہے جو پہلے سے پیشن گوئیاں کر دیتا ہے۔ اس کے باوجود اُن کی پیشن گوئی آخری لمحوں پہ غلط ہوتی جب طوفان نے آخری لمحے پر رُخ بدل لیا۔ تو جو علاقے اُن کی پیشن گوئی میں تھے اس سے کئی کلومیٹر رخ ہواؤں کا تبدیل ہوا تو وہ کسی اور کی طرف نکل گیا۔ اس طرح ہوتا ہے کئی دفعہ۔ ابھی جاپان کی طرف کچھ عرصہ پہلے طوفان آیا تو سب کو یہ خدشات تھے۔ ایک تو وہ سونامی ہے جس نے تباہی پھیری ہے۔ ایک اور طوفان جس کی پیش گوئی کی گئی لیکن آخری لمحے پر بتایا گیا کہ نہیں وہ ٹل گیا اس لیے کہ اس کی ہواؤں نے انکا رخ پھیر دیا کسی اور طرف اور بچت ہو گئی۔ تو وہ پیشن گوئیاں بھی ناقص ثابت ہوتی ہیں۔

اور بہت سے وہ اُمور جو کسی ذہن میں ہی نہیں ہوتے، وہ وقوع پذیر ہوتے ہیں اور ساری کی ساری پیشن گوئی کا نظام دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے۔ جیسا انڈونیشیا کے سونامی میں اور جاپان کے سونامی میں ہوا۔ کسی کو بھی توقع نہیں تھی کہ اُس سے اتنے بھیانک نتائج مرتب ہوں گے۔ اچانک ایک چیز ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے امر سے زمین میں وہ تبدیلیاں آئیں کہ جس نے فوری طور پر ان علاقوں کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیا۔

یہ دوسری چیز ہے پیارے بھائیو! جس کو بطور مثال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی غائب کا علم رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی بارش برساتے ہیں۔

وَيَعْلَمُ مَافِي الْأَرْحَامِ

"اور اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں ماں کے پیٹ میں کیا ہے"۔

اس کے اوپر بھی یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے یا ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے کہ آج جو الٹرا ساؤنڈ یا دیگر ٹیسٹوں کے ذریعے سے یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ پیٹ میں موجود بچہ جو ہے وہ زندہ ہے یا مردہ ہے اور یہ کہ وہ بچہ ہے یا بچی۔ یہ تفصیل بتانا ممکن ہے۔

لیکن یہاں پھر وہی بات کہ "یعلم مافی الارحام۔ الفاظ اتنے خوبصورت ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے صرف اتنی بات نہیں کہ وہ مذکر ہے کہ مؤنث ہے، صرف اتنی بات نہیں کہ وہ زندہ ہے کہ مر گیا۔ سانسیں لے رہا ہے کہ سانسیں کٹ گئی ہیں۔ جو والدین اس بچے کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں انہیں صرف اس بچے کی اتنا جاننے کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ مذکر ہو گا یا مؤنث، زندہ پیدا ہو گا یا نہیں پیدا ہو گا۔ وہ یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ اس بچے نے بڑے ہو کر اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننا ہے کہ ان کے لیے تنگی کا عذاب کا باعث بننا ہے۔ بچے نے سعادت مند ہونا عند اللہ جنتی شمار ہونا ہے یا دوزخ میں جانے والوں میں شمار ہونا ہے۔ وہ بچہ بڑا ہو کر معذور یا پولیو زدہ ہو گا یا وہ بچہ خوبصورت خوب رو نوجوان ہو گا۔ وہ بچہ دنیا میں اچھی طرح کمانے والا والدین کا سہارا بننے والا ہو گا یا بالکل فقر اور تنگی کی زندگی اس کے لیے لکھی گئی ہے۔ وہ بچہ ایمان کے اعتبار سے کیسا ہو گا۔ عبادات کے اعتبار سے کیسا ہو گا۔ اپنے داخلی اوصاف اور اخلاق کے اعتبار سے کیسا ہو گا۔ وہ بچہ دنیا میں حکومت کرے گا یا کسی جھونپڑی میں بیٹھے گا۔ اس میں سے کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے کہ انسان جس کا احاطہ کر سکے۔ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں کہ بچے کے دنیا میں آنے سے قبل پانچ چیزیں اس کے لیے لکھ دی جاتی ہیں۔ اس کے اندر یہ سب کچھ شامل ہے بشمول اس چیز کے کہ دنیا کے اُمور سے لے کر آخرت تک "شقیٌ او سعید" لکھ دیا ہے ماں کے پیٹ میں کہ یہ بچہ بدبخت ہے کہ نیک بخت۔ آخرت کے اعتبار سے جنت میں جانے والا ہے یا جہنم میں جانے والا ہے۔ تو ساری تفاصیل بچے کی جزوی تفاصیل سے لے کر کلی تفاصیل تک اس کی دنیا کیسے گزرنی ہے، اس کی آخرت کیسی ہونی ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ بچہ ماں کے پیٹ کے اندر کیا چیز ہے جو پل رہی ہے، جس بچے کا انتظار ہو رہا ہے وہ بچہ اُلٹا والدین کی شقاوت و بربادی کا باعث بنے گا یا بچہ ان کی آنکھوں کی اور دلوں کی ٹھنڈک ہو گا۔ ان کو جنت میں لے جانے کا باعث ہو گا۔ دنیا کے اندر دین کی خدمت کرنے کا، انسانوں کی بھلائی کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ تو ان سارے اُمور کا اللہ تعالیٰ ہی علم رکھتے ہیں۔

وَمَاتَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَاتَكْسِبُ غَدًا

"کوئی انسان نہیں جانتا کہ اس نے کل کیا کرنا ہے"

یہ حقیقت ہے ایک دفعہ انسان پھر اندازہ لگا سکتا ہے۔ منصوبہ بندی بھی کر سکتا ہے۔ لیکن ہمارے سامنے ہے ہم تو بشر کی، ایک فرد کی بات کر رہے ہیں۔ یا وہ قومیں جو خود کو "انا ربکم الاعلی" کہتی ہیں۔ خود کو دنیا کا خدا سمجھتی ہیں۔ وہ امریکہ، جس کا صدر، شیخ اُسامہؒ کی شہادت کے بعد بیان دیتا ہے کہ "یہ موقع ثابت کرنا کہ امریکہ جو چاہتا ہے وہ کر لیتا ہے"۔ یعنی نعوذ باللہ خدائی کا دعوی کرتا ہے۔ "فعال لما یرید" قرار دیتا ہے امریکہ کو۔ روس کے بارے میں لکھا گیا کہ چھ ہفتے ذہن میں رکھ کر وہ افغانستان میں گھسے تھے کہ چھ ہفتے افغانستان کو صاف کر کے پھر پاکستان کی طرف بڑھیں گے۔

اس طرح امریکہ کے بارے میں اس کے اندر کی رپورٹیں نکلنا شروع ہو گئیں کہ چند ہفتوں کا ذہن زیادہ اُن کے بھی پاس نہیں تھا۔ وہ بھی یہ سوچ کر نکلے تھے کہ چند ہفتوں میں افغانستان کو صاف کر لیں گے جتنی بھی قیادت ہے اس کو پکڑ لیں گے یا شہید کر دیں گے اور اس کے بعد فتح کا اعلان ہو گا۔ پھر جو کرنا چاہیں گے، اس کی معدنیات چرانا چاہیں گے جو اس کے ساتھ سلوک کرنا چاہیں گے کریں گے۔

لیکن ان کے سارے تھینک ٹینک بیٹھے ہوئے ہیں۔ لاکھوں ڈالر کی تنخواہ لے رہے ہیں، صبح شام ایک ایک یونیورسٹی کا ایک ایک رپورٹ کے اندر جتنے نام ان کے شریک ہوتے ہیں، رینڈ کی رپورٹ تیار کرنے میں، جس کے مشورے سے امریکی حکومت چل رہی ہوتی ہے، جس کے منصوبوں سے وہ نافذ کر رہی ہوتی ہے، اس میں ایک ایک کے اندر عسکری ماہرین، مختلف یونیورسٹیوں کے ماہر پروفیسر جو ان کو دستیاب ہو سکتے ہیں وہ سارے اس کے اندر شریک ہیں بہترین محققین۔ لیکن ان کی رپورٹوں پر چلتے چلتے بالآخر وہ کھائی میں گر رہے ہیں۔ اور دس سال گزر گئے ہیں اور ان کو سمجھ نہیں آرہی کہ ادھر سے نکلنا کیسے ہے۔ عراق کے اندر گئے اسی نیت کے ساتھ کہ عراق کا تیل چرائیں گے اور اس سے اپنی معیشت کو مضبوط کریں گے اور اگلے بھی کئی عرصے کے لیے دہائیوں کے لیے ہمارے وسائل پورے ہو جائیں گے اور اسلام کا بیڑا غرق کریں گے۔ عرب دنیا کے اندر اپنا ایک مستقل وجود رکھیں گے۔ وہاں سے جوتے کھا کر باہر نکلے ہیں اور آج آپ کو عراق کی سڑکوں پر کوئی امریکی فوجی نظر نہیں آتا۔ تو بطور انسان کے ارادے تو اتنے کمزور ہیں کہ

بطور ملک بطور ریاست تاریخ انسانی میں جو سب سے وافر وسائل جن تہذیبوں کو ملے ان میں امریکہ بھی شامل ہے۔ جس کو ایک پورا براعظم مل گیا وحشی اور جنگلیوں کو۔ جنہوں نے اس براعظم کو انسانیت کی تباہی کے لیے استعمال کیا۔ اور ایسا براعظم، جو سونے، تیل سے، پانی سے، معدنیات سے ہر قسم کے درختوں اور جنگلات سے، ہر قسم کے وسائل سے بھرپور تھا۔ وہ سب کچھ میسر ہے اُس کے باوجود اپنی تباہی کی طرف دن بدن بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ گیارہ ستمبر کے بعد اُنہوں نے جو فیصلے کیے، اس نے ان کو کل کہاں پہنچانا ہے۔ جو وہ نہیں جانتے اسی طرح ایک بشر اپنی ذاتی زندگی میں نہیں جانتا۔ مجھے اور آپ کو روز کا تجربہ ہوتا ہے کہ ہم سوچ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے کل یہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے منصوبے کو پھیر کر رکھ دیتے ہیں کسی اور طرف اور جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اعرفت ربی بفسخ العزائم

"میں نے اپنے رب کو پہچانا اپنے ارادوں کو ٹوٹنے سے"

ارادے بناتے ہیں اور ارادے ٹوٹ جاتے ہیں۔ سوچتے کچھ ہیں کسی اور طرف چلے جاتے ہیں۔ خود میری اور آپ کی میدان جہاد میں موجودگی، جہاد میں آنے سے سالوں پہلے سے کیا سوچ رہے ہیں اس کے لیے منصوبے بنا رہے تھے؟ یہ ہمارے ارادے اور سوچ اور افکار تھے؟ نہیں! کتنے بھائی ہیں کہ لمحوں میں اللہ تعالیٰ نے دل بھی بدلا، ذہن بھی بدلا، رستہ بھی بنایا۔ اور دنیا کے منصوبوں سے نکل کر کہاں پہنچ گئے وہ۔ اور آگے بھی ان کو نہیں پتا تھا کہ جہاد میں آنے کے بعد اُنہوں نے کیا کیا کرنا ہے۔ ان کے والدین نہیں جانتے تھے کہ ان کے بچے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا نسبتیں، بلندیاں، دین کے لیے کیسی کیسی خدمت لینا، ان کے ہاتھ سے اللہ نے لکھ رکھا۔

اسی طرح ہٹلر کی ماں کو کیا پتہ تھا کہ اس کا بچہ ہٹلر ہونا ہے اس نے دنیا کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ گاندھی کی ماں کو کیا پتہ تھا کہ اس کے بچے نے کیا کرنا ہے۔ تو مثالیں لاتناہی ہیں۔ انسان کچھ نہیں جانتا ہے کہ اس کا کل کیسا ہوگا۔ اس کی آنے والی زندگی کیسے گزرنی گی۔

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ

"اور کوئی نہیں جانتا کہ اس کی موت کس زمین پر آنی ہے۔ کہاں آنی ہے کیسے آنی ہے کس حال میں آنی ہے"۔

دنیاوی اعتبار سے کس حال میں آنی ہے۔ ایمانی اعتبار سے کس حال میں آنی ہے۔ ایمان پر ہونا بھی ہے کہ نہیں ہونا ہے۔ کفر پر قائم بندہ نہیں جانتا کہ اس کو آخری لمحے میں اللہ تعالیٰ ایمان نصیب کر دیتا ہے؟ اور دنیاوی اعتبار سے ایک ارب پتی یہی نہیں جانتا کہ اُس نے فقر کی حالت میں کسی اجنبی بیاباں زمین میں مرنا ہے۔ ایک فقیر نہیں جانتا کہ اس نے مرنے سے پہلے سونے کا چمچہ لیے ہوئے دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کا علم نہیں رکھتا ہے۔

تخمینے اندازے ایک بات ہے، جو کبھی غلط ہو جاتے ہیں اور کبھی صحیح ہو جاتے ہیں۔ تو یہ علم اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ جو ہر چیز پر محیط ہے۔ یہ پانچ غیبی اُمور کی مثالیں ہیں۔ اس کے علاوہ جنت، دوزخ، حشر اور اس کی تفاصیل، ملائکہ اور وہ کیا ہیں سب غیب کے اُمور ہیں۔ اور ایسے ہی بہت سے امور ہیں جو ہم سے مخفی رکھے گئے ہیں ہمیں تو علم ایک چھوٹا سا حصہ دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلاً

"تمہیں علم میں سے دیا ہی کیا گیا سوائے تھوڑے سے حصے کے"۔

تو وہ چھوٹا علم مل گیا تو اس کے اوپر بھی انسان کا حال یہ ہے کہ

فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ

اس کے علم سے اس میں اکڑ اور تکبر آجاتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ساری دنیا کو مسخر کر لیا اور سب کچھ اس کے سامنے ہے اور وہ اٹل حقائق تک پہنچ گیا حالانکہ حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پیروی کرتے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو حقائق ہم پر منکشف کر دیے ہیں اس کی اتباع کرنے، ایمان پر لانے ہی میں انسانوں کی نجات ہے۔ یہ تو تواضع انسان اختیار کرتا ہے، اپنے رب کو پہچانتا ہے۔ اس کی عظمت کو اور اپنی کمزوریوں اور ضعف کو پہچانتا ہے تو نجات پاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنی قدر کرنے والا بنائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے علم کی وسعت کا، قدرت کا ہمیں ادراک نصیب فرمائے۔ ہمارے دلوں میں اپنا ایمان، اپنے پہ ایمان راسخ فرمادے۔ (آمین)

سبحانك اللهم وبحمدك نشهد ان لااله الاانت نستغفرك ونتوب اليك

وصلى الله على محمد وآله وصحبه اجمعين۔ برحمتك يا ارحم الراحمين

☆☆☆☆☆

شیخ اُسامہؒ...غاصبوں کے مقابل صف آرا مجاہد اور طواغیت کے خلاف بغاوت کا منبع

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین، وأشهد ألا إلٰہ إلا اللہ ولی الصالحین، وأشهد أن محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

دنیا بھر میں بسنے والے مسلمان بھائیوں کے نام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری یہ گفتگو عزت وکرامت، حریت وسعادت کے حامل ایسے فرد سے متعلق ہے جو کہ مشفق مہربان تھا اور جس کی خواہش تھی کہ امت مسلمہ غلامی اور ذلت کی زنجیریں توڑ ڈالے اور اپنے رب کی رضا کے مطابق مطابق عزت ووقار کی زندگی گزارے۔

گزشتہ صدی میں یہ امت 'کئی دہائیوں تک بے بسی کی حالت میں زندگی گزار چکی ہے، جس کے سبب اس سے عزت وسربلندی کا راستہ کھو گیا اور جاہلیت کے مہیب شعلوں میں گھر چکی ہے۔ ہماری امت نے مشکل ترین مراحل میں تاریخ کا طویل سفر طے کرنے کے بعد، وسیع فاصلوں کو پاٹنے کے بعد، پہاڑوں کی اونچائیوں کو سر کرنے کے بعد، اپنے سامنے وسیع افق پر موجود دو واضح چیزیں دیکھیں۔ یعنی اپنی منزلِ مقصود، اور ایک صاف روشنی' جس سے منزل بھی واضح ہو رہی تھی اور اس کی جانب جانے والے راستے بھی منور تھے۔ درحقیقت یہ امت کی سیاسی بالادستی کی منزل تھی، اسی کے لیے تمام کوششیں کی گئیں، اسی منزل پر نظریں مرکوز رہیں، اسی کے لیے دل دھڑکتے رہے اور اسی کی بنیاد پر مختلف جماعتیں اور گروہ برسرِ عمل رہے۔ سقوطِ خلافتِ اسلامیہ کے بعد ان مشکل حالات میں امت اپنے راستے سے ہٹ گئی، پہاڑوں کی چوٹیوں کے مکین وادیوں اور گھاٹیوں میں آ رہے، امت اپنے مقصدِ حقیقی کو بھول گئی اور راستوں کو منور کرنے والی مشعلیں بھی نظروں سے غائب ہو گئیں۔ باہمی اختلافات بڑھتے چلے گئے، امت کا متعدبہ حصہ غاصب کفار کے قبضے میں چلا گیا جنہوں نے اُن پر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کیے۔

حقیقتاً یہ امت ایک انتہائی کٹھن اور ظالمانہ دور سے گزری، یہاں تک کہ ابطالِ اور خیارِ امت' اِس ظلم کے خلاف بغاوت پر اتر آئے، اُنہوں امت کی خاطر اپنے جانوں کے نذرانے پیش کیے، اپنے ذاتی مفادات کو قربان کیا اور تمام تر توانائیاں اس بات کے لیے وقف کر دیں کہ امت اس پستی کی حالت سے نکل سکے اور ایک ایسی قوی ہو جائے کہ اپنی حقیقی سیاسی حیثیت واہمیت کا ادراک کر سکے اور چراغِ ہدایت کی روشنی میں صحیح راستے پر چل سکے۔

اس امت کے 'عمومی سیاسی مقصد' سے مراد مقبوضہ اسلامی سرزمینوں کی بازیابی، صلیبی اثر ونفوذ سے مکمل آزادی، شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ، اس کی رحمتوں سے بھری چھاؤں میں زندگی گزارنا اور اس کی طرف انسانیت کو دعوت دینا ہے۔ ایسے میں غیر معمولی بصیرت اور نظریات رکھنے والی شخصیات سامنے آئیں جنہوں نے امت کو قعرِ مذلت سے نکالا اور سربلندی اور برتری کی چوٹیوں پر لے آئے تاکہ یہ امت پھر سے شمعِ ہدایت کی روشنیوں کو پالے اور اپنے اصل مقصد پر نظریں جما کر منزل کی جانب بڑھے۔ اِنہی عبقری شخصیات میں سے ایک شخصیت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ تھے۔

اُنہوں نے ایک ایسا دور پایا کہ جس میں ''بڑی طاقتیں'' اپنے کٹھ پتلیوں میں سے جس کو جیسا چاہتی آگے کرتیں اور جسے چاہتیں پیچھے دھکیل دیتیں۔ فردِ واحد تو کجا بڑی بڑی ریاستیں بھی اُن کی مخالفت کرنے کی جرأت نہ کر سکتی تھیں۔ پوری دنیا اُن سے سخت خوف زدہ تھی اور کسی قیمت پر اُن کی مخالفت مول لینے کو تیار نہ ہو سکتی تھی۔ کسی میں بھی اتنا دم خم نہیں تھا کہ اُن کی جارحیت، حملوں اور اثر ونفوذ کے خلاف مزاحمت کا سوچ بھی سکے۔ یہ حالات تھے کہ جب باطل پوری طرح سے عام ہو گیا، نخوت وغرور میں اپنی ساری حدیں توڑ گیا اور اُس نے اعلان کر دیا:

من اشد من القوۃ... ''ہم سے طاقت ور کون ہے بھلا؟''

منافقین اور کمزور ایمان والے لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا ہونے لگے (وتظنون باللہ الظنونا)۔ مسلمانوں کی حالت بھیڑ بکریوں کے اس ریوڑ کی سی ہونے لگی جو ہلاکت خیز گھاٹیوں میں بھیڑیوں کی رہ نمائی میں چل رہا ہوا اور جسے رات کے اندھیرے میں شدید طوفانی بارش نے گھیر لیا ہو۔

انہی حالات میں شیخ رحمہ اللہ 'اپنے چند منتخب اور چنیدہ ساتھیوں اور مومنین رجال کے ساتھ منظر پر نمودار ہوئے' جو نہایت ہی محدود وسائل کے حامل اور ہلکے ہتھیاروں سے لیس تھے لیکن جن کا اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان تھا اور جو توکل کی نعمت سے مالا مال تھے۔ پھر اُنہوں نے اپنے بھائیوں یعنی پرعزم ومجاہد افغان قوم کے ہمراہ ثابت قدمی، اولوالعزمی اور صبر پیہم کے ساتھ سوویت یونین کو شکست سے دوچار کیا گیا اور کمیونزم کا مہیب دیو' اللہ کے فضل سے سکڑ کر اپنے بونے قد میں سمٹ کر رہ گیا۔

سوویت یونین کی شکست کے بعد یہ امریکہ ہی تھا جو غرور وکبر میں تمام تر حدیں پھلانگ گیا۔ اس کو اپنی طاقت پر گھمنڈ تھا اور بودی صلاحیتوں کے ذریعے لوگوں کو رام کر کے اکٹھی کی گئی تعداد نے اُسے دھوکے میں ڈال دیا۔ لیکن امریکہ کو اس سے بے خبر رہا کہ درحقیقت وہ بھی سوویت یونین کی طرح زوال کے گڑھے میں گرتا چلا جا رہا ہے!

امام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ 'اسلام کے قلعے افغانستان میں لوٹ کر آئے اور اس موقع پر اُن کے ساتھ اُن کے صرف چھ منتخب ساتھی ہی تھے۔ لیکن وہ اللہ پر کامل ایمان ویقین رکھتے تھے اور اسی ذاتِ باری تعالیٰ سے اپنی تمام تر امیدوں کو وابستہ رکھے ہوئے تھے۔ اللہ رب العزت نے محترم امیر 'امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو اس نوخیز دعوتِ حق کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائی دی اور انہوں نے سخاوت ووفاداری کی ایک ایسی مثال قائم کر دی

جس کو کما حقہ بیان کرنا قطعی ممکن نہیں!اس طرح آہستہ آہستہ قافلہ بنتا گیا اور ایک فرعون کو بچھاڑنے والوں نے دوسرے فرعون کے مقابلے کے لیے تیاریاں شروع کر دیں۔ایک مرتبہ پھر نہایت ہی قلیل اور محدود وسائل یعنی عام جہازوں کو استعمال کر کے امام شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے امریکہ کی ناک کو خاک آلود کیا،اس کے قلب پر حملہ آور ہوئے،اس کو اس کی بل سے کھینچ باہر نکالا اور کھلے میدانوں میں مقابلے پر مجبور کیا۔اسی طرح امریکی فوجوں کو عراق وافغانستان کے دلدلوں میں پھنسا دیا گیا۔امریکہ کو ذلیل ہو کر عراق سے فرار ہونا پڑا لیکن ابھی تک وہ افغانستان میں پھنسا ہوا ہے۔باوجود اپنے سابق صدر کے تسلیم کرنے کے کہ امریکہ 'امارت اسلامیہ کی افواج سے شکست کھا چکا ہے!

شیخ رحمہ اللہ اس قابل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے جذبے کو پھر سے زندہ کر سکیں جو دہائیوں سے چند افراد تک محدود ہو کر رہ گیا تھا۔پس وہ جہاد کو چند مخصوص افراد کے دائرے سے نکال کر امت کے جہاد تک لے آنے میں کامیاب ٹھہرے۔وہ زمین کے مختلف حصوں سے جہادی چشموں اور سوتوں کو جاری کرنے میں کامیاب رہے۔ اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں یہ خیر کا کام اب بھی جاری ہے ان شاءاللہ۔

شیخ رحمہ اللہ 'ایک عام مسلمان فرد میں بھی عزت،سربلندی،آزادی و وقار کے جذبے کو بیدار کرنے میں کامیاب ٹھہرے۔انہوں نے انسانیت کو ظلم کے خلاف بغاوت کا سبق یاد کروایا جس میں امریکہ کے آگے سجدہ ریز ہو کر ذلتوں کے گھونٹ پینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ان کی حالت خود یہ بتا رہی ہے:

اشعار[ترجمہ]

ہم نے اپنا سفر شروع کیا ہے بلندی کی طرف
جیسے شاہین خطرات مول لے کر بلند پرواز ی کرتا ہے
ہمارے لہو میں بھیگے نقوش ہائے قدم 'رستے کے کانٹوں میں بھی نمایاں ہیں
گویا ہمارے دل اور روح تک لہولہان ہے
ہمارا دین ہمیں سچائی کے رستے کی جانب رہنمائی کرتا ہے
جو کہ ہمارے دلوں اور نظر کو روشن کر رہی ہے
یہ ایک وعدہ اس ذاتِ رحمٰن کی طرف سے،جس کی تیز اور چمک دار روشنی
پوری آب و تاب کے ساتھ پھیل کر تاریکیوں کو ایک طرف دھکیل رہی ہیں

اپنی اِنہی اَن تھک کاوشوں کے بعد وہ اس قابل ہوئے کہ امت کا ہاتھ پکڑ کر اسے عروج وسربلندی کی نئی منزلوں پر پہنچا دیں تا کہ امت کو 'افق دمکتا اپنا مقصد دوبارہ سے نظر آ سکے۔انہوں نے اپنی امت کے لیے چراغِ ہدایت والے راستے کو پھر سے روشن کیا اسے جہاد فی سبیل اللہ سے محفوظ بنایا۔ان کی رودادِ حیات یقیناً اس قابل ہے کہ ہمیشہ یاد رکھے جانے والی تاریخ کا حصہ بن جائے اور امت کی اگلی نسلوں کو اس کے ذریعے اسباق ایمان وحریت سے روشناس کروایا جائے۔

آج مسلمانوں کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ ان کو صحیح روشنی میں دیکھیں،ایک مثالی رہنما کی مانند اور تاریخ اسلام کے ابطال میں سے ایک بطل کے طور پر۔اس لیے نہیں کہ وہ اس بندۂ فقیر کے والد تھے(کہ اس طرح ان کا حق مجھ پر کہیں زیادہ ہے)بلکہ اس وجہ سے کہ جب امت اپنے رہ نما کو پہچانتی ہے جیسا پہچاننے کا حق ہے تو پھر اس کی یادوں کو تازہ کرتی ہے،اسی کے انداز میں آگے بڑھتی ہے اور بالآخر فتح یاب ہوتی ہے!

اللہ کی رحمتیں ہوں ان پر کہ وہ:

سچ کو بیان کرنے والے ایک امام تھے!... ظالموں کے خلاف بغاوت کا استعارہ تھے!

قابضوں کے خلاف مزاحمت کی زندہ مثال تھے!... امت کے لیے اپنی جانوں کو وقف کرنے والوں کے لیے ایک روشن کردار تھے۔ایک شمع کی مانند تھے جو خود جل کر اپنے گردوپیش کو روشنی فراہم کرتا ہے!

مظلومین 'خصوصاً فلسطینی مسلمانوں کی نصرت کرنے کے لیے ایک نمونہ تھے!

جو دعوت وہ دے رہے تھے اس کے لیے ایک پرکشش رول ماڈل تھے!

امت مسلمہ کے لیے رحم دلی اور اپنائیت کی غیر معمولی مثال تھے!

ایک ایسے دشمن کے خلاف وہ امت کو مجتمع کرنے والے تھے جس کی دشمنی سب پر واضح ہے!... اپنی اولوالعزمی اور ارادوں میں غیر معمولی ثابت قدمی رکھنے والے تھے!

صبر کے پہاڑ اور دوسروں کو بھی اس پر ڈٹنے کی ہمت دلانے والے تھے!

میدان جنگ میں دوراندیش فیصلوں اور بصیرت بھرے اقدامات اٹھانے والے تھے!

اپنے منہج میں نہایت پختہ اور مضبوط تھے!

میں اکثر انہیں دوپہر یا رات کے کھانے کے وقت دیکھتا تھا تو شاذ ہی ایسا ہوتا کہ ان کے دستر خوان پر گھی،نمک یا روٹی کا ٹکڑا موجود ہو!

میرے مسلمان بھائیو!شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے اپنی پوری زندگی اور دولت امت مسلمہ کی نصرت کرتے ہوئے 'اس کی آزادی کے لیے اور اس کی صفوں میں بیداری پیدا کرنے کے لیے قربان کر دی۔انہوں نے اپنے الفاظ کی تصدیق اپنے لہو سے کر دی۔یقیناً امت مسلمہ کے عوام یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر مسلط ظالموں کا تختہ الٹ دیں اور ان کو شکست دیں ان شاءاللہ۔وہ جن کو اس بات پر عمل کرنے کی صلاحیت درکار ہے 'اُنہیں چاہئے کہ شیخ رحمہ اللہ کی مثال کو لیں اور ظالموں کو خلاف اٹھ کھڑے ہوں،کرپٹ نظام کو ختم کریں،قابضوں کو پیچھے دھکیل دیں اور اپنی اسلامی شناخت کی طرف واپس آ جائیں۔

اے مسلمانو!اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد کرو:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ
(البقرۃ:۲۴۹)

"بسا اوقات چھوٹی اور تھوڑی سی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پا لیتی ہیں، اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے"۔

اپنے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو یاد کرو:

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (القصص:۵)

"پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم اِنہیں کو پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں"۔

فَقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا (النساء:۸۴)

"تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا رہ، تجھے صرف تیری ذات کی نسبت حکم دیا جاتا ہے، ہاں ایمان والوں کو رغبت دلاتا رہ، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ تعالیٰ سخت قوت والا ہے اور سزا دینے میں بھی سخت ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کو یاد کرو:

"یقین رکھ کر اگر تمام دنیا مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا اہے اور اللہ کا ارادہ نہ ہو تو وہ سب تجھے ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور سب جمع ہو کر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں جو اللہ نے مقدر میں نہ لکھا ہو تو ہر گز نہیں پہنچا سکتا۔ صحیفے خشک ہو چکے قلمیں اٹھالی گئیں"۔

پس اپنے رب کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ظالم طواغیت کے خلاف بغاوت کے لیے نکلو اور اللہ کے راستے میں جہاد کی طرف واپس آجاؤ۔ ہمارے امام، شیخ اسامہ رحمہ اللہ آپ کو انقلابات کے سفر پر ابھارتے ہوئے، حوصلہ دیتے ہوئے رخصت ہو گئے، وہ آپ کو نصیحت کرتے رہے اور ان انقلابات کے بے نتیجہ خاتمے اور صراط مستقیم سے گمراہ ہونے سے خبر دار کرتے رہے۔

یہ حقیقت ہے کہ دعوت کتنی ہی صحیح اور پرکشش کیوں نہ ہو، وہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک اس کی حفاظت کے لیے کوئی طاقت موجود نہ ہو اور جو طاقت ہماری امت کو اپنے عظیم مقصد کی راہ میں سفر کے دوران حفاظت کر سکتی ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہی ہے۔

جہاد کے بغیر جب بھی امت کسی حصار کو توڑ کر باہر نکلنے کی کوشش کرے تو دشمن بار بار اپنے حملے دہراتے رہیں گے تاکہ اس امت کو ہر بار پیچھے دھکیل دیں۔ جہاد فی سبیل اللہ ہمارے دین میں ہم پر فرض کیا گیا ایک خدائی حکم ہے جس کو آخری گھڑی تک جاری رہنا ہے۔ جو اسے اختیار کرتے ہیں یہ اُنہیں یہ عزیمت و سربلندی، آزادی اور خود مختاری کی جانب لے جاتا ہے۔ اور جو اس کو چھوڑتے ہیں ان کو ذلت اور خواری میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے، گایوں بیلوں کے دم تھام لو گے، کھیتی باڑی میں مست و مگن رہنے لگو گے، اور جہاد کو چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تم اس وقت تک نجات و چھٹکارا نہ پا سکو گے جب تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ گے"۔

عرب بہار یقیناً اپنے اندر آزادی اور عزت کا پیغام لیے ہوئی تھی لیکن اس کے پاس اپنی حفاظت کا کوئی انتظام اور صیقل تلوار نہ تھی۔ لہٰذا دشمنوں نے اس پر قابو پایا اور اسے اپنی پٹڑی سے اتار دیا۔

اے امت کے مظلوم مسلمانو! ظالموں کے خلاف بغاوت کے لیے اٹھو، امریکہ کے حواریوں کے خلاف اٹھو، طواغیت کا تختہ الٹنے اور اللہ رب العزت کی شریعت کے نفاذ کے لیے مسلح جدوجہد کے لیے نکل آؤ کہ یہ طواغیت 'امن کی زبان نہیں سمجھتے اور نہ یہ ان کے خلاف کسی قسم کا اثر رکھتی ہے۔ ان کے خلاف کوئی بھی چیز اسلحے سے زیادہ اثر نہیں رکھتی اور کوئی بھی چیز انہیں دہشت زدہ نہیں کرتی سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے۔ اور لوہے کو تو لوہے ہی کے ذریعے سے کاٹا جاتا ہے!

جس بیداری کی طرف ہم امت کو دعوت دے رہے ہیں اس میں کامیابی کے اسباب کا وجود ہونا لازمی ہے۔ اس سب سے پہلے قلوب واذہان میں انقلاب کا برپا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ مسلم عوام بعد کے مرحلے کے لیے تیار ہو سکیں اور ان کو پتہ لگ سکے کہ کب انہیں انقلاب برپا کرنا ہے۔ اور جب وہ انقلاب برپا کر دیں تو پھر ان کو اس کے حتمی مقصد کا بھی علم ہونا نہایت ضروری ہے۔

جہاں تک پہلے سوال کا جواب ہے تو مسلم عوام کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، شریعت اسلامیہ کی واپسی اور ہر قسم کے قانون و طاقت کو اس کے تابع کرنے کے لیے متحرک ہونا ہو گا۔ مسلم عوام کو شرک اور اس کے تمام آثار کو کچلنے، انسانوں کے وضع کردہ قوانین کے ذریعے 'شرک کی حکمرانی کو ختم کرنے اور توحید کی طاقت سے ان شرکیہ نظاموں کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مکمل نفاذ کے لیے انقلاب برپا کرنا ہو گا۔

مظلوم مسلمان عوام اسی وقت انقلاب لائیں گے جب ان کو صلیب کے پیروکاروں، جارحوں اور ان کے حواریوں کی کوششوں اور اسلام کے پاسبانوں کی کوششوں کے مابین فرق کا علم ہو گا۔ آخری کامیابی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب اندرونی دشمن کا مکمل خاتمہ ہو اور صلیبیوں کو شکست سے دوچار کیا جائے گا۔

مسلمان عوام انقلاب کے لیے اٹھیں گے کیونکہ انہوں نے موجودہ فسادی نظاموں کو مسترد کر دیا ہے، کیونکہ یہ نظام ہماری عظیم شریعت سے مکمل بغاوت پر مبنی ہیں، ظلم و فساد، سرکشی، اخلاقی وسیاسی اور معاشی تباہی کے ذمہ دار اور مغربی صلیبیوں کے سامنے سرجھکانے والے ہیں۔

مسلم عوام ضرور انقلاب کے لیے اٹھیں گے کیونکہ وہ ایک آزاداور پروقار زندگی گزارنے، اللہ کی شریعت کی چھاؤں میں پناہ لینے کہ جس میں کسی سیاہ رنگ والے کو سفید رنگت والے پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔ جس میں مظلوم طاقت ور ہو گا یہاں تک کہ اسے اس کا حق واپس مل جائے، اور ظالم کمزور ہو گا یہاں تک کہ وہ اس حق کو واپس کر دے جس پر اس نے ناجائز طریقے سے قبضہ جمالیا ہے' کے طلب گار ہیں۔ اللہ کی طرف سے انصاف پر مبنی قانون شریعت' جس نے مشورے کو طریقہ بنایا ہے اور امت کو اپنی حکمرانوں کے احتساب کے قابل بنایا ہے' کے فائدے لاتعداداور بے حساب ہیں، جن کے ذریعے معاشرے میں تزکیہ، رحمت اور آپس کے تعلقات میں نکھار آتا ہے۔

مسلمان عوام ضرور انقلاب برپا کریں گے کیوں کہ وہ جان چکے ہیں کہ اخلاصِ نیت، نیک ارادوں، اور عظیم مقاصد کے ساتھ ان کی بغاوت کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ تک جا پہنچتا ہے جو اس دنیااور آخرت کی عظیم سعادتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس انقلاب میں حصہ لینے والوں کے سامنے دو ہی مقاصد ہیں۔ جیسا کہ ان کے عظیم رب نے بتایا ہے۔ فتح جو ان کو اپنی قربانیوں اور شہادتوں کے ثمر کے طور ملتی ہے، جس کی مثال ایک پل کی مانند ہے جس پر سے امت گزر کر اپنی فتح تک پہنچتی ہے جب کہ یہاں سے گزرتے ہوئے اس کے جاں نثار اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کر لیتے ہیں جہاں پر ان کے لیے وہ اجر ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی اس کا خیال آیا ہے۔

اس انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری کی جائے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً (التوبۃ:۴۶)

"اگر ان کا ارادہ جہاد کے لیے نکلنے کا ہوتا تو وہ اس سفر کے لیے سامان کی تیاری کر رکھتے"۔

اہلِ ایمان میں موجود ان کے مخلص اور دانش مند حضرات کا فرض بنتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس انقلاب کے لیے تیار کریں اور ان کو تحریض دیں۔ ان کو اپنے درمیان ایک کامیاب انقلاب کی بنیادی ضروریات، مقاصد کے حوالے سے آگہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جن کو شروع سے ہی اس حکیم ذات کی شریعت کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

ان کو چاہئے کہ وہ نوجوانوں کو جنگی اور عسکری حوالے سے ضروری تربیت کے لیے تیار کریں۔ اس کے لیے ان کو جماعتوں کی شکل میں یا انفرادی طور پر جہادی میدانوں کی جانب بھیجا جائے کہ جن کی مثال رجالِ کار کو تیار کرنے اور نکھارنے کے لیے بھٹی کی مانند ہے اور جو عزت کی سرچشمے ہیں تاکہ یہ نوجوان وہاں ضروری عملیات کریں، مختلف قسم کا ضروری تجربہ حاصل کریں اور اس کے بعد سوسائٹی کا رخ کریں۔

یہ کام اس وقت تک جاری رہنا چاہئے جب تک مسلم عوام کو انقلاب کے لیے تیار کیا جائے گا اور تمام تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تاکہ پھر آخری چنگاری کو بھڑکا دیا جائے اور نتیجتاً اس سے پھٹ پڑنے والا لاوا ظالم طواغیت کو بہا لے جائے، مسلم عوام کو ظلم سے نجات دلا دے، ناانصافی و ظلم کا خاتمہ ہو اور اللہ کی شریعت کا نفاذ ہو جائے۔ آزادی کی قیمت ہمیشہ سے مہنگی ہوتی ہے۔ کسی بے قیمت کاغذ کے ٹکڑے کو بیلٹ باکس میں ڈال کر ہرگز آزادی حاصل نہیں کی جاسکتی یا پھر کسی شرکیہ پارلیمنٹ میں بیٹھ کر بھی آزادی کی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی جو انسان کے بنائے گئے قانون کے تحت "شریعت سازی" کرتی ہے۔ آزادی کی قیمت انتہائی سخاوت، قربانیوں، جہاداور شہادتوں کے ذریعے ادا کی جاتی ہے۔

ایک جماعت کی شہادت ہوتی ہے اور امت آزادی پا جاتی ہے۔

اشعار[ترجمہ]

تم موت وحیات کے درمیان کھڑے ہو
اگر تم فرحتوں اور راحتوں آرزومند ہو تو انتھک محنت کرو
کون ہے جو موت کے جام خود بھی پیے اور دوسروں کو بھی پلائے
اگر مردانِ حُر ہی ایسا کرنے سے قاصر ہیں
سلطنتوں کی بنیادیں کمزوریوں اور ناتوانیوں پر نہیں اٹھائی جاتی
اور حقوق بھیک کی مانند بانٹے نہیں جاتے
نسلوں کی زندگی کا بقا اسی موت میں پنہاں ہے
یہی قیدیوں کو غم ورنج سے آزادی اور رہائی کی نوید ہے
اورآزادی' لہو سے سرخ باب ہے
لہو میں تر ہر ایک ضرب کے ساتھ تباہی ہے

اے علمائے حق! شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حق کو بیان کیجیے!

اے سخی تاجرو! اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں شیخ اسامہ کی پیروی کیجیے!

اے صادق نوجوانو! شیخ رحمہ اللہ نے اپنے شباب کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا پس آپ بھی اپنی شباب کو اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیجیے!

(بقیہ صفحہ ۵۸ پر)

روہنگیا، کشمیری... اور دیگر مظلوموں کی مدد کیسے کی جائے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم

برصغیر کے عزیز مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

''مظلوموں کی مدد کیسے کی جائے؟''... یہ موضوع ہے۔ تو مدد کی دو قسمیں ہیں، ایک مظلوموں کی ضروریات پوری کرنا جب کہ دوسری قسم ظالم کا ہاتھ روکنا ہے۔ روہنگیا مہاجرین ہمارے سامنے ہیں کہ کیسے یہ بے چارے 'غذا، پناہ اور دیگر ضروریات کے لیے در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ ان کی یہ ضروریات پوری کرنا ہم اپنی دینی ذمہ داری سمجھیں۔

لہٰذا انفرادی اور اجتماعی طور پر جتنا ہم سے ہو سکے، ان کی مدد کے لیے ہم آگے بڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ نَفَّس عن مؤمن كرْبَةً من كُرَب الدُّنيا، نَفَّسَ الله عنه كرْبةً مِن كرَب يوم القيامة، ومن ستر مسلمًا سَتَره الله في الدنيا والآخرة، ومن يَسَّرَ على مُعْسِرٍ يَسَّرَ الله عليه في الدنيا والآخرة، والله في عَوْن العَبْد ما كان العبد في عون أخيه

یہاں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ عالمی ادارے بھی ان مہاجرین کی مدد کریں گے، یہ ادارے اور حکومتیں آپ کی امداد کو بھی اپنے ہاتھ میں لینا چاہیں گی مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کی یہ امداد، امداد کم اور ایمان کے لیے زہر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے اہل دین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ زندگی کے ساتھ ساتھ ان بے چاروں کا دین بچانے کی بھی کوشش کریں، ظاہر ہے دین کا نقصان' آخرت کی تباہی سب سے بڑا نقصان ہے۔ اور دین تب ہی بچ سکتا ہے جب اہلِ دین حضرات امداد اکٹھا کرنے اور اسے حق داروں تک پہنچانے میں حکومتوں اور عالمی اداروں کی مداخلت سے اپنے آپ کو حسب امکان محفوظ رکھیں۔ بنگلہ دیشی عوام نے اپنے بھائیوں کی جو مدد کی ہے اس پر اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، ان کے رزق میں اللہ برکت ڈالے اور مزید امداد کی بھی انہیں توفیق دے۔ کشمیری قوم خود تکلیف میں ہے مگر اس نے روہنگیا مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھائی اور ایک دفعہ پھر ثابت کیا کہ یہ زندہ اور مجاہد قوم ہے۔ برصغیر میں جس جس نے اس کار خیر میں حصہ ڈالا، اللہ ان سب کو جزائے خیر دے۔

نصرت کی جو دوسری قسم ہے یعنی ظالم کا ہاتھ روکنا، اس کی آج اشد ترین ضرورت ہے اور اسی کے لیے آج یہ انسانیت ترس رہی ہے۔ مگر اس سے بھی آج کون انکار کر سکتا ہے کہ امداد دینے کی دعوے دار عالمی طاقتیں خود ہی سب سے بڑھ کر ظالم ہیں اور یہ ظالموں کو تحفظ دیتی ہیں۔ جو بھی ظلم کے خلاف جہاد کا جھنڈا اٹھائے' یہ سب اسے دہشت گرد کا نام دے کر اسے دبانے اور ختم کرنے کے لیے متحد ہو جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آج ظالم پہلے سے زیادہ زورآور ہیں اور مظلوم' تو ہر نئے روز کے ساتھ ان میں اضافہ ہو رہا ہے...

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے ظلم ختم کرنے لیے کے لیے اسلام بھیجا ہے۔ اسلام کے مقابل ہر نظام، ہر قانون اور ہر اصول' ظلم ہے، لیکن افسوس ہے کہ آج خود اللہ کا یہ دین مغلوب ہے، جو دین دنیا پر حکومت کے لیے بھیجا گیا ہے وہ خود آج کہیں پر بھی حاکم نہیں ہے، زمین کا کوئی ایک ٹکڑا بھی ایسا نہیں جہاں نیکی پھیلانے اور برائی روکنے کے پیچھے حکومتی طاقت موجود ہو، کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جہاں انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکالنے اور انسانوں کے رب، اللہ کی غلامی میں دینے کے لیے جہادی لشکر تیار ہوتے ہوں۔ اللہ کا دین غالب ہوتا، یہ دین حاکم ہوتا تو آج مظلوم اس طرح لا وارث نہ رہتے اور ان ظالموں کو یہ کھلی چھوٹ نہ ملتی۔

آج کی یہ تمام ریاستی افواج، حکومتیں اور پورا عالمی نظام ظلم پر کھڑا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ سب ظالم' چاہے یہ امریکہ، بھارت، روس اور چین کی صورت میں عالمِ کفر کے سردار ہوں یا ہمارے اوپر مسلط کفر کی تیار کردہ ان کی یہ غلام افواج، یہ سب غلبہ اسلام کے خلاف متحد ہو کر ایک صف میں لڑ رہے ہیں۔ انہیں مساجد میں تو اسلام برداشت ہے کہ اللہ کا یہ عظیم دین صرف مسجد کی چار دیواری میں محصور ہو مگر مسجد سے باہر معاشرت و معیشت اور حکومت و عدالت میں یہ غالب ہو، یہ انہیں قطعاً برداشت نہیں۔ ایسے میں آج اللہ کے اس دین کو پوری زمین پر غالب کرنا سب مسلمانوں کا فرض ہے، اور یہ فرض اسلام کے باغیوں کا زور توڑے بغیر کبھی پورا نہیں ہو سکتا... اس کا راستہ اللہ نے میدان جہاد میں اتر نا بیان فرمایا ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

وقاتلوهم (اور ان کے خلاف لڑو، قتال کرو) حتى لاتكون فتنة (یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، کفر کا غلبہ نہ رہے) ويكون الدين كله لله (اور اللہ کا دین ہی غالب ہو جائے)

گویا جہاد ہو گا، تحریکِ جہاد قوی ہو گی تو دین دشمنوں کا زور ٹوٹے گا اور مظلوموں کی داد رسی ہو سکے گی۔ لہٰذا تحریکِ جہاد کو قوی کیے بغیر ظالموں کا ہاتھ روکنا ناممکن ہے اور تحریکِ جہاد کی تقویت اللہ کی نصرت کے بعد مسلمان عوام کی فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہے۔ یہ جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے، ایسا نہیں کہ یہ صرف اس کا کام ہے جو اسلحہ اٹھا سکتا ہو، ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق اس معرکے میں حصہ ڈالنے کا آج مکلف ہے۔ پھر یہ معرکہ میانمار، کشمیر، افغانستان اور فلسطین تک محدود نہیں ہے کہ جو یہاں پہنچ گیا، وہی ظالم کے خلاف لڑ سکتا ہے، ایسا نہیں ہے! یہ عالمی معرکہ ہے، آج دین دشمنوں نے غلبہ اسلام کا راستہ روکنے کے لیے ایک منظم عالمی نظام بنایا ہوا ہے، اس نظام کا ہر حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے اور پھر یہ پورا نظام اسلام اور اہل اسلام کا ہر سمت سے محاصرہ کرتا ہے۔ اس لیے آج اس نظام ظلم کا ہر میدان اور ہر محاذ پر مقابلہ ضروری ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً (اور مشرکین کے ساتھ سب مل کر ایسے لڑو جس طرح کہ وہ آپ کے خلاف سب مل کر لڑتے ہیں)

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (اور جان لو، اللہ متقین کے ساتھ ہے)۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"حقیقت میں کفر کے خلاف جہاد ہر مسلمان پر ہر صورت میں فرض عین ہی رہتا ہے، ہاتھ، مال اور زبان سے جہاد ہو اور اس کی استطاعت نہ ہو تو دل سے، گویا یہ فرضیت کسی مسلمان سے بھی کسی صورت میں ساقط نہیں ہوتی"۔

اب ہر شخص کی کیا استطاعت ہے، یہ اللہ جانتا ہے اور اللہ کے ہاں اسی کے مطابق پوچھا جائے گا۔ یہاں ہم قافلۂ جہاد کی نصرت کی چند صورتیں تذکیراً آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں، ان سب نکات پر بیک وقت عمل مطلوب ہے مگر شرعی مجبوری کے سبب کچھ نکات پر اگر عمل ممکن نہ ہو تو باقی پر عمل لازم ہے:

1) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق ہم مضبوط کریں، یعنی تقویٰ اختیار کریں، منکرات سے بچیں، شریعت کی پابندی کریں، پھر دعاؤں، اذکار اور نوافل کے ذریعے سے اللہ سے مدد مانگیں اور جب ہم ایسا کریں گے تو اللہ حق اور باطل کے درمیان تمیز ہمارے لیے آسان کریں گے۔

2) ہاتھ، زبان اور دل سے برائی روکنے کی کوشش فرض ہے، حسب استطاعت اس فرض کو ادا کیا جائے اور اس فرض کا آغاز خود اپنے آپ، گھر والوں اور قریب ترین افراد سے ہم کریں۔ اللہ کا فرمان ہے: يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم ناراً۔

3) قافلۂ جہاد کے ساتھ جڑیں اور دوسروں کو جوڑیں، ایسا قافلہ جس کا مقصد شریعت کا نفاذ اور مظلوموں کی مدد ہو اور جو دین کے دشمنوں کے خلاف سخت جب کہ مسلمانوں کے ساتھ، مسلمان عوام کے ساتھ نرم ہو، خود میدان قتال میں اتریں، اللہ کے راستے میں بالفعل لڑنے اور شہادت پانے کی فضیلت اور عظمت ہماری نظروں میں ہو۔

4) اموال سے مجاہدین کی مدد کیجیے، جہاد جان کے ساتھ ساتھ مال پر بھی فرض ہے، اللہ کی کتاب نے جہاد بالمال کی بھی تحریض و ترغیب دی ہے اور ہمیشہ کی طرح آج بھی جہاد کو اموال کی ضرورت ہے۔

5) بھارت اور میانمار کے سفارت خانوں سمیت دیگر دشمنان دین کے خلاف کارروائیوں میں معلومات اور دیگر سہولیات اگر آپ فراہم کر سکتے ہیں تو اس میں مجاہدین کے ساتھ تعاون کیجیے۔

6) زبان سے مجاہدین کی نصرت کیجیے، دعوتِ جہاد کے اہم موضوعات فکرِ آخرت، اللہ کی حاکمیت، اللہ کے لیے محبت و نفرت (یعنی اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی)، فرضیت جہاد اور شریعت کی مکمل اتباع ہیں، ان موضوعات کو اپنی دعوت میں کلیدی حیثیت دی جائے۔ دعوت و جہاد کے نبوی منہج پر آج ہر طرف سے رکیک حملے ہو رہے ہیں، دجالی میڈیا میں حق کو باطل اور باطل کو حق دکھایا جاتا ہے، ایسے میں حق کو واضح کرنے کی آپ کوشش کریں اور اس کی نصرت پر عوام کو ابھاریں۔ اس طرح یہ حقیقت بھی ہم عام کریں کہ شریعت ہی عدل ہے اور اس کے مقابل ہر قانون، ہر عدل اور ہر روایت ظلم ہے۔

7) دعوت الی اللہ کے اس سفر میں ہم حکمت اور نرمی کے ساتھ دلوں میں دین کی محبت بٹھائیں مگر شریعت کے دشمنوں کی ناراضگی سے بچنے کے لیے دین پر معذرت خواہانہ رویہ رکھنا اس عظیم دین کے ساتھ زیادتی ہے، دین کے ہر امر پر ہم فخر کریں اور یہ سچ ہم دل سے تسلیم کر لیں کہ اسلام کے مقابل کسی اور ذریعے سے اگر ہم عزت ڈھونڈیں گے تو بدلے میں دنیا و آخرت کی رسوائی ہی ملے گی۔ (بقیہ صفحہ ۳۴ پر)

مسجدِ اقصیٰ اور ہماری ذمہ داریاں

محمد حماد کریمی

فلسطین یا بیت المقدس وہ سرزمین ہے جس کے بابرکت ہونے کی گواہی قرآن نے دی ہے، یہی وہ سرزمین ہے جہاں کا سفر مسلمانوں کے لیے فخر اور درجات علیا کے حصول کا ذریعہ ہے، یہی وہ سرزمین ہے جس میں مسلمانوں کے لیے مسجد اقصیٰ، عیسائیوں کے لیے بیت اللحم اور یہودیوں کے لیے دیوار گریہ کی اہمیت کسی پر پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شہر ان تینوں مذاہب کے مابین ہمیشہ کشمکش کا مرکز بنا رہا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں لکھا ہے کہ یہ شہر ۳۳ صدی پرانا ہے۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ اتنا قدیم شہر اپنی تاریخ میں بمشکل بیس سال ایسے رکھتا ہے، جن کے دوران یہاں کے باشندوں کو امن نصیب ہوا، ورنہ نوع انسان کی خون آشام تاریخ یہاں اپنے آپ کو بار بار دہراتی رہی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ حیرت میں ڈالنے والی بات یہ ہے کہ ان تمام واقعات کے باوجود اس کی تقدیس میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی۔

تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ طوفانِ نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد کے کچھ لوگ جزیرۃ العرب سے ہجرت کرکے سنہ ۲۵۰۰ق م، اس سرزمین میں داخل ہوئے۔

اس کے بعد سنہ ۱۴۵۱ق م، کو یوشع بن نون نے بیت المقدس پر حملہ کرکے وہاں کے بادشاہ اور اس کے معاونین کو شکست دی، اس طرح بنی اسرائیل کا اس شہر میں داخلہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بنی اسرائیل اللہ کی محبوب قوم تھی، لیکن گردش زمانہ کے ساتھ یہ قوم اللہ سے دور ہوتی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ذلیل وخوار ہوکر وہاں سے نکلنا پڑا، یہاں تک کہ ان کی منشا کے مطابق سنہ ۱۰۲۰ق م، میں طالوت کو ان کا بادشاہ بنایا گیا، جس کا مقابلہ مشرکین کے سردار جالوت سے تھا۔ مقابلہ کے دوران ایک نوجوان نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کرکے جالوت کو قتل کیا، قرآن کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوجوان حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔

طالوت کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا بادشاہ بنایا، انہوں نے اپنی قوم کو لے کر شہر بیت المقدس پر حملہ کیا اور اس کو فتح کرکے اس کا نام مدینہ داؤد رکھا۔ پھر ان کے جانشین حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظیم وبارعب سلطنت کے بعد بنی اسرائیل دو حصوں میں تقسیم ہوکر باہم دست وگریباں ہوگئے۔ یہاں تک کہ سنہ ۵۶۹ق م میں بخت نصر نے یکے بعد دیگرے دو حملے کیے، جس میں اس نے ہیکل سلیمانی کو بنیاد سے ختم کردیا۔ جب وہ واپس جارہا تھا تو شہر کا یہ عالم تھا کہ پورا شہر راکھ سے بھرا ہوا تھا، اور بچے ہوئے یہودی اس کے قیدی تھے۔ یہ یہودیوں کی پہلی تباہی تھی جس میں دیگر صحیفوں کے ساتھ توریت بھی غائب ہوگئی اور تابوت سکینہ بھی غائب ہوگیا، جس کا سراغ آج تک نہ مل سکا۔

بخت نصر کے اس حملہ کے بعد پچاس برس تک یہ شہر ویران رہا، یہاں تک کہ بابل بن سالتی ایل نے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھا، صیہونیت کی تحریک کا آغاز کیا۔ صیہون دراصل بیت المقدس میں ایک پہاڑی ہے، جس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے جشن منایا تھا، اسی لیے یہودی اس کو مقدس سمجھتے ہیں۔ اس تحریک کا اصل مقصد کھوئی ہوئی ریاست کو دوبارہ حاصل کرنا ہے۔

سنہ ۳۳۱ق م کا زمانہ ہے، لگاتار یہودی سازشوں کے بعد بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ ابھی مختصر ہی عرصہ گذر پاتا ہے کہ ان کو خبر ملتی ہے کہ ایک بادشاہ پے در پے فتوحات کے ساتھ بیت المقدس کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ اب اس کو یہودیوں کی بزدلی کہیں یا عیاری کہ انہوں نے مقابلے کے بجائے اس بادشاہ کا استقبال کیا۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس کو دنیا سکندر اعظم کے نام سے جانتی ہے، اس کی موت کے بعد یہ شہر یونانیوں کے قبضہ میں آگیا۔

اس کے بعد یہ شہر مختلف ادوار سے گذرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس شہر میں تشریف لاتے ہیں اور یہودیوں کو بار بار اللہ کی عبادت واطاعت کی دعوت دیتے ہیں۔ لیکن ان کے مسلسل کفر وانکار کی وجہ سے ان کے آسمان پر اٹھا لیے جانے کا واقعہ پیش آتا ہے، اس واقعہ کے بعد سے لے کر سنہ ۲۲۸ء تک عیسائیوں اور یہودیوں کے درمیان جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔

یہ زمانہ عیسائیوں کے لیے سخت ابتلا وآزمائش کا ہوتا ہے۔ پھر عیسائیوں کو تائید غیبی حاصل ہوتی ہے، اور سنہ ۲۳۶ء میں قیصر روم قسطنطین عیسائیت قبول کرلیتا ہے اور بیت المقدس کو عیسائی ریاست میں شامل کرلیتا ہے۔ پھر اس کے بعد دو صدی تک یہ عیسائیوں کا مرکز رہتا ہے، یہاں تک کہ سنہ ۶۲۸ء کے بعد تاریخ کا وہ زریں باب شروع ہوتا ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

بیت المقدس پر یہود وعیسائی دونوں اپنا حق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک وہ حق پر تھے وہی اس کے مستحق تھے، لیکن جب ان سے اللہ اور اس کے رسولوں کی نافرمانیاں سرزد ہوئیں، اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے، تو

اللہ نے ان سے یہ نعمتیں چھین لیں، اور امت مسلمہ توحید و رسالت کی علم برداری کی حقیقی وارث قرار پائی۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دراصل حضرت ابراہیم واسماعیل، اسحاق ویعقوب، داؤد وسلیمان اور موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی آخری کڑی ہے، لہٰذا امت مسلمہ ہی اس سرزمین کی اصل وارث اور وہی اس کی حق دار ہے۔

انہی تمام باتوں کے پیش نظر اس مبارک سرزمین پر جو صدیوں سے خون کا میدان بنی ہوئی تھی متبعین اسلام کا پرامن داخلہ ہوتا ہے اور بغیر کسی مقابلہ کے یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آجاتا ہے اور اس کی چابیاں خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے حوالے کی جاتی ہیں۔ اس طرح یہ شہر امن وامان کا گہوارہ بن جاتا ہے، اس فتح کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ فاتح قوم کے ساتھ مفتوح قوم بھی فتح کا جشن مناتی ہے۔

جس طرح مسلمانوں نے بیت المقدس کی پرامن فتح دیکھی، اسی طرح اس شہر پر ۵ جولائی ۱۰۹۹ء کا وہ سیاہ دن بھی آیا جب صلیبیوں نے ظلماً مسلمانوں سے اس شہر کو چھین لیا، اور ۸۸ سال تک ظلم وبربریت کا وہ وحشت ناک مظاہرہ کیا کہ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ "جو عیسائی اس حملہ کے لیے بیت لمقدس میں داخل ہوئے انہیں انسان کہنا انسانیت کی توہین ہے"۔

اس کے بعد مسلمانوں اور صلیبیوں کے درمیان جنگیں اور جھڑپیں ہوتی رہیں، پھر بیت المقدس نے اپنی تاریخ میں وہ مبارک دن بھی دیکھا جب بروز جمعہ ۲۷/ رجب ۵۸۲ھ مطابق ۱۳/ اکتوبر ۱۱۸۷ء کو صلاح الدین ایوبی فاتح بن کر اس شہر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس طرح بیت المقدس پھر ایک بار مسلمانوں کے قبضہ میں آجاتا ہے، لیکن صلیبی جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

پھر جب ۱۹۱۷ء میں پہلی جنگ عظیم کے بعد خلافتِ عثمانیہ کا شیرازہ بکھر جاتا ہے تو برطانیہ بیت المقدس کو برٹش کنٹرول میں لے کر یہودیوں کے قبضہ میں دے دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہودی پورے بیت المقدس پر قابض ہوجاتے ہیں، اور مسجد اقصیٰ وقبۃ الصخرۃ دونوں یہودیوں کے تسلط میں چلا جاتے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت فلسطین میں یہودی ۸۰ فی صد، فلسطینی ۱۸ فی صد اور عیسائی ۲ فی صد آباد ہیں، ایک زمانہ تھا جب بیت المقدس میں فلسطینیوں کی تعداد ۹۰ فی صد سے زیادہ تھی۔

مختصر یہ کہ عہد فاروقی سے لے کر آج تک کی اس طویل ترین مدت میں صلیبی قبضہ کے ۸۸ سال اور یہودی قبضہ کے ۶۵ سال نکال دیے جائیں تو بقیہ پوری مدت بیت المقدس پر مسلمانوں ہی کی حکمرانی رہی، اس اعتبار سے بھی خطہ پر جتنا حق مسلمانوں کا ہے اور کسی کا نہیں، البتہ یہودیوں کا یہ ناجائز قبضہ رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے امت کے لیے وعدہ وبشارت ہے، اور ایک دن مسلمانوں کا غلبہ حتمی ویقینی ہے، جس سے خود یہودیوں کو بھی انکار نہیں ہے۔

اس وقت یہ سرزمین پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ کاش! کوئی عمر فاروق ظاہر ہوتا اور ہمیں اس اسیری سے نجات دلاتا، کاش! کوئی صلاح الدین ایوبی آتا اور ہمیں اس قید ظلم وجور سے آزاد کردیتا۔ یا کاش! کم سے کم آج کے مسلم حکمرانوں میں کوئی سلطان عبد الحمید ہوتا جو مادی نقصان اور اقتدار سے محرومی تو گوارا کرلیتا، لیکن دینی حمیت اور ملی غیرت کا سودا نہ کرتا!!!

اس سلسلہ میں پوری دنیا میں بسنے والے ہر مسلمان پر واجب وضروری ہے کہ اس مسئلہ کو ایک دینی واسلامی مسئلہ سمجھ کر کم از کم درج ذیل امور پر عمل کرنے کی کوشش کرے:

i. اس مسئلہ کی حقیقت کو خود بھی سمجھیں، اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں۔

ii. اس سلسلہ میں ناامیدی کی جو فضا پھیل رہی ہے، اس کو ختم کرکے امید کی کرنوں روشن کریں۔

iii. اس مسئلے کے اصل حل یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے خود بھی تیار ہوں اور اپنے حلقہ اثر میں بھی اس کی تیاری اور اعداد کی دعوت پھیلائیں۔ بلاشبہ یہ ترک جہاد ہی کا وبال ہے کہ امت مسلمہ کے مقدسات کفار کے قبضے میں ہیں اور امت کے نوجوانوں کو اُن کے اصل کی طرف متوجہ کرنے کی بجائے مختلف ٹیڑے راستوں اور پگڈنڈیوں پر چلنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

iv. اللہ سے خوب خوب دعا کی جائے۔

v. خود اپنی اور اپنے معاشرہ کی اصلاح کی جائے۔

یہ پانچ مختصر نکات ہیں، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اگر کوئی مسلمان کم از کم ان نکات پر مکمل طور پر عمل کرے گا، تو روزِ قیامت وہ اس سلسلہ میں گرفت سے محفوظ رہے گا، اور ان شاء اللہ جلد از جلد وہ دن بھی آئے گا جب قبلۂ اول مسلمانوں کی تحویل میں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

"واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے جوہر اسی وقت کھلے ہیں جب اس کے ہاتھ میں قیادت ہو، اس لیے کہ اسلام کا عقیدہ سروری وجہاں بانی کا عقیدہ ہے! وہ قیادت کا ایک نظام ہے، وہ انسانی قافلے کی سربراہی کر سکتا ہے، کسی کا دریوزہ گر نہیں بن سکتا!"

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی علیہ الرحمۃ

ارضِ مقدس فلسطین و مشرق وسطی احادیث و تاریخ کی روشنی میں

ابو بصیر المہاجر

بحر ابیض (Mediterranean Sea) کے جنوبی ساحل کا وہ نقطہ ہے جہاں دنیا کے دو سب سے گنجان آباد براعظم، ایشیا اور افریقہ ملتے ہیں۔ صحرائے سینا، جو کہ فلسطین کا غربی حصہ ہے، جنوب کی جانب سے بحر احمر اور شمال کی جانب سے بحر ابیض کو الگ کرتا ہوا وہ خطہ ہے جو ایشیا اور افریقہ کے مابین خشکی کا سنگم ہے۔ یہیں کھڑے ہو کر بحر ابیض کے دوسرے پار جھانکیں تو تھوڑی ہی دور، براعظم یورپ ہے۔ اس لحاظ سے 'فلسطین' دنیا کا وہ خطہ ہے جو تین براعظموں کو نہایت قریب پڑنے والا ایک مقام ہے!!

بعثتِ ابراہیمؑ کے ساتھ ہی تہذیب انسانی ایک نئے مرحلے میں داخل ہوتی ہے، اور قوموں کا تبادلہ ٔعمرانی ایک نئی زوردار صورت دھارنے لگتا ہے، تو کوئی خاص وجہ ہوگی جو بابائے ملت ابراہیم علیہ السلام عراق سے اٹھ کر یہاں آ ڈیرہ لگاتے ہیں۔ یہی نقطہ ایک طرف افریقہ (مصر) کی جانب توحید کی پیش قدمی کا مرکز بنتا ہے تو دوسری جانب یہیں سے چل کر ابراہیم علیہ السلام جزیرۂ عرب میں توحید کا ایک پودا از سر نو کاشت کر کے جاتے ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے بعد تو یوں ہوتا ہے کہ یہیں پر نبوتوں کا تانتا بندھ جاتا ہے اور زمین کا یہ خطہ آسمان کی روشنی سے چمک اٹھتا ہے!!

مابعد موسیٰؑ اور ماقبل مسیحؑ کا یہی وہ زمانہ ہے (موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین کوئی ڈیڑھ ہزار سال سے زائد عرصہ بنتا ہے) جب بحر ابیض کے دوسری جانب، یورپی اقوام بھی تہذیب کی کرنوں کی تمازت سے بیدار ہو کر آنکھیں ملنے لگی تھیں اور ان کے کئی ایک روشن دماغ بحر ابیض کا حوض پار کر کے ارضِ انبیاء سے فیضِ علم و معرفت حاصل کر کر کے واپس جاتے اور یونان اور روم کی وحشی بت پرست اقوام میں ایک تبدیلی کا پیش خیمہ بننے لگے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، فلاسفہ ٔیونان کی تاریخ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں!!

بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایشیا کا ایک بڑا خطہ نہ صرف 'عالم اسلام' بنتا ہے بلکہ 'عالم عرب' کہلاتا ہے۔ یہ 'عربستان' مشرق کی جانب فارس اور ماوراء النہر سے ملتا ہے اور جنوب میں جزیرۂ عرب اور صومال کے ساحلوں پر بحر ہند سے تو مغرب کی جانب افریقہ کے اندر مصر، سوڈان، لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش سے ہوتا ہوا موریطانیا بلکہ مالی تک جاتا ہے!! بلکہ کسی وقت اندلس تک جاتا تھا۔ یہ 'عربستان' جو زیادہ تر شرقاً غرباً پھیلا ہے، خطہ ٔفلسطین بڑی حد تک اس کے وسط میں پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپیوں کے ہاں 'مشرقِ وسطیٰ' کی اصطلاح بنیادی طور پر اسی خطے کے لیے وجود میں آئی تھی۔

عباسی خلفاء اور بعد ازاں کچھ علاقائی امارتوں کی مسلسل جنگ رہی تو اس کا بیس کیمپ بڑی حد تک شام ہی رہا۔ اس لحاظ سے، شام مجاہدین سے کبھی خالی نہ رہا۔ اسلام کے دور عروج میں بھی شہادت کے متلاشی صدیوں تک اسی جگہ کو اپنا مستقر بناتے رہے۔ پھر جب مسلم قوت کے کمزور پڑ جانے کے بعد صلیبی یلغاریں شروع ہوئیں تو یہی خطہ جو کبھی بندگانِ صلیب پر عرصہ ٔحیات تنگ کر کے رہا تھا، اب ان کی دست درازی کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا ہدف تھا!!

پانچویں صدی ہجری میں بیت المقدس اور فلسطین کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہا اور بقیہ شام لینے کے لیے صلیبی افواج ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں، جس کے بعد ان صلیبی قوتوں کا اگلا ہدف یہ تھا کہ عالم اسلام کے دیگر خطے بھی تاراج کر دیں، بلکہ ان کا ایک بدبخت رینالڈ ڈی شاتیلون، جو کہ کرک کا صلیبی بادشاہ تھا، اور مصر سے آنے والے حجاج کے قافلے لوٹنے کے لیے بہت آگے تک جایا کرتا تھا، علی الاعلان بکتا تھا کہ وہ مدینہ پہنچ کر پیغمبرِ اسلام کی قبر اکھاڑنے سے کم کسی بات پر رکنے والا نہیں۔ یہی وہ خبیث النفس تھا جس کی بابت صلاح الدین نے قسم کھا کر نذر مانی تھی کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے جہنم رسید کرے گا۔ چنانچہ اب ایک بار پھر، پوری عیسائی دنیا کے مدمقابل پورے عالم اسلام کی جنگ یہیں پہ مورچہ زن ہو کر لڑی جانے لگی۔ چھٹی صدی ہجری میں عماد الدین، نور الدین اور پھر صلاح الدین کے گھوڑے اسی ارض شام میں دوڑائے گئے کہ بالآخر اللہ نے بیت المقدس مسلمانوں کو واپس دیا۔ حطین کا وہ تاریخی میدان فلسطین ہی میں واقع ہے جہاں پر صلاح الدین کی مجاہد سپاہ نے عالم صلیب کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ اور جس میں سات صلیبی بادشاہ قید کر کے صلاح الدین کی سرکار میں پیش کیے گئے تھے۔ صلاح الدین کی جانب سے رینالڈ کہ گستاخِ رسول اور آخری درجے کا بدعہد تھا، کو چھوڑ کر باقی چھ کی جان بخشی کر دی گئی تھی۔ 'حطین' درحقیقت سات عشرے سے مسلسل جاری جہادی عمل کا نقطہ ٔعروج تھا۔ مگر اس کے بعد بھی کوئی دو سو سال تک ایوبی سلاطین اور پھر ممالیک، صلیبی حملوں کے مدمقابل یہیں پر معرکہ آرا رہے اور امت کے لیے خدائی نصرت کا ذریعہ بنتے رہے۔

مسلمانوں پر آج جو جنگیں مسلط کی جا رہی ہیں ان کے پیچھے بڑی حد تک یہی مقصد کارفرما ہے کہ ارضِ مقدس میں یہودی مفادات کو کسی طرح محفوظ بنا دیا جائے ... لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ارضِ فلسطین پر 'یہودی حق' کا ڈھکوسلہ ہمارے سامنے واضح ہو جائے۔ اس کے لیے ہمیں فلسطین کی ماقبل اسلام تاریخ کے ادوار میں بھی کچھ دیر کے لیے جانا پڑے تو یہ حرج کی بات نہیں!!

تاریخی طور پر فلسطین 'وسیع تر شام' (Greater Syria) کا حصہ رہا ہے۔ تاریخ میں جس خطے کو 'بلادِ شام' کہا جاتا ہے اس کے چار اقلیم ہیں۔ حالیہ شام، فلسطین، لبنان اور اردن، جو کہ اس وقت چار الگ الگ ملک ہیں۔ خطہ ٔشام صرف قدیم نبوتوں اور صحیفوں کے حوالے سے نہیں، احادیث نبوی کے اندر بھی ایک قابل تعظیم خطہ کے طور پر مذکور ہوتا ہے اور محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستند روایات کے ساتھ 'شام' کے

لاتعداد مناقب بیان کیے ہیں۔ یہاں تک کہ کئی اہلِ علم نے آیات اور مستند احادیث پر مشتمل، سرزمین شام کی فضیلت پر باقاعدہ تصانیف چھوڑی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بخاری میں مروی ہے:

اللھم بارِكْ لنا في شامنا (صحیح بخاری)

"اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما"۔

مزید برآں کئی احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ خطۂ شام طائفۂ منصورہ کا مسکن بنا رہے گا، مثلاً حدیث:

لايزال أهل الغرب ظاهرين على الحق حتى تقوم الساعة (صحیح مسلم)

"شام کی جہت والے لوگ بالاتر رہیں گے، حق پر رہتے ہوئے، یہاں تک کہ قیامت آجائے"۔

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمادینا:

إذا فسد أهل الشام فلا خير فيكم، لا تزال طائفة من أمتي منصورين لا يضرهم من خذلهم حتىٰ تقوم الساعة (مسند احمد)

"جب اہلِ شام فساد کا شکار ہو جائیں تو پھر تم میں کوئی خیر نہیں۔ میری امت میں سے ایک طبقہ نصرت مند رہے گا، جو لوگ ان کو بے یار و مددگار چھوڑیں گے وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے"۔

ایسے ہی نبوی اخبار و آثار کے پیشِ نظر صحابہ کی بہت بڑی تعداد خاص شام کو مسکن بنا کر رہی اور شام وما بعد خطوں میں جہاد کرنا صحابہ کو سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ مدینہ یا عمومی طور پر جزیرۂ عرب کے بعد اگر کوئی خطہ ہے جس کو یہ شرف حاصل ہو کہ وہاں اصحابِ رسول اللہ کی سب سے بڑی تعداد دفن ہے تو وہ بلادِ شام ہی ہے۔ پس یہاں جگہ جگہ انبیاءؑ مدفون ہیں، جو کہ مخلوق میں برگزیدہ ترین ہیں اور یا پھر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ جو کہ انبیاء کے بعد برگزیدہ ترین ہیں۔ اور جہاں تک تابعین وما بعد ادوار کے اولیاو صلحا، ائمۂ و علما، شہدا اور مجاہدین، قائدین اور سلاطین اور عجوبۂ روزگار مسلم شخصیات کا تعلق ہے، تو خطۂ شام کے حوالے سے وہ تو شمار سے باہر ہے۔ یوں سمجھیے شام ہمیشہ ہیروں موتیوں سے بھرا رہا ہے۔ کئی ایک نصوص کی رو سے شام ہی ارضِ محشر ہے۔ شام کا ایک تاریخی حوالہ اہلِ اسلام کے ہاں 'ارضِ رِباط' رہا ہے۔

اسلامی فتوحات سے پہلے دراصل شام ہی دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور کا پایۂ تخت رہا ہے۔ یہیں سے بیٹھ کر رومن سیزر ایشیا، یورپ اور افریقہ کے ایک بڑے خطے پر قائم اپنی ایمپائر کا انتظام و انصرام کرتا تھا، جو کہ اس جگہ کی جغرافیائی اہمیت کی ایک واضح دلیل ہے۔ رومن طنطنہ و جبر کا سکہ کوئی چوتھائی دنیا پر یہیں سے چلایا جا رہا تھا۔ اسلام کے شیر جزیرۂ عرب سے نکلے تو مغربی سمت سب سے پہلا حملہ ظلم کے اسی راج گھاٹ پر بولا گیا!!

چنانچہ بیرونی فتوحات میں انبیاء کی یہ سرزمین اہلِ اسلام کے لیے پہلا خدائی تحفہ تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی مجاہد سپاہ کے ہاتھوں یرموک کی فیصلہ کن شکست کے بعد سیزر ہریکولیس اپنا یہ تاریخی جملہ کہتا ہوا رخصت ہوا: 'الوداع! اے ارضِ شام! جس کے بعد کبھی ملنا نہیں'... اور اس کے ساتھ ہی یہ خطہ اذانوں کی گونج میں عدلِ فاروقی کا نظارہ کرنے لگا!!

شام کا مسلم افواج کے ہاتھوں میں آنا تھا کہ ایشیا اور افریقہ میں پھر رومنز کے باقی مقبوضات پکے پھل کی طرح ایک ایک کر کے عمر فاروقؓ کی جھولی میں گرنے لگے اور تکبیروں کی گونج میں مغرب کی جانب پیش قدمی کرتی ہوئی مسلم افواج مصر سے بڑھتی ہوئی افریقہ کے ایک بڑے علاقے تک صبحِ صادق کی طرح پھیل گئیں۔ بلکہ کچھ ہی دیر بعد بحرِ ابیض کے ساحلوں پہ بڑھتی ہوئی پورے شمالی افریقہ پر حاوی ہو گئیں، یہاں تک کہ قیروان، مراکش سے اِدھر کہیں رکنے کا نام نہ لیا، جہاں شمال کی جانب بحرِ ابیض کے دوسرے پار اندلس (یورپ) رہ جاتا تھا تو مغرب کی جانب خشکی ختم، بحرِ اوقیانوس (Atlantic Ocean) شروع ہو جاتا تھا، جس کی بابت اُس وقت کے لوگوں کا خیال تھا کہ دنیا یہاں پر ختم ہو جاتی ہے!

اس سے کوئی دو عشرے بعد یہیں شام سے بیٹھ کر امیر معاویہؓ نے بحرِ ابیض کو، جس کا دوسرا نام کسی وقت 'بحرِ روم' ہوا کرتا تھا، اسلام کے بحری بیڑوں کی آماج گاہ بنا دیا!! اور قبرص اور سسلی ایسے اسٹریٹجک جزیروں کو زیرِ نگین کرتے ہوئے سیزر کے پایۂ تخت قسطنطنیہ پر چڑھائی کے لیے موحدین کے لشکر روانہ کیے۔ چند عشرے بعد یہیں سے بیٹھ کر خلیفہ ولید بن عبد الملک 'اندلس' کا خراج وصول کرنے لگا۔ چنانچہ مغرب کی جانب ہونے والی تمام تر اسلامی توسیع کے لیے ارضِ شام ایک گیٹ وے بنا رہا!!

یہاں تک کہ ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاریوں کا سیلاب قریب قریب پورے عالمِ اسلام کو غرقاب کر چکا تھا اور بغداد کے دارِ خلافت کو تہس نہس کر چکا تھا تو صرف شام کا کچھ خطہ اور مصر باقی رہ گیا تھا جو ابھی تک مسلم قلمرو کا حصہ تھے۔ تاتاریوں کی وحشی یلغار کے سامنے 'ممالیک' اب عالمِ اسلام کی آخری امید رہ گئے تھے۔ تب سلطان العلماء عز الدین بن عبد السلامؒ کے زیرِ تحریک 'مملوک سلطان سیف الدین مظفر قطزؒ' کی قیادت میں مصر سے اسلام کا ایک لشکر اٹھتا ہے اور ہلاکو کے نائب کتبغا کے زیرِ قیادت شام میں پیش قدمی کرتی ہوئی تاتاری افواج سے مقابلہ کے لیے فلسطین کے تاریخی مقام 'عین جالوت' کا انتخاب کرتا ہے۔ معرکۂ عین جالوت کے نتیجہ میں پہلی بار مسلم دنیا 'اہلِ اسلام کے ہاتھوں تاتاریوں کو شکست فاش ہونے کی خبر سنتی ہے، ورنہ تاحال تاتاریوں کے لیے 'شکست' کا لفظ سننے کی حسرت تک مسلم دلوں میں کبھی پوری نہ ہو پائی تھی!!

معرکۂ عین جالوت کی بابت ہی سلطان قطز کا یہ تاریخی نعرہ مشہور ہے 'وا اسلاماہ!!!' کہ 'ہائے، اسلام گیا!'۔ اسی معرکہ کی بابت، جو کہ رمضان میں جمعۃ المبارک کے روز ہوا، اور جس کا نتیجہ جاننے کے انتظار میں پوراعالم اسلام دَم سادھ کر بیٹھا تھا، مشہور ہے کہ سلطان نے نماز جمعہ کے وقت تک معرکہ شروع نہ ہونے دیا، جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ عالم اسلام میں شرق تا غرب مسجدیں 'لشکرِ اسلام کی نصرت کے لیے دعا گو ہو جائیں تو معرکہ تب شروع ہو!! اس سے چند عشرے بعد قازان کی قیادت میں تاتاری سیلاب کا ایک اور زوردار ریلہ شام کا رخ کرتا ہے اور شقحب کے مشہور معرکہ میں مسلم افواج کے ہاتھوں منہ کی کھا کر لوٹتا ہے۔ اس معرکہ شقحب کے روحِ رواں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ہوتے ہیں!

یوں بلامبالغہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ شام اور خصوصا فلسطین وہ ارضِ رباط ہے جہاں تاریخ اسلام کے پر آشوب ترین دور میں، ایک صدی کے اندر اندر، عالم اسلام پر چڑھ آنے والی دو بدترین کافر افواج کے گھٹنے لگے۔ ایک یورپ کے قلب سے اٹھنے والا صلیبی طوفان اور دوسرا صحرائے گوبی سے اٹھنے والا تاتاری ٹڈی دل۔ دونوں 'جہادِ شام' کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوئے اور یوں یہی خطہ پورے عالم اسلام میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑا دینے کا منبع بنا!

تاریخ اگر اپنا آپ دہراتی ہے تو کیا معرکۂ کفر و اسلام کا حالیہ ڈراپ سین بھی کہیں ارضِ فلسطین میں اور موجودہ دور کی جہادی تحریکوں کے ہاتھوں تو نہیں ہونے والا!؟ تاریخ انسانی کے دو نہایت عظیم شر، صیہونیت اور صلیبیت جو عالم اسلام کے خلاف صدیوں کا بغض پال کر ایک خاص تیاری اور خاص ایجنڈے کے ساتھ اس بار آئے ہیں!

اس عالمی مملکتِ کفر کے خاتمہ کے سلسلہ میں کیا یہی 'ارضِ رباط' پھر سے کسی خدائی تدبیر کے ظہور میں آنے کے لیے "میدان" بننے والی تو نہیں، بلکہ بن نہیں چکی!؟ جس کے نتیجہ میں قدسیوں کی لازوال مملکت 'ایک وقتی تعطل کے بعد' ہر بار کی طرح ایک بار پھر اپنی تاریخی شان و شوکت کے ساتھ بحال ہو جائے اور صدیوں تک کے لیے اسلام کے قلعے یہاں پھر سے ناقابلِ تسخیر ہو جائیں؟! کیا مسجدِ اقصیٰ کے نمازیوں پر گزرنے والی ایک طویل صبر آزما آفت، عالم اسلام کے حق میں ایک نئے حسین دور کا پیش خیمہ بننے والی تو نہیں؟!! کیا آج بیت المقدس کے معصوم ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پتھر عالمی ساہوکاری نظام پر بجلیاں بن کر گرنے والے تو نہیں؟ آخر کیا بعید!!!

چنانچہ شام کے عمومی مناقب کا معاملہ ہو تو 'فلسطین' ان میں برابر کا حصہ دار ہے۔ البتہ خطۂ بیت المقدس الگ سے جو فضائل اور مناقب رکھتا ہے وہ اس کا اپنا خاصہ ہے، جن کی رو سے مکہ اور مدینہ کے بعد مسلمانوں کا کوئی مقدس ترین مقام ہے تو وہ بیت المقدس ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر مسلمانوں کے ہاں ہرگز کوئی دو رائے نہیں، امتِ اسلام کے ہاں بیت المقدس کو یہ مقام بالاتفاق حاصل ہے!!

چونکہ آج وہ دور ہے کہ بین الاقوامی صحافت سے لے کر رائج العام تصورات تک ہر جگہ کسی جہانی مسئلے یا کسی بین الاقوامی تنازعے کا 'اسرائیلی ورژن' چلتا ہے، ہمارے بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقوں کے ہاں مغربی مصادرِ دانش سے متاثر ہونے کے باعث اُنہی کے پھیلائے ہوئے خیالات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں، اور پھر جب کہ فلسطین اور بیت المقدس کا مسئلہ تو مغرب اور عالم اسلام کے مابین پائے جانے والے حالیہ تنازعات میں 'ام المسائل' کا درجہ رکھتا ہے، 'امنِ عالم' کے بہت سے لاینحل عقدوں کی جڑ درحقیقت یہیں پر پائی جاتی ہے،

اب آیئے مسئلہ کے 'مذہبی' پہلو کی جانب... عرب عمومی طور پر سیدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہا السلام کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں، جس کے لیے اصطلاحی طور پر 'عرب مستعربہ' کا لفظ مستعمل ہے۔ اسرائیلؑ (سیدنا یعقوب علیہ السلام کا لقب) سام کی نسل سے ہیں تو سیدنا اسماعیلؑ بھی سام ہی کی نسل سے ہیں۔ سیدنا ابراہیمؑ کے حق کی بات ہے یا سامی تخم میں اگر کوئی خاص فضیلت پائی جاتی ہے تو وہ دونوں جانب برابر ہے۔ فلسطین میں آباد عربوں کی ایک بڑی تعداد سیدنا اسماعیلؑ سے ہی منسوب ہے اور اس کے علاوہ وہ کسی اور نسبت سے واقف نہیں۔

مگر یہاں اگر کوئی دوسری اجناس بھی ہیں جو سیدنا ابراہیمؑ کا تخم نہیں تو آج وہ سیدنا ابراہیمؑ کے دین پر ہیں! سیدنا ابراہیمؑ بہرحال ایک سمت اور ایک راستہ تھا: اِن اِبراهيم كان أمة!!!

بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ارض فلسطین کے اندر، بلکہ دنیا کے ایک بڑے خطے کے اندر، ایک نہایت عظیم الشان فرق رونما ہو چکا تھا۔ فلسطین کے کنعانی، عیلامی، فلستی وغیرہ وغیرہ سب کی سب بت پرست اقوام تھیں، جن کے بالمقابل، قبل مسیح ادوار میں، بنی اسرائیل کو انبیاء کی معیت حاصل رہی تھی،!!

اور اسی وجہ سے نصرت خداوندی کا استحقاق بھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ رحمۃ للعالمین تھے، ان کنعانیوں، عیلامیوں، آرامیوں، فلستیوں، فینیقیوں اور موآبیوں سب کے لیے ذریعۂ ہدایت بن گئے اور یہ سب کی سب اقوام دین توحید کی علم بردار بنیں۔ پورا فلسطین ہمیشہ کے لیے اب اذانوں کا دیس تھا جہاں سب کے سب بت خانے ان اقوام کے اپنے ہاتھوں توڑ دیے گئے اور ان سب اقوام کو مسجد اقصیٰ میں قدم سے قدم ملا کر خدائے واحد کی بندگی کرنا اور ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سمیت سب کے سب انبیاء کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لینا نصیب ہوا!!

دور محمدی 'تاریخ' کا جدید ترین عہد تھا جس کے حقائق ہی سراسر اور تھے، جب کہ یہ ظالم اُسی بند ذہنی کے اسیر!!!

کس قدر ترس آتا ہے امریکہ میں جگہ جگہ بائبل کے اسٹڈی سرکلوں میں شرکت کے لیے آئے ہوئے 'خردمندوں' پر، جب وہ فلسطین کے حوالے سے 'اسرائیلیوں' اور 'کنعانیوں'

کو آج بھی اُسی سیاق میں پڑھ رہے ہوتے ہیں جس سیاق میں کبھی انبیاء کے صحیفوں میں یہ باتیں بیان ہوئی ہوں گی! دنیا کہاں سے کہاں چلی گئی، اور یہ جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں! صرف یہودی نہیں بلکہ آج کے بنیاد پرست عیسائی بھی۔ یہ ابھی تک دنیا کو اسی یہودی آنکھ سے دیکھنے پر مصر ہیں !!

جب فلسطین کے اندر 'غیر اسرائیلی' کا لفظ 'کافر' اور 'بت پرست' کا ہی مترادف ہوا کرتا تھا! امریکہ اور یورپ کے یہ سب بھلے مانس تاریخ کے اس 'میوزیم' سے حقائق کی دنیا میں نکل آنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ یہ نبوتِ محمد کا زمانہ ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھیں تو سہی، باہر کتنا بڑا سورج نکل آیا ہے! فلسطین تو سارے کا سارا اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہے اور ابراہیم، یعقوب، یوسف، موسیٰ، داود اور عیسیٰ علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے فدا ہوتا ہے۔ اسی لیے تو خدا نے اقصیٰ والی انبیاء کی تاریخی جائے نماز پچھلے ڈیڑھ ہزار سال سے ان کے سپرد کر رکھی ہے۔ فلسطین کے نگر نگر، ڈیڑھ ہزار سال سے اذان اور تکبیراتِ خداوندی ہی کی صدا بلند ہوتی ہے۔ یہاں کا ہر ہر محلہ ہر چند ساعت بعد صفیں باندھ کر خدائے واحد کو پوجتا اور دن میں پانچ بار ابراہیمؑ کے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ انبیاء کی یہاں اب وہ عزت ہوتی ہے کہ دلوں میں بستے ہیں۔ ایک ایک کے لیے "علیہ السلام" سے کم کوئی لقب نہیں۔ ہر ہر نبی کے لیے پورے فلسطین کی زبان پر درود اور تسلیمات! یہاں 'اسرائیلیوں' کے سوا اب 'کافر' کہاں؟

کل کے بت پرست کنعانی آج کے موحد، مومن، فرماں بردار، انبیاء کے پیروکار، مسجد اقصیٰ کے نمازی، قرآن کے قاری... اور کل جو انبیاء کے نسبت یافتگان رہے تھے وہ آج انبیاء کے کافر، مسیحؑ کے منکر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ، خدا کے دشمن، متکبر، گھمنڈی، حیلہ باز اور مفسدین فی الارض!

خدا کہ "حق" اور "عدل" نام رکھتا ہے، 'ایمان' اور 'اعمال' کو دیکھے یا 'نسلی تعلق' کو؟ حق یہ ہے کہ یہود دنیا کے اندر نسل پرستی کے بانی ہیں۔ آپ ان کے دعوے دیکھیں، ان کی ذہنیت کا جائزہ لیں، اور خصوصاً کبھی ان کی تلمود پڑھیں، تو معاذ اللہ یہ خدا کو بھی اسی نسل پرستی کے مذہب پر سمجھتے ہیں!!

ان کے ہاں ٹیپ کا مصرعہ ہے کہ خدا نے یعقوب علیہ السلام کو سرزمین قدس دے ڈالی تھی۔ مگر ان کی اپنی روایات سے ثابت ہے اور تاریخ اس پر گواہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام خدا سے سرزمین قدس لے کر مصر نقل مکانی کر گئے تھے! وہیں پر فوت ہوئے اور وہیں پر نسلیں چھوڑیں۔ اس کا یہ جو بھی جواب دیں مگر اس سے یہ ضرور ثابت ہو گا کہ خدا کا یہ وعدہ کسی خاص وقت اور خاص شروط اور حدود سے مقید تھا، اور یہی ہم مسلمانوں کا مؤقف ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ کچھ خاص قیود اور حدود کے اندر خدا نے مومنینِ بنی اسرائیل سے قدس کی پاک سرزمین میں تمکین کا وعدہ فرمایا تھا!!

موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے متصل بعد یوشع بن نون کے دور میں اور پھر داود و سلیمان علیہما السلام کے دور میں اور ان کے مابین اور ان کے بعد کے کچھ جزوی ادوار میں کہ جب انہوں نے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا، خدا اپنا یہ عہد پورا کرتا رہا۔ گو یہ خدا کے ساتھ بار بار عہد شکنی کرتے رہے!! اور خدا ان کی نصرت سے دست کش ہو کر بار بار ان کو خبر دار کرتا رہا کہ 'نسلی برتری' اس کے دین میں نہیں۔ آخر یہ خدا کے آخری انبیاء کے ساتھ سیدھا سیدھا کفر کر لینے کے بعد ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ٹھہرے۔ تب سے یہ دنیا میں ذلت اور عبرت کا نشان ہیں نہ کہ کسی خدائی عہد کا ثبوت!!

ادوارِ ماضی میں خدا سے اِن کو کچھ قربت تھی تو وہ اس حقیقت کے دم سے کہ یہ انبیاء کے مومن جبکہ باشندگانِ فلسطین خدا اور نبیوں کے منکر بت پرست۔ مگر خدا کی آیات کو جھٹلانے اور نبیوں کا خون کرنے کے مجرم ہو کر، اور پھر خصوصاً سیدنا عیسیٰ بن مریمؑ اور پھر خاص طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کر لینے کے بعد، کون سا خدائی عہد اور کون سا وعدۂ زمین؟! سوائے ایک عہد کے کہ یہاں دنیا میں ذلت کے جوتے اور آخرت میں عذابِ الیم!!

جب کہ وہ جن کے کفر کے مقابلے پر کبھی یہ ایمان اور خدا آشنائی کی برتری رکھتے تھے.. ان کے مقابلے پر اپنی نسل پرستی اور 'امیوں' سے حسد کے سبب، نہ صرف یہ اپنی اس دولتِ امتیاز سے محروم کر دیے گئے بلکہ وہ "دولتِ ایمان" ہی نہایت وافر صورت میں ان 'امیوں' کو مل گئی جو زمانے بھر میں اب خدا کے نام کی پاسبانی کرتے ہیں اور خدا کی توحید اور خدا کی تعظیم اور کبریائی کے لیے ڈیڑھ ہزار سال سے دنیا کے اندر برسرِ جہاد ہیں، براعظموں کے براعظم بتوں کی پلیدی سے پاک کر دینے کے کامیاب مشن پر ہیں اور جہان کے اندر نہایت اعلیٰ قدریں قائم کرنے کا امتیاز رکھتے ہیں!!

وہ تو خدا ہے، زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ سے زندہ کو! سارا فضل اسی کے پاس ہے، اور وہ بے نیاز جس کو چاہے بخشے!!

نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت، زمین پر یہ خیرات بے حد و حساب بانٹی گئی اور زمانوں کے بے نور صدیوں کے لق و دق لمحوں میں روشن اور شاداب ہوئے! اور تو اور، کیا کوئی یقین کر سکتا ہے ہند کے سومناتوں میں بستے ہوئے ہمارے مقدر جاگے!!!.. پر اس بدقسمتی پر کیا کہیے، اس بے مثال باران رحمت کا وقت آیا تو صدیوں کے واقف، کبر کے بھرے دل اس کا کوئی اثر قبول کرنے سے انکار کر گئے اور چٹیل کے چٹیل رہنے پر ہی مصر ہوئے! یہاں سے زمانہ بالکل ہی ایک نیا موڑ مڑ گیا، پیچھے رہنے والے ہمیشہ کے لیے پیچھے رہ گئے اور دنیا میں 'نئی حقیقتیں' پورے زور اور قوت سے راج کرنے لگیں!!

سورۂ بقرۃ میں بنی اسرائیل کا قصہ شروع کرنے سے پہلے خدا نے ابلیس کا قصہ سنایا؛ حسد، تکبر، خود پسندی، کفر، ہٹ دھرمی اور خدا کے فیصلے پر معترض ہونے کا انجام نہایت

عبرت ناک ہے۔ توبہ کے دروازے تک بند ہو جاتے ہیں! معاذ اللہ، خدا سے ٹھن جائے تو مخلوق سے بیر کیا بڑی بات ہے! اور اگر ایسے بغض بھرے کو فساد فی الارض کے لیے کسی وقت 'چھوٹ' دے دی جائے تو زمین میں رہنے والوں کو کیا کچھ دیکھنے کے لیے تیار رہنا چاہیے، سورہ بقرہ تا مائدہ پڑھ لیجئے اور بتایئے اس شر سے خبردار کر دینے کے معاملہ میں کون سی بات ذکر ہو جانے سے رہ گئی ہے!؟ دنیا "ہدایت" کے لیے قرآن نہیں پڑھتی تو بھی 'بقائے عالم' کے لیے مخلص طبقے اس شر سے آگاہ ہونے کے معاملہ میں آخری آسمانی دستاویز سے کبھی مستغنی نہ ہوں گے۔

ارضِ مقدس پر یہود کے 'آبائی حق' کے ضمن میں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے، جو کہ اپنی جگہ بے انتہا اہم ہے، کہ آج دنیا میں جو یہودی پائے جاتے ہیں ان میں 'بنی اسرائیل' کے یہود ایک نہایت چھوٹی اقلیت جانے جاتے ہیں اور قیادت کے منصب پر بھی قریب قریب کہیں فائز نہیں۔ آج کے یہود کی اکثریت اشکنازی (Ashkenazi) کہلاتی ہے جن کے آبا 'خزر (Khazarians) ہیں۔ انہی کو 'کوکیشین' (Caucasians) بھی کہتے ہیں (قوقاز سے نسبت کے باعث)۔

یہ نیلی آنکھوں اور سنہرے بالوں والی گوری اقوام ہیں جو کبھی بحیرہ خزر کے مغربی جانب خطۂ قوقاز میں آباد تھیں اور کوئی دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی (چوتھی اور پانچویں صدی ہجری) میں جا کر داخلِ یہودیت ہوئیں، بعد ازاں یہ ہنگری، پولینڈ اور ماسکو میں جا کر بیٹھیں، اور پھر رفتہ رفتہ پورے یورپ میں پھیل گئیں اور ہر جگہ میڈیا، معیشت اور سیاست کے جوڑ توڑ پر اجارہ قائم کر لینے کی حیرت انگیز استعداد دکھانے لگیں۔ ان کو کوئی ایسی شیطانی قوت حاصل تھی!!

کہ جہاں گئے وہیں پر پتلیاں نچانے لگے۔ علاوہ ازیں، دنیا کے ملحد ترین مفکر اور فلسفی اِنہی نے پیدا کیے۔ چونکہ یہ اقوام زیادہ تر اور خاصا طویل عرصہ پولینڈ میں رہی تھیں اس لیے کسی وقت Jews of Poland بول کر بھی یہ سب کی سب اقوام مراد لے لی جاتی ہیں۔ بہر حال یہودیوں کے اندر نسلی طور پر یہ بالکل ایک نیا عنصر ہے۔ یہودیت پر آج یہی گوری اقوام حاوی ہیں!!

دنیا کے اندر پائے جانے والے آج کے یہودیوں میں ۸۰ فی صد یہود، اشکنازی (گورے یہودی) ہیں اور یہود کی باقی سب کی سب اجناس ملا کر صرف ۲۰ فی صد۔ باقی دنیا کی طرح بنی یعقوبؑ بھی جو کہ تاریخی طور پر اصل یہود ہیں، انہی اشکنازی (غیر بنی اسرائیلی) یہودیوں کے محکوم ہیں۔ اکثریت بھی یہود کے اندر آج انہی کی ہے اور زور اور اقتدار بھی۔ اسرائیلی قیادت ہو یا امریکہ اور یورپ میں بیٹھی ہوئی یہودی لابیاں 'بنی اسرائیل' کا یہودی کہیں خال خال ہی ان کے مابین نظر آئے گا۔ "بنی اسرائیل" آج بھی ذلیل اور بے اختیار ہیں!!

یہاں سے یہ معاملہ اور بھی دلچسپ ہو جاتا ہے۔ 'گورے یہودیوں' (جو کہ آج اِن میں کی اکثریت ہے) کا ابراہیمؑ کے نطفہ سے دور نزدیک کا کوئی تعلق نہیں، 'سامی' نسل سے اِن کا کوئی واسطہ نہیں مگر 'سامی' نسلیت کی سب ٹھیکے داری اور 'سامیت' کے جملہ حقوق یورپ اور امریکہ میں اِنہی کے نام محفوظ ہیں!!

کوئی اِن یہود کے خلاف ایک لفظ تو بولے 'سام دشمنی' (Anti-Semitism) کے الزامات کی لٹھ لے کر یہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، حتیٰ کہ کسی وقت عدالت کے کٹہروں میں کھڑا کر لیتے ہیں۔ ہارورڈ ایسی جامعات سے لوگوں کو اس بنا پر خارج کروا دینے کے واقعات ہوئے ہیں۔ کسی کو ان کی حقیقت بیان کرنا ہی ہو تو بہت گھما پھرا کر بات کہنا ہوتی ہے تاکہ Anti-Semitism کے 'خطرناک' دائرے میں نہ آنے پائے!

آج کے دور کی سب سے بڑی جعل سازی اور نوسر بازی شاید اسی کو کہا جائے گا۔ پولینڈ، بلغاریا، ہنگری اور آسٹریا سے آئی ہوئی، تل ابیب کے عریاں ساحلوں پر پھرتی نیلی آنکھوں اور سنہرے بالوں والی بکینی پوش انگریز عورتیں، جو ثقافتی ہی نہیں نسلی لحاظ سے بھی قطعی اور یقینی طور پر یورپ ہی کا پھیلاؤ ہیں اور یورپ ہی کی تلچھٹ، آج بیت المقدس پر ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کے نسب کا حق مانگ رہی ہیں! اور ان کے اس 'آبائی حق' کے لیے، یہاں صدیوں سے آباد، ابراہیم کے طریقے پر اقصیٰ میں خدا کی عبادت کرنے والوں کو، مسجد خالی کرنے کے نوٹس دیے جا رہے ہیں۔ کیونکہ سرزمین مقدس پر 'کنعانیوں' کا نہیں 'اولادِ ابراہیمؑ' کا حق ہے!!

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے! جھوٹ کے کوئی پیر ہوتے ہی نہیں! ان سب محاوروں کا آج ایک ہی بدل: 'میڈیا کی طاقت'!!! اتنا بڑا جھوٹ کس آرام سے آج 'حقیقت' مانا جا رہا ہے، بلکہ منوایا جا رہا ہے، بلکہ جو نہ مانے اس کا 'خرد' اور 'دانش' سے تعلق تک مشکوک ٹھہرتا ہے! آخر بوالعجبی کی انتہا نہیں تو کیا ہے: پولینڈ کے گورے، !!

ابراہیم اور یعقوب علیہا السلام کی اولاد؟ جو اس 'حقیقت' کا آج مذاق اڑائے وہ 'سام دشمن' اور 'نسل پرست'!!!! امریکہ اور یورپ کی عدالتیں آخر کس لیے ہیں؟! یہ ہولوکوسٹ کا نشانہ بننے والے 'سامیوں' کو اتنا بھی تحفظ نہ دیں تو دنیا میں 'انصاف' اور 'مظلوم کی دادرسی' ایسے اصولوں کا تو بھرم ہی ختم ہو کر رہ جائے!!

وائے ناکامی! امتِ اسلام کے 'خاموش' پایا جانے کی، دنیا کس کس طرح قیمت دے رہی ہے! زمین کے مختلف خطے کیونکر مسلم ضعیفی کا وبال بھگت رہے ہیں! دھرتی کا بوجھ کس قدر بڑھ گیا ہے! سچائی کس طرح پا بجولاں ہے اور حقیقت کس طرح قید کر دی گئی ہے! اِس کی اپنی نسلیں داؤ پر لگ چکیں۔ مسجدیں، عبادت گاہیں دہائی دے رہی ہیں کہ 'مسلمان' آج خاموش ہے اور تماشائے عالم سے آخری حد تک روپوش!

☆☆☆☆☆

پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

ٹرمپ نے دیوانہ اعلان کر کے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا... یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دینے کی دیر تھی کہ گویا طبل جنگ ہی بج اٹھا... ہر کسی کو اپنے مؤقف کا اظہار کرنا پڑ گیا... یہ بش کے اس اعلان سے کچھ کم نہ تھا کہ "یا تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے خلاف!"... اب یہ سوال اسرائیل (اور گریٹر اسرائیل ایجنڈے) کے حوالے سے آن پڑا... آگے بڑھنے سے پہلے یہ بھی دیکھ لیجیے کہ امریکہ میں ستمبر ۲۰۱۷ء میں ایک پرائیویٹ یہودی ادارے نے اسی سوال پر سروے کیا... خود امریکی یہودیوں کے صرف ۱۶ فی صد نے اس کی مکمل تائید کی... ٹرمپ گویا یہودیوں سے بڑھ کر یہودی ثابت ہوا کہ اتنا بڑا اقدام پورے امریکہ کی طرف سے اٹھا لیا! صرف اسی پر بس نہیں، ڈیموکریٹس نے بھی اپنی خاموشی سے ٹرمپ کے اقدام کو اپنی تائید ہی سے نوازا، ماسوا چند کانگریس مین کے جنہوں نے اختلاف کیا... گویا امریکی قیادت اول تا آخر اسرائیلیوں سے بڑھ کر اسرائیل کی وفادار ہے! صہیونیت نواز!

اس اقدام نے دنیا بھر میں ۱۷ سالوں سے حساس مسلمان عوام کے سینوں میں دبے، پکتے لاوے کو بہہ نکلنے کی راہ دکھا دی ہے... تمام مسلمان ممالک کو جنگوں کی آگ میں دھکیلا گیا... نااہل کٹھ پتلی، مسلمانوں کے مفادات کفر کے ہاتھ بیچنے والے حکمرانوں کا تسلط یقینی بنایا گیا، اور آج نوبت قدس کی سوداگری تک آن پہنچی!

لاکھوں مسلمان دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں غم و غصے میں ڈوبے نکل پڑے... فلسطینی جھنڈے لہراتے، امریکی اسرائیلی جھنڈے نذر آتش کرتے، ٹرمپ کے پتلے جلاتے، رباط، بیروت، عمان، استنبول سے لے کر جکارتہ تک... ایشیا، شمالی افریقہ، یورپ تک، برلن تک میں اسرائیلی جھنڈے جلائے گئے! (دو مرتبہ جلانے کے بعد اسرائیلی جھنڈا جلانے سے برلن میں روک دیا گیا) دنیا بھر میں فلسطینیوں سے اظہار یک جہتی اور ٹرمپ (نیز اسرائیل) کے خلاف غیظ و غضب کا دو نکاتی ایجنڈا تھا...

فلسطینیوں سے یہ محبت صرف وطنی نہیں، قدسی قدوسی محبت ہے! امت کے مظلوم ترین ایمانی رشتے میں پروئے بہن بھائی جو اپنی سرزمین سے جبراً بے دخل کیے گئے اور امت بے بس بیٹھی رہی... قدس جو ہمارے ایمان کا تیسرا اہم ترین مؤقف (پڑاؤ) ہے... ہمارے لاشعور میں پیوست گہری عقیدت، محبت، وابستگی کا حامل ہے... آنکھوں میں سرسراتے براق کے ہیولے، جبرئیل امینؑ کے پر، مقدس و مکرم انبیاء علیہم السلام کی نماز کی بندھی صفیں، امامت پر کھڑے فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم، کمزور ترین مسلمان کی رگوں میں عشق و محبت کی تپش عطا کرنے والے امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس سرزمین پر یہودی قابض ہو رہا ہم چپ رہے... یو این نے ہمارے منہ میں قرارداد ۴۷۸ کا تکا دے دیا تھا کہ نہیں یروشلم اسرائیل کا نہیں... عالمی نگرانی میں منفرد حیثیت میں ہے... مسلمان اکھیڑ پھینکے گئے... غزہ، مغربی کنارہ، کیمپوں کی کسمپرسی کی ماری زندگی... ہم چپ رہے! فلسطینی تنہا ۷۰ سال سسکتے رہے، لڑتے رہے... اقصیٰ پر فلسطینی جوانیاں قربان ہوتی رہیں... گھر بلڈوز ہوتے رہے... یہودی بستیاں بڑھتی پھیلتی عفریت بن کر فلسطینی آبادیاں نگلتی گئیں ہم چپ رہے...

مسجد اقصیٰ میں بار بار آگ لگائی گئی... فلسطینی ماؤں بہنوں بیٹیوں تک نے اپنے مردوں کے ہمراہ بالٹیاں ٹب بھر بھر کر آگ بجھائی... ہیکل سلیمانی کی بنیاد رکھنے کی کوششوں کو فلسطینی نوجوانوں نے اپنی جانیں قربان کر کے روکا... ہم منہ تکتے رہے... پوری امت کا فرض تنہا ان شیروں نے ادا کیا... ٹرمپ نے سوئی امت کو جگا دیا... تمہارا شکریہ! انڈونیشیا میں عوام کی شدت جذبات کو دیکھتے ہوئے صدر کو امریکی سفیر کو اس مسئلے پر طلب کرنا پڑا...

رباط میں مظاہرین میں سرکاری افسر، اپوزیشن، سیکولر اور قدامت پرست یکساں طور پر اس فیصلے کے خلاف مظاہرے میں غم و غصے کا اظہار کر رہے تھے... بینرز پر (خواتین مظاہرین کے ہاتھوں میں!) ٹرمپ اور نیتن یاہو کی تصاویر پر جوتے چسپاں تھے... دوسرے بینر اعلان کر رہے تھے: یروشلم فلسطین کا ہے... سری نگر میں مکمل ہڑتال کے ذریعے اظہارِ یکجہتی کیا گیا... پاکستان کے چھوٹے بڑے شہروں میں مغموم و بے قرار عوام کے پاس بھی مظاہروں ہی کا ہتھیار تھا! آج کی جمہوری دنیا میں فیصلے مسلط کرنے کی طاقت و قوت چند حکمرانوں کے ہاتھ میں ہے... مسلمان کے پاس مظاہرے یا بینر کے سوا رکھا ہی کیا ہے! جہاد کی تلوار کند اور متروک ہو چکی سو گلے پھاڑیئے، بینر لہرایئے، جھنڈے جلایئے... اسرائیل یا امریکہ کے کان پر مجال ہے جو جوں بھی رینگ جائے!

بحرین کا 'سول سوسائٹی گروپ' اس فضا میں مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکتا، ۲۵ رکنی وفد لیے ۵ دن کے خیر سگالی دورے پر 'امن کا پیغام' دینے اسرائیل کے دورے پر جا پہنچا... جس وقت مسلم دنیا ماتم کناں ہے... ۱۷۹۵ فلسطینی مغربی کنارے اور غزہ میں مظاہروں کے دوران زخمی ہو چکے... ۲۶۰ فلسطینی، اسرائیلی فوج گرفتار کر چکی، ۸ شہید ہو گئے! فلسطینیوں نے انہیں غزہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا... آہ سول سوسائٹی!

(بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

قادمونَ یا اقصیٰ

میاں سعد خالد

مسجدِ اقصیٰ کیا ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ O

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں، تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ ہر بات سننے والی، ہر چیز دیکھنے والی ذات ہے۔(بنی اسرائیل:۱)

یہ ہے ہماری مسجدِ اقصیٰ کی حقیقت۔ جہاں اللہ پاک اپنے اور ہمارے حبیب کو ایک رات میں لے گئے۔ جہاں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی اقتداء میں نماز پڑھائی۔ جس کے ماحول پر ہمارے اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے برکتیں نازل فرمائی ہیں۔ یہ مسجدِ اقصیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام کا مصلیٰ رہی، اہلِ ایمان کا ہزاروں برس قبلہ رہی۔ حضرتِ داؤد و سلیمان علیہما السلام کا دار الحکومت رہی۔ جہاں وقت کے جبابرہ اپنا ماتھا ٹیکتے تھے۔ ہمارا قبلۂ اول، ہمارے لیے حرمِ مکی و مدنی کے بعد مقدس ترین مقام۔ جہاں امام محمد بن عبد اللہ المہدی رضی اللہ عنہ مدفون ہوں گے۔ جہاں کالے جھنڈے نصب ہوں گے۔ یہ ہمارے ایمان کا جزو، ہمارے اسلام کی عزت و ناموس۔ یہ ہے ہماری مسجدِ اقصیٰ!

اس پر قبضہ کرنے والے کون؟

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس پر اہلِ صلیب کا قبضہ تھا۔ خلافتِ عباسیہ کے وقت میں ایک بار پھر اہلِ صلیب و صہیون اس پر قابض تھے۔ برطانوی سامراج نے "بالفور اعلان"[1] کے ذریعے آج سے سو سال قبل یہود کی پشت پناہی کی۔ اہلِ صلیب اس پر قابض ہوئے۔ ان کی مدد و استعانت دین فروش عرب و عجم کے نام نہاد مسلمان حکمرانوں اور فوجوں نے کی۔ رائل برٹش آرمی اور رائل انڈین آرمی کے حملہ آوروں نے اس پر قبضہ جمایا اور ایک ناجائز معاہدے کے تحت ارضِ انبیاء کو قاتلینِ انبیاء یہود کے سپرد آج سے ستر برس قبل باقاعدہ کر دیا گیا۔ اس ناجائز قبضے میں وقت کے ساتھ ساتھ توسیع ہوتی رہی۔ آج پندرہویں صدی ہجری میں ایک صلیبی صہیونی، ایونجی لیکل[2] عیسائی امریکی صدر ڈانلڈ ٹرمپ نے بیت المقدس یروشلم پر رسماً قبضے کا اعلان کیا اور اس ارضِ مقدس کو یہود کا دار الحکومت قرار دیا۔

---

[1] Balfour Declaration

[2] Evangelical، صہیونی صلیبیوں کا ایک فرقہ جو اسرائیل کا حامی و مددگار ہے اور اہلِ اسلام کے خلاف شدید بغض و عناد رکھتا ہے۔

اس کے فاتحین کون ہیں؟

اس کے فاتحِ اول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ ثانی، امیر المؤمنین، سیدنا فاروقِ اعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ پیوند لگے کپڑوں کے ساتھ عالمِ درویشی میں اس کو فتح کرنے گئے۔ اہلِ صلیب کے دوسرے قبضے کے بعد حضرتِ سلطان، صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ صلیب کے کشتوں کے پشتے لگائے۔ اہلِ صلیب کو خون میں نہلا کر اپنی ارضِ مقدس کو واپس حاصل کیا۔ اس کے بعد کے فاتح حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اور امامِ مہدی علیہ الرضوان کے لشکر کے سپاہی ہیں جو یا تو ان کے آنے سے قبل ہی یا ان کی باقاعدہ قیادت و امارت میں اس کو بہت جلد آزاد کروا لینے والے ہیں۔

مسجدِ اقصیٰ کی ناموس کے محافظ کون؟

مسجدِ اقصیٰ کی ناموس کے محافظوں کو جب اس زمانے میں دیکھا جائے گا تو کم از کم چار بڑے نام خصوصیت سے سامنے ابھریں گے۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد، شیخ اسامہ بن لادن، شیخ احمد یاسین، شیخ عبد العزیز رنتیسی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

شیخ احمد یاسینؒ اور شیخ رنتیسیؒ کے وارثوں کے نام:

یہ دونوں بزرگ وہ تھے جنھوں نے اپنے عقائد و نظریات پر سمجھوتا کیے بغیر عالمِ کفر کے خلاف اعلانِ جہاد کیا تھا۔ اپنی جانوں، عزتوں، مالوں، تنظیموں کی پروا کیے بغیر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے اسوے پر عمل پیرا ہوئے تھے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا کیے بغیر انہوں نے نوجوانوں کو آہن و بارود کی جیکٹیں، ٹوپیاں پہنائی تھیں اور ارذل الخلائق یہود پر ان کو پھٹنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ یہ وہ اصحاب ہیں جنھوں نے ثقافتِ استشہاد میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا تھا۔ جنھوں نے رسول الملاحم کی تلوار نوجوانوں کو تھمائی تھی۔ پس ان کے وارثوں کے لیے عزت و شرف، اعزاز و اکرام، فتح و کامرانی' احمد یاسین اور رنتیسی کے اسوے میں ہے۔ احمد یاسین کو بھی پیش کشیں تھیں، وہ ٹانگوں سے معذور تھے لیکن ان کے ذہن میں شریعت و جہاد کا وہ چراغ جلتا تھا جسے بجھانے کے لیے اسرائیلی ہیل فائر میزائل چلے اور ہمارے محبوب شیخ کے سر کا قیمہ کر گئے، و ذلك هو الفوز الكبير۔

رنتیسی سے بھی ڈیل کی خواہش تھی۔ لیکن انہوں نے تاریخی الفاظ کہے اور اپنے الفاظ کو اپنے لہو سے جان بخشی:

"I can die due to cancer or cardiac arrest or by Apache… but I prefer Apache!"

"میں کینسر سے بھی مر سکتا ہوں، حرکتِ قلب کی بندش سے بھی اور اپاچی
ہیلی کاپٹر کے میزائلوں سے بھی... مگر میں اپاچی کو ترجیح دوں گا!"

صدقتك يا شيخنا المفضال! اے ہمارے فضیلت والے شیخ آپ نے سچ فرمایا۔ آپ نے جو کہا سچ کر گئے۔ اپاچی ہیلی کاپٹر اڑے اور شیخ رنتیسی پر ہیل فائر میزائل داغ گئے۔
پس یہی کامیابی۔ اسی سے اقصیٰ فاتح ہوتی ہے اور زیادہ 'حکمتوں' اور 'دانائیوں' سے شکست خوردگی ہی مقدر ٹھہرے گی!

اقصیٰ کیسے آزاد ہو گی؟

بس اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ امتِ جہاد، جہاد کی طرف لوٹ آئے۔ ٹرمپ سے صلیبیوں کو کسی شے کا خوف ہے تو بس جہاد کا۔ اس کے لیے نہ قراردادیں اہم ہیں، نہ جلسے، جلوس اور مظاہرے۔ ہر مظاہرے، جلسے، جلوس میں خرچ کیے گئے اموال اور پیش کی گئی جانیں اگر جہاد میں لگ جائیں تو یہود کا جینا دوبھر ہو جائے۔ وہ سسک سسک کر، بلک بلک کر، خون کے آنسو رو کر ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔
اے اہلِ ایمان! ہماری آنکھیں بہہ رہی ہیں، قلب افسردہ ہے۔ ٹرمپ کے اقدامات پر نہیں، نیتن یاہو کے اقدامات پر نہیں۔ آپ کے غم میں، اقصیٰ کے غم میں۔ کوئی کلاشن کوف، کوئی خنجر، کوئی نیزہ، کوئی تلوار، کوئی پتھر، کوئی ٹہنی اٹھا لیجیے... پھر تکبیر بلند کیجیے اور اقصیٰ کو چھڑا لیجیے، یہود کو ہرا دیجیے!

ع فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے، قطار اندر قطار اب بھی!

اقصیٰ کے نام:

اے ہماری مسجدِ اقصیٰ! تجھے آزاد کروانے کو تیرے بیٹے، تیرے غازی، تیرے مجاہد... سروں پر کفن باندھے چل پڑے ہیں۔ تیرے یہ بیٹے بے سروسامان ہیں لیکن غیرت سے سرشار ہیں۔ یہ کشمیر، پاکستان، افغانستان، یمن، شام، عراق، شیشان، صومالیہ، مالی، الجزائر سے تیرے ہی دفاع اور تیری ہی حفاظت کے لیے ان مقامی ایجنٹوں اور غاصب صلیبیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں جو انہیں تجھ تک نہیں پہنچنے دیتے۔ اے اقصیٰ! ہم آ رہے ہیں! ان شاء اللہ!

☆☆☆☆☆

بقیہ: پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

مسلمانوں کے احساسات و جذبات سے منہ موڑے کتنی بے حس، قسی القلب! یہ بھان متی کا کنبہ اسرائیل کے لیے امن و برداشت کا پیغام لیے گیا تھا... بحرینی عوام نے سوشل میڈیا پر اس گروپ اور اپنی حکومت کو خوب آڑے ہاتھوں لیا... 'یہ ہماری نمائندگی نہیں کرتے، یہ بحرینیوں کی تذلیل ہے'... 'اپنی جھوٹی امن اور برداشت کی پکار کے لیے ہماری قوم کا نام استعمال مت کرو'... ہر مسلمان ملک میں حکومت اور اس کے سول سوسائٹی نما دین بے زار گماشتوں اور عوام کے درمیان ایسی ہی خلیج ہے... یہ واقعہ محض ایک مثال ہے...
اگرچہ بظاہر سعودی شاہ سلمان نے مشرقی یروشلم کے فلسطینی ریاست کے دارالحکومت بنائے جانے کے مؤقف پر قائم ہونے کا اظہار کر دیا... تاہم OIC میں وزیر خارجہ تک نہ بھیجا... اتنے اہم ایشو پر افسر بھیج کر ٹرخایا... اپنی شرکت (شاہ سلمان کی) تو دور کی بات رہی بلکہ اسی دوران میں اسرائیلی وزیر، یسرائیل کٹز نے محمد بن سلمان کو اسرائیل کا دورہ کرنے کی دعوت دینے کی جرأت کی ہے... (جو پس پردہ تعلقات کا غماز ہے) رائٹر کی رپورٹ کے مطابق محمد بن سلمان نے وہائٹ ہاؤس کے سینئر مشیر کشنر (وہی ٹرمپ کا یہودی داماد جو پورا سال ولی عہد کے پاس پھیرے لگاتا، دوستی گانٹھتا رہا) کی ایما پر محمود عباس کو مشرق وسطیٰ کے حوالے سے امریکی امن پلان پیش کیا! کیا امت پر ٹرمپ اور کشنر (کٹر یہودی) پالیسیاں' حرمین شریفین کے محافظوں کے ہاتھوں لاگو کی جائیں گی؟

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

محمود عباس تو دوٹوک اعلان کر چکے ہیں کہ فلسطینی اب امریکہ کا اسرائیل کے ساتھ امن عمل میں کوئی کردار قبول نہیں کریں گے... یہ بھی دیکھیے کہ امریکی اعلان کا فوری اثر یہ کہ مقبوضہ بیت المقدس میں ۱۴ہزار نئے یہودی گھر تعمیر کرنے کی سرائیل نے فوری منظوری دے دی... یروشلم کی دیواریں امریکی اسرائیلی پرچموں سے لہلہا اٹھیں... یہ وہی امریکہ ہے جس نے ایٹم بم گرا کر امن قائم کیا تھا... آج مسلمانوں کے دلوں پر ایٹم بم گرا کر کہتا ہے... 'امن کے قیام کی خاطر عرصہ دراز سے متوقع قدم اٹھا لیا گیا ہے'...
یہ امت کے لیے بہت بڑا امتحان ہے... اتحادی فوج (مسلم ممالک کی) قدس کے تحفظ کے لیے کیا کرتی ہے؟ اب پتا چل جائے گا! قدس میں فلسطینی نعرے لگاتے ہوئے پکار رہے تھے: اے کروڑوں کی (پاکستانی) قوم کہاں ہو؟ انہوں نے عمر ابن خطابؓ کو بے قرار ہو کر پکارا... صلاح الدین ایوبیؒ کو پکارا! معصوم فلسطینی نہیں جانتے ہم تو ملا عمرؒ کو بھی برداشت نہ کر پائے... صلاح الدینِ دوراں کو جو قدس، قدس پکارتا رہا... گھیر کر شہید کیا، کروایا گیا...!
قدس کی حفاظت کے لیے آج کے نوجوان سے اقبال کہتا ہے:

ع ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

یہ پہلا قدم ہے...!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

ہمیں ارضِ فلسطین سے کیوں محبت ہے؟

محمد حنظلہ

آپ کے بچے آپ سے پوچھیں یا نہ پوچھیں... آپ انہیں ضرور بتائیں کہ ہمیں فلسطین سے کیوں محبت ہے ہم ارض مقدس پر کیوں قربان ہونا چاہتے ہیں ۔ ہمارے دل فلسطینیوں کیساتھ کیوں دھڑکتے ہیں؟

۱۔ یہ فلسطین انبیاء علیہم السلام کا مسکن اور سرزمین رہی ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فلسطین کی طرف ہجرت فرمائی۔

۳۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو اس عذاب سے نجات دی جو ان کی قوم پر اسی جگہ نازل ہوا تھا۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسی سرزمین پر سکونت رکھی اور یہیں اپنا ایک محراب بھی تعمیر فرمایا۔

۵۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی ملک میں بیٹھ کر ساری دنیا پر حکومت فرمایا کرتے تھے۔

۶۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام ہی کے دور میں چیونٹی کا وہ مشہور قصہ جس میں ایک چیونٹی نے اپنی باقی ساتھیوں سے کہا تھا: "اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ" یہیں اس ملک میں واقع عسقلان شہر کی ایک وادی میں پیش آیا تھا جس کا نام بعد میں "وادی النمل – چیونٹیوں کی وادی" رکھ دیا گیا تھا۔

۷۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا محراب بھی اسی شہر میں ہے۔

۸۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی ملک کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مقدس شہر میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے اس شہر کو مقدس اس شہر کے شرک سے پاک ہونے اور انبیاء علیہم السلام کا مسکن ہونے کی وجہ سے کہا تھا۔

۹۔ اس شہر میں کئی معجزات وقوع پذیر ہوئے جن میں ایک کنواری بی بی حضرت مریم کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ بھی ہے۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب اُن کی قوم نے قتل کرنا چاہا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اسی شہر سے آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔

۱۱۔ ولادت کے بعد جب عورت اپنی جسمانی کمزوری کی انتہا پر ہوتی ہے ایسی حالت میں بی بی مریم کا کھجور کے تنے کو ہلا دینا بھی ایک معجزہ الٰہی ہے۔

۱۲۔ قیامت کی علامات میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر واپس تشریف اسی شہر کے مقام سفید مینار کے پاس ہو گا۔

۱۳۔ اسی شہر کے ہی مقام باب لُد پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح دجال کو قتل کریں گے۔

۱۴۔ فلسطین ہی ارضِ محشر ہے۔

۱۵۔ اسی شہر سے ہی یاجوج وماجوج کا زمین میں قتال اور فساد کا کام شروع ہو گا۔

۱۶۔ اس شہر میں وقوع پذیر ہونے والے قصوں میں سے ایک قصہ طالوت اور جالوت کا بھی ہے۔

۱۷۔ فلسطین کو نماز کی فرضیت کے بعد مسلمانوں کا قبلہ اول ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ہجرت کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام دورانِ نماز ہی حکم ربی سے آقا علیہ السلام کو مسجد اقصیٰ (فلسطین) سے بیت اللہ کعبہ مشرفہ (مکہ مکرمہ) کی طرف رخ کرا گئے تھے۔ جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا وہ مسجد آج بھی "مسجد قبلتین" کہلاتی ہے۔

۱۸۔ حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم معراج کی رات آسمان پر لے جانے سے پہلے مکہ مکرمہ سے یہاں بیت المقدس (فلسطین) لائے گئے۔

۱۹۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اقتداء میں انبیاء علیہم السلام نے یہاں نماز ادا فرمائی۔ اس طرح فلسطین ایک بار پھر سارے انبیاء کا مسکن بن گیا۔

۲۰۔ سیدنا ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ زمین پر سب سے پہلی مسجد کون سی بنائی گئی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ)۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کون سی؟ (مسجد بنائی گئی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد الاقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس برس کا اور تو جہاں بھی نماز کا وقت پالے، وہیں نماز ادا کر لے پس وہ مسجد ہی ہے۔

۲۱۔ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ارتداد کے فتنہ اور دیگر کئی مشاکل سے نمٹنے کے لیے عسکری اور افرادی قوت کی اشد ضرورت کے باوجود بھی ارض شام (فلسطین) کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار کردہ لشکر بھیجنا بھی ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے۔

۲۲۔ اسلام کے سنہری دور فاروقی میں دنیا بھر کی فتوحات کو چھوڑ کر محض فلسطین کی فتح کے لیے خود سیدنا عمر کا چل کر جانا اور یہاں پر جا کر نماز ادا کرنا اس شہر کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے۔

۲۳۔ دوسری بار بعینہٖ معراج کی رات بروز جمعہ ۲۷ رجب ۵۸۳ ہجری کو صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں اس شہر کا دوبارہ فتح ہونا بھی ایک نشانی ہے۔

۲۴۔ بیت المقدس کا نام قدس قران سے پہلے تک ہوا کرتا تھا، قرآن نازل ہوا تو اس کا نام مسجد اقصیٰ رکھ گیا۔ قدس اس شہر کی اس تقدیس کی وجہ سے ہے جو اسے دوسرے شہروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس شہر کے حصول اور اسے رومیوں کے جبر و استبداد سے بچانے کے لیے ۵ ہزار سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جام شہادت نوش کیا۔ اور شہادت کا باب آج تک بند نہیں ہوا، سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے۔ یہ شہر اس طرح شہیدوں کا شہر ہے۔

۲۵۔ مسجد اقصیٰ اور بلاد شام کی اہمیت بالکل حرمین الشریفین جیسی ہی ہے۔ جب قران پاک کی یہ آیت (والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الأمین) نازل ہوئی تو ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے بلاد شام کو "التین" انجیر سے، بلاد فلسطین کو "الزیتون" زیتون سے اور الطور سینین کو مصر کے پہاڑ کوہ طور جس پر جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک سے کلام کیا کرتے تھے سے استدلال کیا۔

۲۶۔ اور قران پاک کی یہ آیت مبارک (ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر أن الأرض یرثھا عبادی الصالحون) سے یہ استدلال لیا گیا کہ امت محمد حقیقت میں اس مقدس سرزمین کی وارث ہے۔

۲۷۔ فلسطین کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے یہاں بیت المقدس میں پڑھی جانے والی ہر نماز کا اجر ۵۰۰ گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: روہنگیا، کشمیری... اور دیگر مظلوموں کی مدد کیسے کی جائے؟

8) نظامِ کفر سے عداوت عام کریں، امریکہ، اسرائیل اور بھارت جیسی قوتوں کے خلاف جاری جہاد کی اہمیت و ضرورت ہم بتائیں مگر ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں پر مسلط یہاں کی طاغوتی افواج کی حقیقت بھی سمجھائیں، یہ شریعت کی دشمن اور نظام کفر کی محافظ افواج ہیں، لہٰذا ان کے خلاف دلوں میں نفرت پیدا کرنا اور ان کے ساتھ دشمنی رکھنا ایمان کا تقاضہ ہے، پھر ان میں سے جس جس کے خلاف مجاہدین براہ راست جہاد میں مشغول ہیں وہاں جہاد کی مکمل تائید اور نصرت ہم کریں۔

9) دین کی نصرت 'بے دینی اور اللہ کو ناراض کرنے والے طریقوں سے نہیں ہو سکتی۔ ایسے راستوں سے ہم بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں جن پر چل کر شرعی احکامات پر سمجھوتہ کرنا پڑتا ہو، جمہوریت اس کی ایک مثال ہے، اس کا آغاز ہی اللہ کے واضح احکامات کو پس پشت ڈالنے سے ہوتا ہے۔

10) معاشرے میں بکھری خیر اور نیکی کی قوتوں کو قریب لانا... ان میں موجود خلیج کم کرنا، ان کی زبان، قلم اور تیروں کا رُخ شریعت کے دشمنوں کی طرف پھیرنا اور انہیں قافلۂ جہاد کے ساتھ جوڑنا یہ سب مطلوب ہیں، ان میں اپنا کردار ادا کریں۔

11) مجاہدین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، کہ اللہ انہیں ہدایت دے اور ہدایت پر رکھے اور ان کا جہاد مسلمانوں کی ہدایت، حفاظت اور عظمت کا باعث ثابت ہو۔ اسی طرح مظلومین، داعیانِ دین، تمام اہل دین مسلمان اور پوری امت کے لیے بھی دعا کرنا۔

یہ چند صورتیں ہیں جن پر اگر ہم عمل کریں تو شاید اللہ کے ہاں ہمارا عذر قبول ہو سکے۔ پھر یہ سب اعمال 'قافلۂ جہاد کے ساتھ جڑ کر ایک نظم کے تحت مطلوب ہیں لیکن جب تک ایسا ممکن نہ ہو، تب تک خود سے تحریکِ جہاد کی جو نصرت آپ سے ہو سکے 'وہ ضرور کیجیے۔ اللہ ہمیں اپنے دین کی نصرت کے لیے قبول کرلے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

"امریکہ ایک ایسے ہی دین کا پرچار چاہتا ہے جس کا الولاء والبراء کے عقیدے سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ یہاں تک کہ اسلام محض چند ظاہری اعمال کا نام بن کر رہ جائے 'جن کا اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ جو صرف مسجد کی حد تک محدود ہو 'اُس سے باہر نہیں۔ اہلِ پاکستان پر لازم ہے کہ وہ اس حقیقت کا درست طور پر ادراک کریں کہ امریکہ اس وقت مسلمانوں پر ایک ایسی شدید صلیبی جنگ مسلط کیے ہوئے ہے، جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور یہ کہ اس صلیبی حملے کا ایک اہم ہدف خود پاکستان کو بھی ایسی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دینا ہے' جو ہر وقت صلیبی امریکہ کے ایوانوں کا طواف کرتی رہیں۔ سوات اور قبائلی علاقوں میں جاری اس جنگ کی حیثیت محض پاکستان کے ایک داخلی مسئلے کی حد تک محدود نہیں بلکہ یہ اُس جدید صلیبی جنگ کے میدانوں میں سے ایک میدان ہے جس میں پاکستانی حکومت اور فوج 'صلیب اور صلیب کے پجاریوں کے ہراول دستے کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اگر واقعی یہ پاکستان کا داخلی مسئلہ ہوتا تو امریکہ اور نیٹو اس میں ایک ڈالر بھی خرچ کرنے اور ایک گولی بھی چلانے پر تیار نہ ہوتے"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

اپنے گریبان میں جھانکیے!

نور اللہ خان

جی ہاں یہ سب کچھ ایک دن میں نہیں ہوا...

یہود و نصاریٰ کی یہ ہمت کہ وہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی مخالفت مول لیں ...

پیچھے جائیں تھوڑا سا زیادہ نہیں...

وہ دن یاد کریں جس دن بش نے صلیبی جنگ کا اعلان کیا تھا...

اپنے گریبان میں جھانکیں کہ اس صلیبی جنگ میں صلیبیوں کے ایجنٹوں کو ٹیکس دے کر مضبوط کرنے کے علاوہ بھی ہم نے کچھ کیا...

پھر اوبامہ نے اسے جاری رکھا...

پھر ہم نے انہی یہود نصاریٰ کی پروپگنڈے پر لبیک کہتے ہوئے صلیبی جنگ کا اپنے سروں سے مقابلہ کرنے والے بے سر و سامان مجاھدین کے ساتھ کیا کیا...

حلب ہم سے چھن گیا...

ہم نے فیس بک پر اسٹیٹس لگانے اور ڈی پی بدلنے کے علاوہ عملی طور پر کیا کیا...

پھر موصل پر قیامت ٹوٹی...

ہم نے آنسو بہانا بھی گوارا نہ کیا...

پھر برما میں خون کی ہولی کھیلی گئی...

ہماری غیرت اور بہادری کو ٹٹولا گیا...

مگر ہمارا عمل کیا رہا...

جھانکیے اپنے گریبان میں...

پھر ٹرمپ نے اسی صلیبی جنگ کو اصل رخ اور مقصد کی طرف موڑنے کا اعلان کیا تو غصہ کس بات کا؟

دشمن آپ کو آزما چکا...

متعدد بار آپ کی غیرت اور بہادری کو پرکھ چکا...

عراق شام بوسنیا فلسطین کو آپ بھول چکے مگر آپکا بیدار دشمن نہ بھولا ہے اور نہ ہمت ہارتا ہے...وہ چوکنا ہے اور چومکھی لڑائی لڑ رہا ہے...

اسے معلوم ہے کہ میں اپنے دشمن کو کامیابی کے ساتھ ڈی پیاں بدلنے اور زندہ باد مردہ باد کے نعروں پر لگا چکا ہوں...

اور دشمن میں تفریق ڈال کر مسلمانوں کے اندر ہی بہت بڑا طبقہ ایسا پیدا کر چکا ہوں جو جہاد کو گردانتا، اقصیٰ کے محافظوں کو دہشت گرد سمجھتا ہم سے لڑنے والوں کو خارجی اور فسادی کہتا ہے...

تو بھلا اس سے بہترین وقت اور کیا ہو گا جب صلیبی جنگ کو اصل مقصد کی طرف لے جایا جائے ... مسلمانوں کے بدترین انتشار بزدلی کم ہمتی کے دور میں بھی دشمن اگر اپنا کام نہ کرے گا تو پھر کب کرے گا...

اور ہاں سن لو کہ دشمن صرف اقصیٰ تک نہیں رکے گا...

اگر یہ امت جہاد پر کھڑی نہ ہوئی تو وہ حرمین پر بھی ہاتھ ڈالے گا کیونکہ اسے بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ صلاح الدین کے وارث اب دہشت گرد کہلائے جاتے ہیں!...

ان کا معاشی بائیکاٹ خود مسلمان کر دیتے...

ان سے لاتعلقی کا اعلان معمولی سی بات سمجھی جاتی...

جی ہاں! صلیبی جنگ آج شروع نہیں ہوئی جو آپ اتنا غصہ ہو رہے یہ سترہ سال سے جاری ہے... صرف اہم مقصد کی طرف موڑی گئی ہے...

کچھ بھی نہ کریں صرف اپنے گریبان میں جھانکیں...

کہ صلیبی جنگ میں ہم نے کیا کردار ادا کیا... اپنی زندگیوں میں کیا تبدیلی لائے ... اپنی عیش وراحت پر کتنا خرچ کیا... مجاہدین کے کتنے مددگار بنے... اور مجاہدین کے ساتھ کیا سلوک کیا...

☆☆☆☆☆

"امتِ مسلمہ کے لیے بالعموم اور مجاہدین کے لیے بالخصوص یہ بہت ضروری ہے کہ وہ تلوار کی جنگ کے ساتھ ساتھ بیان و ابلاغ کے میدان میں بھی اپنے مورچے مضبوط کریں۔ دشمن کی شریر چالوں اور دورِ حاضر کے درپیش چیلنجز سے یہ بات بہت واضح اور عیاں ہے کہ معاشرے میں پھیلائے گئے جھوٹے شبہات کے ازالے کے لیے معرکتہ البیان انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے کہ کلمۂ حق کو امت پر واضح کیا جائے اور اسے یہ باور کرایا جائے کہ دہشت گردی کے نام پر اس پر مسلّط کی جانے والی جنگ در حقیقت اسلام اور شریعت کے خلاف جنگ ہے۔ اسی طرح ہجرت و اسیری اور جہاد و رباط کے میدان میں امت کے سپوتوں کی جرأت اور صبر واستقامت کے تذکرے اور میادینِ قتال میں ان کی لازوال قربانیوں کا ذکر امت میں عام کیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین کو معلوم ہو کہ کس طرح امت کے بیٹے اپنے اہل وعیال اور وطنوں کو چھوڑ کر امت کے دفاع کے لیے ایثار و قربانی کی داستان رقم کر رہے ہیں"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

نکلو میادین قتال کی جانب، چاہے ہلکے ہو یا بوجھل

قیادتِ عامہ، جماعۃ قاعدۃ الجہاد کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ(آل عمران: ۱۱۸)

"ان کا بغض ان کی زبانوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے دل میں ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے"۔

"میں اُس اللہ عظیم و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند فرمایا! نہ تو امریکہ اور نہ ہی امریکہ میں بسنے والے سکون کا سانس لے سکیں گے، جب تک ہم حقیقی معنوں میں فلسطین میں امن و سکون سے نہیں رہیں گے"۔

یہ امتِ مسلمہ کے اس شہید کے الفاظ ہیں جنہوں نے امت مسلمہ کی تاریخ میں عظیم ذمہ داری نبھا کر آگے بڑھنے کی راہ ہموار کی؛ وہ تاریخی مرحلہ جب یہ حقیقت بالکل واضح ہو چکی تھی کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری جنگ میں مسلمانوں کے مقدسات کو پامال کرنے والا، اُن کے اموال کو لوٹنے والا، صیہونیوں کا پشت پناہ اور عرب و عجم کے طواغیت کا پشتی بان کوئی اور نہیں بلکہ کفر کا سرغنہ امریکہ ہی ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ، حالات و واقعات اس حقیقت کو بھرپور انداز میں منکشف کر رہے ہیں، جس پر ہمارا یقین پختہ سے پختہ تر ہوتا جا رہا ہے۔

صلیبی سرغنے 'ٹرمپ' کا القدس کو صیہونی مقبوضات کا دارالحکومت قرار دینا، مسلمانوں کے مقدس مقامات کے خلاف کھلی جارحیت کا ثبوت ہے۔ اور مسلم امت کے لیے ایک ایسا شدید جھٹکا جو شاید اس امت کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دے۔ اگر ہم آج بھی موثر ردعمل دینے میں ناکام رہے تو یہ جارحیت مزید اگلی قراردادوں، کانفرنسوں اور معاہدوں کی شکل میں آگے بڑھے گا جو بطور مسلمان امت ہمارے وجود ہی کو خطرات کی نذر کر دے گی اور مسلم دنیا کو مکمل طور پر صیہونی صلیبی اتحاد اور شرق و غرب میں ان کے رافضی اور مرتد ہرکاروں کا محکوم بنانے کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔ "دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف جنگ" کے نام پر ہمارے لوگوں کو اُن کے دینی عقائد اور مذہبی شناخت سے مکمل طور پر محروم کر دیا جائے گا۔

عصرِ حاضر کے فرعون ' امریکہ کے تکبّر اور جارحیت کا سامنا کرنے کا واحد اور حتمی طریقہ، امریکہ اور دنیا بھر میں موجود اس کے صیہونی و صلیبی مفادات کو ہدف بنا کر جہاد فی سبیل اللہ کرنا ہی ہے۔ یہ تو بالکل عدل پر مبنی طریقہ کار ہے کہ جیسے تم ہمیں قتل کرتے ہو، تم بھی ایسے ہی قتل کیے جاؤ گے؛ جیسے تم ہم پر بم باری کرتے ہو، ویسے ہی تم پر بھی بم برسائے جائیں گے؛ جو بھی اس دشمنی و عداوت کی پہل کرے گا تو وہ اس تباہی کا ذمہ دار ٹھہرے گا۔

امتِ مسلمہ کو یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے کہ صلیبی صیہونی اتحاد کبھی بھی مسلمانوں کو اس طرح عسکری طور پر مغلوب کرنے کی ہمت نہ کر سکتا تھا جب تک کہ وہ اس بات کا یقین نہیں کر لیتے کہ کٹھ پتلی مسلم افواج ان کے مکمل مطیع ہو چکے ہیں۔ جن میں آل سعود قابل ذکر ہیں کہ جنہوں نے جو اس سنگین جرم کی طرف راستہ فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے۔ صلیبی صیہونی اتحاد ہر گز بھی مسلمانوں کو چیلنج نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس بات کو یقینی نہیں بنا لیتے کہ نام نہاد عرب اور مسلم افواج' امت مسلمہ پر اپنا تسلط قائم کر چکی ہیں اور ان کے جذبات اور غیرت کے شعلوں کو اسلحہ کی مدد سے بجھا چکے ہیں۔

اے امتِ مسلمہ! اے مسلم نوجوانو! اے امت کے مجاہدین! آپ کا وقت آن پہنچا ہے! پس، اللہ کی رضا کی خاطر میدان عمل میں کود پڑو! نکلو میادین قتال کی جانب، چاہے ہلکے ہو یا بوجھل، اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان کے خلاف تیاری کر لو۔ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو، اپنی کوششیں کو منظم کرو، اپنے تمام اختلافات کو یکسر بھلا دو، اپنے رب کی طرف بڑھو اور اس سے استغفار طلب کرو۔

محاذوں پر موجود مجاہدین جہاد جاری رکھیں اور پر زور اعلان کریں "ہم یہاں سے آغاز کرتے ہیں اور اقصیٰ میں ملیں گے"۔ توقف کیے بغیر کفار کے خلاف اعلان جنگ کریں کہ ہم دنیا کے ہر کونے سے تمہارے خلاف صف آرا ہو چکے ہیں۔ اپنی جہادی کارروائیوں کا ہدف عالم کفر کے سرغنہ امریکہ کو بناؤ، اسے اسی کی پھیلائی تکالیف کی دلدل میں دھکیل دو، اس کے خلاف اپنی جہادی ضربات میں شدت لاؤ یہاں تک کہ وہ ہمارے خلاف جارحیت سے باز آ جائے بے شک اس کا خاتمہ نزدیک ہے اور فتح، صبر کے چند قدموں کے فاصلے پر منتظر ہے!

آخر میں انبیائے کرام کے وارث علمائے کرام اور دین کی جانب دعوت دینے والوں سے ہم درخواست کریں گے کہ اللہ کی خاطر استقامت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں، ایسی ثابت قدمی اختیار کریں کہ جو اسلام کی عظمت کو بحال کرے، عَلَم توحید کو بلند کر دے، کفر کو ذلیل کرے اور اس کے جھنڈے کو سرنگوں کر دے۔ جہادی صفوں کی قیادت کیجیے، اپنے ہتھیار اٹھا لیں، خندقیں کھود کر اپنا دفاع کریں، کتاب اللہ کے ذریعے 'مجاہدین کی قیادت کریں جو ہدایت عطا کرتی ہے اور تلوار کے ذریعے جو فتح کے راستے ہموار کرتی ہے...فتح یا شہادت حاصل ہونے تک استقامت اختیار کریں۔

(بقیہ صفحہ ۵۸ پر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک مقام اسراء اور مقدس سرزمین ٹرمپ کی ملکیت نہیں

جماعۃ قاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، الصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحبۃ أجمعین، امّا بعد!

یروشلم کو صیہونی یہودی مقبوضات کا دارالحکومت قرار دینے پر امریکہ اپنے نہایت دغاباز صدر ٹرمپ کے ساتھ ہمیں اب حقارت سے دیکھتا ہے، یہ قدم امریکی یہودی لکھاری جان پیٹر کی امریکہ اور یہودی قابضین کے مابین تعلقات پر کہی گئی بات کی صداقت کو بالکل واضح کر دیتا ہے کہ:

> "امریکہ کی کرسیٔ صدارت پر بیٹھا ہر صدر اور اس کے اتحادی، صہیونیوں کے آگے بالکل ایسے ہی جھکے رہتے ہیں جیسے پجاری' قبروں پر سجدہ ریز ہوتے ہیں"۔

یہ فیصلہ خطے کی افواج خصوصاً خلیجی افواج اور یہودی قابضین کے درمیان گہرے ہوتے تعلقات کا نتیجہ ہے، جو سرزمین مقدسہ کو یہودیوں کے ہاتھوں بیچنے کے تکمیلی مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے۔ اور یہ مسلم دنیا کے لیے ایک کھلم کھلا چیلنج ہے جو اہلِ فلسطین کے معاملے کی سنگینی اور نزاکت کو بالکل واضح کرتا ہے۔

امتِ مسلمہ کی جانب سے ہم کہتے ہیں: "یہودی' سرزمینِ فلسطین اور القدس میں جو کچھ موجود ہے' حتی کہ ریت کے ایک ذرّے پر بھی کوئی حق نہیں رکھتے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک مقامِ اسراء اور مقدس سرزمین ٹرمپ کی ملکیت نہیں ہے کہ وہ یہودیوں کو یہ زمین دیتا پھرے، اور ان شاءاللہ، فاتح عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کی نسلیں اور صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے بیٹے ہرگز اس سے دست بردار نہیں ہوں گی اور بنصر اللہ، بہت جلد اس سرزمین کو دوبارہ حاصل کریں گی، اور یہ سرزمین' آزاد، عالی شان اور سربلند ہو گی!" باذن اللہ۔

اس فیصلہ کن گھڑی میں ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور اپنی تمام تر قوت و وسائل کے ساتھ ان کی حمایت کرتے ہیں، چاہے ہمیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ ہم انہیں صبر و جہاد فی سبیل اللہ کی تلقین کرتے ہیں۔

ہم براہ راست ان لوگوں کو خصوصاً مجاہدین کو دعوت دیتے ہیں جو غلبۂ اسلام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں... ہم آپ کو تاکیداً کہتے ہیں کہ باہمی اختلافات کو بھلا دیں، آپسی تنازعات کو ختم کر دیں اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی نصرت کی ذمہ داری محسوس کریں، ان پر روا ظلم و تعدی کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں اور ان کو اس ظلم و جور سے آزادی دلائیں جو ان پر مسلط کی گئی ہے۔ وہ بہت بے قراری سے آپ کے منتظر ہیں، ان کی نصرت کے لیے ایسی دیوار بن جائیں جو بنیانِ مرصوص ہو، جس میں کوئی شگاف اور رخنہ نہ ہو اور اس مضبوط صف کی مانند کہ جس میں سست روی کا پیوند تک نہ کڑھا ہو!

ہم دنیا بھر کے مسلمانوں سے عرض کرتے ہیں؛ یروشلم امریکیوں کے ہاتھوں بیچا جا رہا ہے، جو خطے کے تمام حکمرانوں کے یہودیوں کے ساتھ کو بڑھانے کی ایک بڑی کوشش ہے۔

پس! اس موقع پر آپ کا کیا کردار ہے؟ اپنے اموال، وسائل اور ہتھیاروں سے فلسطینیوں اور مجاہدین کی مدد کی وہ ذمہ داریاں آپ نے کیسے پس پشت ڈال دیں جو شریعت نے آپ پر فرض کیں ہیں؟ اور اگر آپ آگے بڑھنے سے اب بھی رُکے رہے تو' خدانخواستہ آنے والے کل کو مسلمانوں کی سب سے زیادہ مقدس سرزمین مکہ مکرمہ کو بھی بیچ دیا جائے گا اور پھر ہم دفاع کرنے والوں کے منتظر ہی رہ جائیں گے!!!

جماعۃ قاعدۃ الجہاد في جزيرۃ العرب

۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۹ ہجری، ۷ دسمبر ۲۰۱۷

☆☆☆☆☆

> "اے میرے عزیز بھائیو! بات یہ ہے کہ ہم اپنے عقیدے کو مضبوطی سے پکڑ لیں، اور اُن سب ذرائع اور سیاست کو رد کریں جو اس کے خلاف ہو اور یہودیوں کے خلاف جس حد تک ہو سکے جہاد کریں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اُن سب کے خلاف جہاد کریں جو ان کی معاونت کرتے ہیں خصوصاً امریکہ اور یورپی ممالک (کے خلاف)، کیونکہ اسرائیل تو صرف جدید صلیبی و صیہونی جنگوں کا ایک سِرا ہے۔ اگر مجاہدین فلسطین، مغربی کنارے یا غزہ میں محدود (و پابند) ہیں تو پوری دنیا میں اور بھی مواقع موجود ہیں"۔
>
> شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

بیت المقدس کی آزادی کا واحد حل جہاد فی سبیل اللہ میں ہی ہے

قیادتِ عامہ حرکتہ شباب المجاہدین کا بیان

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے:

وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ○ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ○اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا (بنی اسرائیل: ۴۔۷)

”ہم نے بنو اسرائیل کے لیے ان کی کتاب میں صاف فیصلہ کر دیا تھا کہ تم زمین میں دوبار فساد برپا کرو گے اور تم بڑی زبردست زیادتیاں کرو گے۔ ان دونوں وعدوں میں سے پہلے کے آتے ہی ہم نے تمہارے مقابلہ پر اپنے بندے بھیج دیئے جو بڑے ہی لڑاکے تھے۔ پس وہ تمہارے گھروں کے اندر تک پھیل گئے اور اللہ کا یہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔ پھر ہم نے ان پر تمہارا غلبہ دے کر تمہارے دن پھیرے اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑے جتھے والا بنا دیا۔ اگر تم نے اچھے کام کیے تو خود اپنے ہی فائدے کے لیے، اور اگر تم نے برائیاں کیں تو بھی اپنے ہی لیے، پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے دوسرے کو بھیج دیا تا کہ) وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور پہلی دفعہ کی طرح پھر اسی مسجد میں گھس جائیں اور جس جس چیز پر قابو پائیں توڑ پھوڑ کر جڑ سے اکھاڑ دیں“۔

درود وسلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کہ جنھوں نے اپنی ایک حدیث (جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے) بروایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا:

”اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک کہ مسلمان یہودیوں سے قتال نہ کر لیں پس مسلمان ان کو قتل کریں گے حتی کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے پناہ لے گا تو وہ درخت یا پتھر کہے گا: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے تو آ کر اس کو قتل کر۔ مگر غرقد نامی درخت (ایسا نہیں کرے گا) وہ یہودیوں کا درخت ہے“۔

قیامت تک سلامتی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والوں پر... امابعد!

ہمیں قصرِ اسود میں رہنے والے بے وقوف ٹرمپ کی جانب سے مسلمانوں کے بیت المقدس کو ابنائے صیہون کی ریاست کا دارالحکومت قرار دیے جانے پر کوئی حیرت نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمیں کافر مغرب کے پٹھو عرب طواغیت کی جانب کی جانے والی سازشوں پر کسی قسم کی حیرانگی ہوئی۔ انہوں نے یہ اعلان مسلمانوں کو ذلیل کرنے اور ان کی مقدسات کی بے حرمتی کرنے کی اپنی پرانی خبیث عادت اور فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر کیا ہے۔

افسوس کہ آج القدس جارحیت اور قابضوں کے قدموں تلے کراہ رہا ہے اور ناپاک یہود کی جانب سے ہر روز اس کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ مظلوموں کی چیخیں بلند ہوئیں لیکن تیز دھار خنجر اور فدائی حملہ آور کی گاڑی کے علاوہ کوئی بھی اُن کو روک نہیں سکتا۔

سالہاسال گزر گئے اور کچھ بھی تبدیل نہ ہوا۔ کوئی بھی غم اور سانحہ مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کا سبب نہ بن سکا۔ یقیناً یہ (امت مسلمہ) بے فکری و بے عملی کے جال میں مقید ہے اور اپنی تمام تر توانائیاں بغیر کسی فائدے کے اُلٹا نقصان اٹھاتے ہوئے ہی ضائع کر رہی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ کہ یہود و نصاری اور مرتدین اسی دن سے ہمارے دین کے دشمن ہیں جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت فرما گئے۔ اور ہم اس وقت تک ان سے برسرِ پیکار رہیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ زمین کو لپیٹ نہ دیں۔

ہمارے دور میں بیت المقدس کو آزادی دلانے کا عَلَم بلند کرنے، اس کو یہود و نصاریٰ کے ناپاک ہاتھوں سے بازیاب کروانے کے، توحید کا پرچم اس پر لہرانے کے لیے اور اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے شہید اسلام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی قیادت میں مسلمان امت اٹھ کھڑی ہوئی۔ جنھوں (شیخ اسامہ) نے قسم کھائی کہ یا تو ہم فلسطین میں فتح یاب ہوں گے یا پھر ہم بھی وہی کچھ چکھیں گے جو حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے چکھا۔ یقیناً اس کی قسم کے یہ الفاظ آج بھی اس امت کے صادق بیٹوں کے کانوں میں گونجتے ہیں۔

آج جب بھی دین کی بات آجائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو دیکھا جائے تو یہ بات مجاہدین کے سامنے بالکل واضح ہے کہ آج بیت المقدس کی آزادی کا واحد حل جہاد فی سبیل اللہ میں ہی ہے۔ اور اسلحہ اٹھا کر ہدایت کی کتاب اور نصرت کی تلوار کے ساتھ چلنے کی دعوت ہے۔ یہی وہ حل ہے جس نے ماضی میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے ذریعے سے القدس کو صلیبیوں سے آزاد کروایا۔ یہ ہدف نہ تو ناممکن الحصول ہے اور نہ ہی اس کو حاصل کرنا کچھ بہت زیادہ مشکل کیونکہ اس حل کے ذریعے کامیابی ملنے کی

بشارت اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین میں دی گئی ہے۔ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے گایوں بیلوں کے دم تھام لوگے، کھیتی باڑی میں مست و مگن رہنے لگو گے، اور جہاد کو چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تم اس وقت تک نجات و چھٹکارا نہ پا سکو گے جب تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ گے''۔

جہاں تک دشمنوں کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر مسئلے کا پرامن حل تلاش کرنے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں آنے والے دشمنوں کے مابین دوستیاں بڑھانے کی بات ہے تو یہ سب بے کار ہیں۔ جن کا انجام ناکامی اور دنیا و آخرت میں خسارے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

ہم آج امت مسلمہ کو مخاطب کر کے ان کو اس بھاری ذمہ داری کی یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں جو ان کے اور ان کی آئندہ نسلوں کے کاندھوں پر پڑی ہے۔ یہ ذمہ داری الاقصیٰ کی اپنے جان ومال سے نصرت ہے۔ یہاں آپ کے مجاہد بیٹے ہر اس شخص کی جانب اپنا ہاتھ بڑھانے کو تیار ہیں جو خلوص دل کے ساتھ اس امت کی نصرت کرنا چاہتا ہے اور مسلمانوں کی مقدسات کی عظمت کی بحالی کا خواہاں ہے۔ انہوں نے آج کے اسلام دشمنوں سے لڑنے کے لیے ہر قسم کے تربیتی و تدریبی مراکز اور تیاری کے معسکر تیار کرنے میں خود کو کھپا رکھا ہے۔ پس اب پیچھے رہ جانے والوں کے پاس کوئی بھی بہانہ نہیں ہے۔ جہاد کے کئی ایک دروازے ہیں اور اس کے کئی محاذ ہیں جو پوری اسلامی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

واللہ! ہم جہاد تو مشرقی افریقہ میں کر رہے ہیں لیکن ہماری نگاہیں اقصیٰ پر ہیں۔ یہ دیگر محاذوں پر موجود ہمارے بھائیوں کے ساتھ ہمارا عہد ہے۔ یقیناً ہم اس مقدس مقبوضہ سرزمین کی خاطر اپنے جہاد میں تیاری کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ ہم ہرگز نہ سست پڑیں گے اور نہ ہی کمزوری دکھائیں گے یہاں تک کہ ہم اپنے غبارآلود قدموں کے ساتھ فتح کا جشن مناتے ہوئے القدس کے راہداریوں میں داخل ہوں۔ تب رومی کتوں اور یہودی بندروں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولاد ہیں اور ہم نے اللہ کے وعدے ہرگز بھلائے نہیں ہیں اور ہمیں فتح یا شہادت کے علاوہ ہرگز کوئی چیز منظور نہیں ہے۔

بیت المقدس، مسلمانوں کا اور مجاہدین کا قبلۂ اول ہے اور وہ ہرگز اس سے نہ پھریں گا اور نہ اس کو کسی چھوٹی سی قیمت پر بیچیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح کا فیصلہ فرمادے۔ یہ اس کا وعدہ ہے اور ہم اس وقت تک نہ تھکیں گے اور نہ رکیں گے یہاں تک کہ مسلمان اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے حقیقت میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھ لیں یا پھر ہم اس کے بغیر ہی شہید ہو جائیں۔ ابو داؤد نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ سے روایت کہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیت المقدس کی ترقیات کے بعد مدینے کی ویرانی ہوگی مدینے کی ویرانی کے بعد بڑی جنگ کا آغاز ہوگا بڑی جنگ کے بعد قسطنطنیہ فتح ہوگا قسطنطنیہ کی فتح پر دجال کا ظہور ہوگا''

پس مبارک ہیں وہ جو اس سچے وعدے میں سے حصہ پالینے میں کامیاب ہوگئے اور کون اس سے پیچھے رہ کر خوش رہ سکتا ہے الا یہ کہ وہ خود ہی اپنی جان پر ظلم ڈھانے والا ہو!

اے اللہ! یہود و نصاری زمین پر بغیر کسی حق کے متکبر بنے ہوئے ہیں پس ان کو اور ان کی فوجوں کو فرعون وہامان جیسے انجام کے ساتھ ختم فرما۔ اور ہمیں اقصیٰ کی نصرت اور بیت المقدس کی آزادی میں حصہ ڈالنے والا بنادے، یقیناً تو یہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

قیادت عامہ

حرکۃ الشباب المجاہدین

جماعۃ قاعدۃ الجہاد فی الصومال

☆☆☆☆☆

خوش قسمت ہے وہ شخص جسے اللہ رب العزت توفیق دیں کہ وہ اپنے دین کی اس فتح میں حصہ دار بنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا دفاع کر سکے۔ آج مجاہدین کی مشکلات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی مشکلات سے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ جب ایک موقع پر آزمائش کی گھڑیوں میں سیدنا عثمانؓ بن عفان نے مجاہدین کے سارے لشکر کے سازوسامان کا اہتمام کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''آج کے بعد عثمانؓ سے جو بھی (خلاف اولیٰ) کام ہو جائیں تو اس سے ان کا کوئی نقصان نہ ہوگا''۔

پس میری عزیز امت! کون ہے جو آج سیدنا عثمانؓ کے جذبے کی طرح اس مشکل وقت میں آگے آئے گا؟ مجھے معلوم ہے کہ کسی بھی قسم کا کوئی لالچ، مسلمان تاجروں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہیں روک سکتا۔ بلکہ امریکہ اور علاقے میں موجود اس کے ایجنٹوں کا خوف انہیں اس کام سے روکے ہوئے ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ کوئی بہانہ نہیں اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (التوبہ: ۱۳)

''کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو''۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

مع الاستاذ فاروق

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں، بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ جو ہمارا ربّ ہے، ہمارا ہے، ہمارا اللہ ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی ہمیں موت دیتا ہے اور بلاشبہ اس نے موت و حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ دیکھے کہ ہم میں سے کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے؟

مع الاستاذ فاروق، استاذ احمد فاروق کے ساتھ چند ملاقاتیں، ان کی چند یادیں، ان کی قیمتی باتیں، ان کی بعض ایسی باتیں جو مجھے خاص طور پر اچھی لگیں۔ میں استاذ کا محبوب ترین ان کی حیات میں تو شاید نہ تھا لیکن اللہ سے امید ہے کہ ان کی شہادت کے بعد ان شاء اللہ ان کے محبوب ترین لوگوں میں ضرور شامل ہو گیا ہوں گا۔ ہاں ان کی حیات میں ان کے محبوب تر لوگوں میں بہر حال شامل رہا۔ استاذ کی محبت کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ وہ ان شاء اللہ، ہمارے اللہ کے محبوب لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ میرے محبوب تھے اور میں ان کا، اور یہ محبت کی سنہری زنجیر ہے جو ہمارا اللہ کے دربار میں ذکر کا ان شاء اللہ ایک سبب ہے کہ ان شاء اللہ استاذ ہمیں بھولے نہیں ہیں۔

حضرتِ استاذ سے آج تک جتنی ملاقاتیں رہیں، سب کا احوال اور سب کی سب تو یاد نہیں، لیکن جتنی ذہن میں تازہ ہیں سب ہی لکھنے کا ارادہ ہے کہ یہ ان شاء اللہ توشۂ آخرت ہوں گی، مجھ سمیت حضرتِ استاذ کے محبّین کے لیے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ صحیح بات، صحیح نیت اور صحیح طریقے سے کہنے والوں میں شامل فرما لے۔

نوٹ: ان سلسلہ ہائے مضامین میں جہاں بھی 'استاذ' کا لفظ آئے گا تو اس سے مراد شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ ہوں گے۔

وصلی اللہ علی نبیّنا محمد و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

تیسری ملاقات: وانا کے نواحی گاؤں میں...

حضرتِ استاذ احمد فاروق رحمہ اللہ جو اس روز ہم سے رخصت ہوئے تھے تو پھر کوئی دو ماہ ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ ہم اپنی تشکیلات میں ایک جہادی مرکز سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے میں جاتے رہے۔ اولاً حکم استاذ پر ہمیں ملک محمد عادل / سہیل بھائی کے مرکز میں بھیجا گیا۔ مجالسِ استاذ میں اصحابِ استاذ کا تذکرہ لازم ہے۔

'سہیل بھائی' بارود کے ایک عبقری استاد تھے۔ ویسے تو حضرتِ استاذ فاروق نے سہیل بھائی کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے جو ویڈیو کی صورت میں 'ادارہ السّحاب برِّصغیر'؛ 'جہادی یادوں' اور 'سچے لوگ' کے عنوان کے تحت نشر کر چکا ہے۔ بہر کیف چند باتیں اتباعِ استاذ میں سہیل بھائی کے حالات و مناقب میں عرض ہیں۔

'سہیل بھائی' خانوادۂ سادات میں سے تھے، حضرتِ فاطمہ و علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے۔ ان کے آباء کسی زمانے میں عرب سے ہندوستان کے صوبۂ بہار میں آ، آباد ہوئے تھے۔ پھر تقسیمِ ہند کے وقت پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی آ گئے۔ سہیل بھائی کراچی میں پیدا ہوئے۔ عصری تعلیم اور فن کے اعتبار سے 'سِول انجنیئر' تھے۔ زمانۂ طالبِ علمی میں ایک ذہین اور ہر دم اول آنے والے طلبہ میں شامل رہے۔

یونی ورسٹی سے فارغ ہوئے، سندِ امتیاز حاصل کی، ایک ادارے میں ملازم ہوئے۔ اپنے قریب قریب کے لوگوں اور خاندان میں سب سے زیادہ تنخواہ حاصل کرنے والے شخص، اور تنخواہ میں دیگروں سے تفاوت بھی تھوڑا نہیں تین چار گنا تھا۔ انہیں اور ان کے خاندان کو ضرورت بھی تھی۔ شادی ہوئی، زندگی ایک مذہبی سیاسی جماعت کے ساتھ تعلق کے ہنسی خوشی بسر ہو رہی تھی۔ ایسے میں شہید ڈاکٹر ارشد وحید رحمہ اللہ کی پُر سوز آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔ جہاد کے فرضِ عین ہونے کی پکار۔ سہیل بھائی ناپ تول کر، calculated / حساب کتاب سے کام کرنے والے آدمی تھے۔ انہوں نے امام و مجددِ جہاد شیخ عبد اللہ عزام رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور فتویٰ دیکھا۔ وہاں لکھا تھا کہ جہاد اپنی تمام شرائط کے ساتھ فرضِ عین ہے۔ بلکہ آج کے زمانے میں ایسی صورتِ حال کا سامنا ہے جس کا کبھی امت کو سامنا نہیں رہا۔ انہوں نے حساب نکالا۔ حساب نے بتایا کہ جہاد کے سِوا کوئی راستہ نہیں۔ سچ یہی ہے کہ آدمی اگر حساب کتاب کے مطابق ہی چلنا چاہے اور احکامِ شرعیہ کو اس نظر سے امانت داری (جس کا فائدہ اپنی ہی ذات کو ہے) سے دیکھے تو جہاد سے راہِ فرار ناممکن ہے۔ سہیل بھائی رحمہ اللہ کے اپنے الفاظ میں کہ انہوں نے اپنی والدہ سے ازراہِ ظرافت کہا: "امّی! ہم تو پھنس گئے ہیں، اس جہاد کے سوا کوئی چارہ نہیں، کوئی راہِ نجات نہیں!"۔ یہی بات سچ ہے اور سچ بھی اس کے لیے جو ادراک رکھے ورنہ لوگوں نے

کیا کیا بہانے تراش و تلاش کر، اپنے ہی طریق کو ﴿إنفروا خفافاً و ثقالاً﴾، نکلو اللہ کی راہ میں خواہ ہلکے ہو یا بوجھل قرار دے رکھا ہے۔

پس، جب ان کو پیسے کی اور ان کے خاندان کو اس پیسے کی اور ان کی ضرورت تھی، وہ امت کے مستقبل کی خاطر اپنا آج تاراج کر کے فی اللہ نکل آئے۔ اپنی اہلیہ اور بچوں سمیت ہجرت کی اور فقیروں والی زندگی اختیار کر لی۔ سہیل بھائی رحمہ اللہ کا فقر اختیاری تھا۔ بقولِ استاذ فاروق:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا۔“

استاذ بعض ساتھیوں کو فقر اختیار کرنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ مراد وہ فقر نہ تھا جس سے پناہ مانگی گئی ہے بلکہ فقرِ اختیاری یعنی زُہد۔ ایسا فقر جو ہمیں حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے یہاں نظر آتا ہے۔ ہم اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ ثالث حضرتِ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور جلیل القدر صحابی حضرتِ عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی دولت کو دیکھتے ہیں اور کئی بار اپنے نفس کی اکساہٹ پر کُل صحابہ کو اس پر قیاس کر کے راہِ زندگی میں مال و منال اور ثروت کے متلاشی ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ حضراتِ عثمان و عبد الرحمان رضی اللہ عنہما نے بھی فقر اختیار کر رکھا تھا۔ خصوصاً حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت بتاتی ہے کہ آج اکیسویں صدی کے دولت مند، حضرت کی دولت کے سامنے کچھ بھی نہ تھے۔ یا ہم اپنی عامیانہ زبان میں سمجھیں تو مراد ہے کہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ بڑی بڑی جاگیروں، محلوں اور ذاتی شہروں کے مالک ہو سکتے تھے، وہ اربابِ روم و فارس کی سی عیاشی کر سکتے تھے کہ ان کے پاس دولت بہت تھی، لیکن انہوں نے فقر اختیار کیا اور عوام کی سی زندگی کو اپنایا۔ ہمیں ہمارے اور ہمارے صحابہ کے ہادی، پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی یہی نظر آتا ہے۔ ہوتے ہوئے بھی، کچھ نہ رکھا۔ بقولِ ماہر القادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

ع سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

...

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا

سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

...

سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا

پس سہیل بھائی نے پہننے کے لیے ہمیشہ دو جوڑا کپڑوں سے زیادہ کچھ نہ رکھا، اپنے خاندان کو بھی اسی حال میں رکھا۔ بیت المال جہاں جہاں ان کے اختیار میں رہا تو انہوں نے ہاتھ کھینچ کر استعمال کیا۔ مجاہدین کے اجتماعی معاملات کے لیے رقم میں سے بھی بچت کرتے اور بڑے خرچوں میں اسی رقم کو استعمال کرتے۔

سہیل بھائی شعبۂ بارود میں کب آئے؟ اس کی صحیح سے مجھے خبر نہیں، لیکن غالباً انہوں نے پہلی بار الیکٹرانیات و بارود[3] کا دورہ سنہ ۲۰۰۷ء میں استاد عمر اقدس رحمہ اللہ سے کیا۔ شہید عمر اقدس رحمہ اللہ، شہید قاری امجد فاروقی رحمہ اللہ کے قریبی ساتھی تھے اور مجاہدین میں ’استاد جی‘ کے نام سے معروف تھے۔ راقم کو استاذ کے ذریعہ ہی استاد جی کا تعارف حاصل ہوا۔ اس دورۂ بارود کے بعد سہیل بھائی نے شیخ ابو خباب المصری رحمہ اللہ سے فنِ بارود میں دورۂ اختصاص[4] کیا۔ اس کے کچھ زمانے بعد آپ باقاعدہ بارود کے استاد اور استاذ کے مجموعے میں شعبۂ بارود کے ذمہ دار مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ ڈاکٹر ارشد وحید کے نائبین میں رہے اور استاذ کے مجموعے کی مرکزی شوریٰ میں ایک فعال رکن بھی۔

کم وسائل میں اتنا کام کرنا، سہیل بھائی جیسا شخص ہی کر سکتا تھا۔ اگر اہلِ دنیا سے موازنہ کیا جائے اور اس صلاحیت کے حامل شخص کو وسائل کی فراہمی کما حقہٗ ہو تو پورے ایک حکومتی شعبے کا کام سنبھال سکتا ہے۔ سہیل بھائی ایک ذمہ دار تھے، لیکن مراکز میں ساتھیوں کے ساتھ مل کر کھانا پکانا، بلکہ اکیلے ہی کھانا پکانا، صفائی کرنا اور دیگر خدمت کے امور میں پیش پیش رہنا ان کی خصوصیت تھی۔ سہیل بھائی اکثر ہی اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اخلاقی تربیت، نمازوں، اذکار و تلاوت، تہجد و دیگر نوافل کی پابندی کی طرف خصوصی توجہ دیتے۔

سہیل بھائی نے مجاہدین کی جسمانی تربیت کے لیے بھی مستقل نصاب تشکیل دیے۔ خود معسکر میں رہا کرتے۔ انہوں نے ابتدائی جسمانی تربیت یا دورۂ تاسیسی کی بہت سے حوالوں سے تجدید کی، کوتاہیاں دُور کیں اور نیا اور بہتر نظامِ تربیت اپنے امراء کی رہ نمائی میں رائج کیا۔ ایک ایسا نظام جو مجاہد اور فوجی کی تربیت میں امتیاز کا حامل تھا۔ القاعدہ برِّصغیر کے قیام کے بعد وہ شعبۂ تربیت اور الیکٹرانکس و بارود میں بطورِ ذمہ دار رہے۔ ان کی چند ایک تصانیف میں

1. افغانستان میں ٹیکنالوجی کے بُت کیسے ٹوٹے؟
2. نصابِ حرب (مشترکہ تالیف)
3. جسمانی ورزشیں

[3] Explosives and Electronics

[4] Specialization

4. پاکستانی مجاہدین کے لیے پشتو کا راہنما کتابچہ

وغیرہ جیسی تحریرات شامل ہیں۔ یقیناً کئی دیگر بھی ہیں جن سے راقم واقف نہیں۔ انہوں نے بارود و الیکٹرانکس کے دورہ جات کے لیے مفصل نوٹس اور ویڈیوز بھی مرتب کیں جو عصرِ حاضر میں مجاہدین کے لیے ایک بیش قیمت اثاثہ ہیں۔ سہیل بھائی ایک استاد تھے اور انہوں نے اپنے شعبے کے بہت سے استاد تیار کیے، جیسے قائد، قائدین تیار کرتا ہے۔

لکھنے کو سہیل بھائی پر ایک مستقل کتابچہ نما ہے، لیکن یہ محل نہیں۔ سہیل بھائی آپریشن ضربِ عضب کے خلاف مجاہدین کی طرف سے ایک خط / محاذ کے ذمہ دار تھے جب پاکستانی و امریکی جاسوسی نظام کے ڈرون طیاروں نے ان پر سوتے میں بزدلانہ حملہ کیا۔ رمضان المبارک کی اکیسویں شب، مالکِ حقیقی سے لہولہان ملے... جس کی خاطر یہ سفر جاری رہا، اس نے انہیں شہدا میں منتخب کر لیا تھا، نحسبہ کذلك۔ سہیل بھائی کا شہادت سے عشق اپنی انتہا کو پہنچا تھا۔ اللہ پاک سہیل بھائی اور دیگر شہید ساتھیوں کے رفقاو شاگردوں کو توفیق دیں کہ وہ ان کے مناقب و حالات کو صحیح طور پر بیان کر کے، اپنے کاندھوں کے بوجھ و قرض سے بری ہوں۔

سو عرض کر رہا تھا کہ راقم سہیل بھائی کے مرکز میں رہا۔ وہاں سے وانا اور انگور اڈا کے ایک درمیانی مقام میں واقع مجاہدین کے ایک مرکز میں بھیج دیا گیا۔ اسی مرکز میں استاذ سے تیسری ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مرکز میں ہم تین ساتھی تھے، عبد الرشید بھائی، جنید بھائی اور راقم۔ عبد الرشید بھائی کا اصل نام عبد الرافع تھا کراچی کے تھے، سنہ ۲۰۱۳ء میں افغانستان میں شہید ہوئے، ان کا ذکر بھی ان شاءاللہ استاذ کی کسی مجلس میں آئے گا۔

ہمارا مرکز ایک پہاڑی کی چوٹی پر تھا۔ سو جب گاڑی اس پر چڑھنے لگتی تو پہلے ہی معلوم ہو جاتا۔ ہم ایک ڈالے[5] کی آواز سن کر اپنے مرکز سے باہر نکل آئے۔ سامنے استاذ پہاڑی پر پیدل چڑھ رہے تھے۔ اور پیچھے گاڑی میں بیٹھے ہمارے ایک محبوب بھائی گاڑی کو اوپر لانے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہم استاذ سے ملے، معانقہ کیا۔ ہمیشہ بوقتِ معانقہ محسوس ہوتا تھا کہ میں ایک چھوٹا سا چند ماہ کا بچہ ہوں اور استاذ نے مجھے اپنی گود میں لے لیا ہے۔ انہوں نے سلام کیا، پیار کیا، حال پوچھا اور مرکز میں ہمارے ساتھ آ گئے۔ استاذ ہمارے واسطے ہدیے میں ایک تربوز لائے تھے۔ وہاں تربوز سی نعمتِ خداوندی کی اصل معلوم ہوئی کہ واقعی یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ عصر کی نماز ہم پہلے ہی پڑھ چکے تھے، استاذ بھی پڑھ کر آئے تھے۔

استاذ بڑے آدمی تھے، بڑوں کا اکرام واجب ہے اور ہماری بھی اکثر یہی خواہش رہتی تھی۔ لیکن استاذ سے ملاقات کی اتنی خوشی تھی کہ سب اکرام بھول گیا۔ ہم استاذ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ ایسے میں استاذ نے ایک دِل دوز خبر سنائی۔ ہمارا اِک یار، یارِ اَنمول، یارِ حسین، یارِ دِل رُبا، یارِ خدا... محمد خالد... شہید ہو گیا۔ بعض خبریں ایسی ہوتی ہیں جو بس پیروں تلے زمین کے نکل جانے کا سبب بنتی ہیں۔ ان کی کیفیت سمجھی یا جانی نہیں جا سکتی۔ آج بھی وہ عالَم سمجھ سے باہر ہے۔ اس کے بعد استاذ نے جیب سے ایک خط نکال کر دیا۔ اس کی شہادت کا قصہ لکھا تھا۔

بس میں کسی دیوانگی کی سی کیفیت کے ساتھ اٹھا، خیال آیا تھا کہ استاذ کے لیے چائے ہی بنا لیں... چائے کے لیے چینی پتی کے ڈبے اٹھائے اور وہ ہاتھوں سے چھوٹ گئے... ع تھی خبر ایسی کہ سُن کر دلِ مضطر ڈُوبا... میں نے چکراتے سر کی کیفیت کے ساتھ ڈبے اٹھائے اور کمرے سے باہر جانے ہی لگا تھا کہ استاذ سامنے آ کھڑے ہوئے۔ ڈبے ہاتھ سے لیے، ایک طرف کو رکھے، ہاتھ پکڑا اور باہر لے گئے۔

انہوں نے سینے سے لگایا، پیار کیا... میں جو کچھ سمجھنے بوجھنے سے عاری تھا 'کو قصۂ شہادت سنایا، دلاسہ دیا۔ بتایا کہ وہ کامیاب ٹھہرا، ہم بھی کوشش کریں اور اس کے پاس جا ٹھہریں... جہاں کی زندگی ہم کم سمجھوں کی زبان میں "لافانی" ہے۔ نجانے کتنی دیر انہوں نے پیار سے دلاسہ دیا، غم بانٹا۔ جاگتے میں، غم سے آنکھ تب کھلی جب جنید بھائی کی اذان بلند کرتی آواز نے متوجہ کیا۔ نمازِ مغرب کا وقت تھا۔ ہم کمرے میں گئے۔ استاذ امامت کے لیے آگے ہوئے۔ جو اذان کہے اسی کا حق ہے کہ اقامت بھی کہے۔ لیکن کسی بے خودی کی کیفیت میں، مَیں نے اقامت کہنا شروع کی، اس پر قدرے تعجب سے استاذ نے میری جانب دیکھا، مجھے اپنی خطا کا احساس ہوا، میں نے رکنا چاہا، لیکن استاذ کے چہرے سے عیاں تاثر سے پیغام ملا کہ اقامت جاری رکھوں۔ حق تو مؤذن ہی کا تھا لیکن اب جب اقامت کہنا شروع کر ہی دی تو جاری رکھی جائے۔

سورۃ الفاتحۃ کے بعد، دونوں جہری قرأت والی رکعتوں کا تو یاد نہیں، البتہ ایک رکعت میں استاذ نے سوزِ دل سے، ٹھہر ٹھہر کر، دِل سے سورۃ العادیات پڑھی۔ پیچھے والوں کی آنکھیں بھیگیں، آہیں نکلیں۔ اختتامِ نماز کے بعد، اذکار سے فارغ ہوئے۔ استاذ اٹھے۔ ہم سب سے بغل گیر ہوئے۔ جانے لگے تو پوچھا آپ بھائیوں کے پاس خرچے کے لیے رقم ہے۔ ہم نے بتایا کہ ہم تینوں کے پاس کل ملا کر پچاس روپے ہیں وہ بھی بیت المال کے۔

یہ سن کر استاذ نے دُکھ کے احساس کے ساتھ، اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا، ان کے پاس اس وقت تین چار سو روپے تھے، شاید ان کی ذاتی رقم۔ یہ رقم انہوں نے جنید بھائی کے حوالے

[5] Toyota Hilux – Double Cabin

کی جو امیر مرکز تھے۔ استاذ نے فرمایا: "میرے پاس ابھی اتنے ہی ہیں، میں جلد ہی کسی کو بھیج کر مزید رقم آپ تک پہنچاتا ہوں"۔

ہمارے یہ مکرم استاذ، ان اصحابِ عزیمت میں سے تھے جو دلیلِ راہ ہوتے ہیں۔ آسمان کا وہ ستارہ جو سب ہی کشتیوں کے ناخداؤں کے لیے راہِ ہدایت کا سبب ہوتا ہے۔ استاذ کی یہ مجلس بھی اپنے اختتام کو پہنچی لیکن راقم کے دِل میں مستقل خیال آرہا ہے کہ استاذ کے آخری ایام کی ایک عادت یا واقعہ ضرور بیان کیا جائے۔ سلسلے کا تقاضا ہے کہ اسے آخر میں بیان کریں لیکن دِل اوپر ماہر القادری صاحب رحمہ اللہ کے نعتیہ اشعار لکھنے کے بعد بے چین ہے۔

یہ واقعہ ہے استاذ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا۔یوں تو استاذ نے اکثر ہی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عادتِ ثانیہ بنا لیا تھا۔ لیکن آخری ایام میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل میں اور ہی عالَم تھا۔ حضرتِ استاذ اپنی شہادت سے کچھ ماہ قبل جب بھی سفر پر نکلتے تو ہمراہ گاڑی چلانے والے سے کہتے کہ وہ نعت چلا دو، "تمنّا مدتوں سے ہے، جمالِ مصطفیٰ دیکھوں"۔ بس یہ نعت سنتے، آنکھیں بند کر لیتے، کسی اور عالَم میں چلے جاتے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو جاتے۔ نجانے دل میں کیا کیا کیفیات ہوتی ہوں گی۔ بس انہی کیفیات میں، ربّ العالمین کی طرف سے عطا کردہ، اپنے معاملات و امورِ زندگی کی باگیں ربّ العالمین کے سپرد کرتے ہوئے، راضی برضائے الٰہی جلّ شانہٗ، مالک کی طرف بڑھ گئے۔ بقول ایک عالم کے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت در اصل اللہ ہی کی محبت ہے۔ سورج کی کرنیں اگر کسی دیوار پر پڑیں اور کوئی اس دیوار پر روشنی کی تعریف کرے تو تعریف در اصل روشنی کے مصدر یعنی سورج ہی کی ہوتی ہے"۔

اس مجلس کا اختتام استاذ کی اسی پسندیدہ نعت پر کریں گے۔ اللہ پاک راقم اور استاذ کے دیگر سب شاگردوں کے ساتھ خیر کا معاملہ فرما دیں۔ سب کو راہِ جہاد کا راہی بنائے رکھیں۔ سب ہی کو مقتولین فی سبیل اللہ میں شامل فرمائیں۔ کسی کی موت کو شہادت کے علاوہ کچھ نہ فرمائیں۔ اللہ پاک سب کو بہادر و جانباز بنائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق بنائیں، آمین یاربّ العالمین۔

تمنّا مدتوں سے ہے، جمالِ مصطفیٰ دیکھوں
امام الانبیاء دیکھوں، حبیبِ کبریا دیکھوں

وہ جن کے دم قدم سے صبح نے بھی روشنی پائی
منوّر کر دیا جس نے، فضا و رہنما دیکھوں

وہ جن کی برکتوں سے اَبر و باراں بستے عالم میں
تمنّا قلبِ مضطر کی، وہ دُرِّ بے بہا دیکھوں

قدم باہر مدینہ سے، تصور میں مدینہ ہے
الٰہی یا الٰہی عظمتوں کی انتہا دیکھوں

یہ دنیا بے ثبات و بے وفا و غم کا گہوارا
یہ ہے مطلوب دارِ بے وفائی میں وفا دیکھوں

وہ مبداء خلقِ عالم کا، درود اُن پر، سلام ان پر
میرے مولا یہ موقع دیں کے ختمِ الانبیاء دیکھوں

کبھی ہو حسن کی محفل، کبھی ہو شوق کا منظر
کبھی آنسو کی زنجیروں میں عاشق کی صدا دیکھوں

رَسولُ الْقَاسِمُ الخَیراتِ فِي الدنیا وفي العقبیٰ
شفیق از نفسِ مادر ما، نبیؐ مجتبیٰ دیکھوں

تمنّا مدتوں سے ہے، جمالِ مصطفیٰ دیکھوں
امام الانبیاء دیکھوں، حبیبِ کبریا دیکھوں

وصلی اللہ علی سیدنا وحبیبنا وقرۃ أعیننا محمد وبارك وسلم۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین۔

(جاری ہے، ان شاء اللہ)

☆☆☆☆☆

سرکاری فوج میں بھرتی ہونا یا فوجی ملازمت کرنا حرام ہے!

شیخ العرب العجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

جولائی ۱۹۲۱ء میں ''خلافت کمیٹی'' نے کراچی میں آل انڈیا کانفرنس منعقد کی۔ جس میں شیخ العرب العجم حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے جرأت ایمانی اور غیرتِ دینی کا اعلان کرتی شہرۂ عالم تقریر کی۔ اسی تقریر کے دوران میں آپ رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ بھی ارشاد فرمایا کہ ''حکومت برطانیہ کی فوج میں بھرتی ہونا یا کسی قسم کی فوجی ملازمت کرنا یا کسی کو فوجی خدمات کی ترغیب دینا بالکل حرام ہے''۔ اسی فتویٰ کی بنا پر انگریزوں نے آپ علیہ الرحمہ کو گرفتار کیا اور کراچی میں ''مقدمہ کراچی'' کے عنوان سے آپ کا عدالتی ٹرائل ہوا۔ جس کے بعد آپ رحمہ اللہ کو انگریز جج نے دو سال قید بامشقت کی سزا سنائی۔ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں آپ رحمہ اللہ یہ یہ تقریر اور 'مقدمہ کراچی' میں انگریز جج کے سامنے کمرۂ عدالت میں کی جانے والی تقریر قسط وار شائع کی جارہی ہے۔ چونکہ تقسیم ہند کے بعد برصغیر پاک وہند پر گورے کافروں کی جگہ ''کالے انگریزوں'' کی حکمرانی کا دور دورہ ہوا اور انگریزی آئین و قانون سے ہی کشید کردہ قوانین اس سرزمین پر تاحال نافذ ہیں، انگریز کی بنائی گئی ''رائل انڈین آرمی'' ہی اب بھی یہاں حاکم و مقتدر ہے لہٰذا حضرتِ والا نور اللہ مرقدہ کے یہ الفاظ اور بیان کردہ مسلمہ دینی و شرعی تعبیرات آج بھی اُسی اہمیت کی حامل ہیں اور اس نظام کی کفریات کے خلاف برسرِ عمل رہنے کی ویسی ہی پکار لگا رہی ہیں جیسے آج سے ایک صدی قبل حضرتِ مدنی رحمہ اللہ کے دور میں یہ آواز لگائی گئی تھی۔ حضرت والا رحمہ اللہ نے جہاں جہاں انگریزوں اور برطانوی سامراج کو مخاطب کیا وہاں موجودہ نظام کے کل پرزوں کو مخاطب سمجھیں تو اُس وقت اور آج کے دور میں نظام مملکت و سلطنت میں بھی کچھ فرق نظر نہیں آئے گا اور یہ مانے بغیر بھی چارہ نہیں رہے گا کہ ان سے متعلق بیان کردہ شرعی احکامات بھی یکساں اور ایک سے ہی ہیں![ادارہ]

حضرات! جس مقصد کے لیے مجھ کو حکم فرمایا گیا ہے، اس تجویز کے پیش کرنے کے لیے مجھے حکم دیا گیا ہے، اس کے متعلق میں مختصر الفاظ میں کچھ قرآن وحدیث کے احکام آپ حضرت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ قبل اس کے کہ اس کو میں صراحتاً آپ کے سامنے عرض کروں، اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف تمام مسلمانانِ عالم کے درمیان میں کس قسم کا ربط اور تعلق بیان کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

مسلمان کہیں ہوں، کسی رنگت کے ہوں، کسی نسل سے ہوں، مشرق کے رہنے والے ہوں، مغرب کے رہنے والے ہوں، ان میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے جس کی وجہ سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے غافل ہو سکے یا یہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی ایسی حالت میں چھوڑ سکے جس میں اس پر یا اس کی عزت پر یا مال پر صدمہ پہنچتا ہو۔ غرض یہ ہے کہ یہ نص یعنی یہ آیت صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں ایک دوسرے میں ایسا تعلق اور ارتباط ہونا چاہیے جیسا کہ ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے ہوتا ہے۔ اس آیت کا جو کہ حکماً نازل فرمائی گئی ہے، اس سے مقصد کیا ہے؟ آیا فقط خبر دینا مقصود ہے یا کسی حکم کی طرف اشاری کرنا مقصود ہے؟ جن صاحبان نے زبان عربی کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ کی ہو گی اور عادتِ عرب سے واقف ہوں گے وہ اس سے بخوبی واقف ہیں کہ بھائیوں کے درمیان عرب میں ایک نشان اور ایک علاقہ ایسار کھا جاتا ہے جس کی وجہ سے بھائیوں کی ایک خصوصیت ظاہر ہوتی ہے کہ جیسے دوسری قرابت میں نہیں ہوتی ہے۔ اس واسطے عرب شاعر کہتا ہے:

(ترجمہ) اپنے بھائی کو مضبوط پکڑنا چاہیے کیونکہ جس کے پاس بھائی نہیں ہے
اس کی ایسی حالت ہے جیسے کوئی جنگ میں بغیر ہتھیار کے جائے

مقصد یہ ہے کہ قرآن نے تمام مسلمانوں میں مددگاری کے واسطے اور خیر خواہی کے واسطے اور ہر قسم کی خبر گیری کے لیے ایک ایسی برادری قائم کر دی ہے اور ان میں اتنی محبت ہوتی ہے کہ جو ایک باپ اور ایک ماں کی چند اولاد کے اندر ہوتی ہے۔ قرآن اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں بھی خاص طور سے پیش کرتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ يَأْمُرُونَ

''مسلمان مرد اور عورت آپس میں ایک دوسرے کے یار و مددگار ہیں''۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کا بہت سی احادیث میں صاف طور سے ذکر فرماتے ہیں، کہیں فرمایا جاتا ہے:

المسلمون کرجل واحد، إن اشتکی عینُه اشتکی کلُّه، وإن اشتکی رأسُه اشتکی کلُّه (صحیح مسلم)

یعنی مسلمان تمام، سب کے سب روئے زمین پر کہیں بھی ہوں، مگر سب کے سب ایک جسم کے اعضا کی طرح سے ہیں، جیسے کہ آنکھ میں اگر درد ہوتا ہے تو باقی جسم میں بھی تکلیف ہوتی ہے اور اگر پیر میں درد ہوتا ہے تو سر میں، تمام جسم میں تکلیف ہوتی ہے، نیند نہیں آتی۔ اسی طرح مسلمانوں کی حالت آپس میں ایسی ہونی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں:

المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ (صحیح مسلم)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس کو رسوا نہ کرے۔ غرض یہ ہے کہ اسلام نے تمام مسلمانوں میں ایک ایسا رشتہ اور رابطہ قائم کر دیا ہے کہ جس کی وجہ سے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق ہے۔ اور جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر خواہ کہیں کے ہوں، ہر ایک مسلمانوں کے حقوق کی بہت قوت کے ساتھ اعانت کرنا ضروری ہے۔

جب کہ یہ بات مختلف احادیث اور آیات میں نہایت قوت کے ساتھ بیان کر دی ہے تو اب ہم کو اس بات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ آج مسلمانوں کو روئے زمین پر کیا کرنا چاہیے؟ اور جس حالت میں کہ اسلام دوسری جگہوں میں پھنسا ہوا ہے، خلافت جس حالت میں پھنسی ہوئی ہے، جو علمائے اسلام اور مذہبِ اسلام کی حالت آئے دن ہو رہی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہونا چاہیے؟ اس کو بھی قرآن ہی سے دریافت کرنا چاہیے۔ قرآن کہتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُواْ زَحْفاً فَلاَ تُوَلُّوهُمُ الأَدْبَارَ (الانفال:۱۵)

اے مسلمانو! تمہارے ساتھ جو لوگ قتال کرتے ہیں، جو لوگ تمہارے ملک پر ہجوم کرتے ہیں، جو لوگ تمہارے عظمت، تمہارے ملک، تمہاری دولت اور تمہاری عزت برباد کرنا چاہتے ہیں اور جو لوگ تمہارے مذہب کو ملیامیٹ کرنا چاہتے ہیں ان کے ساتھ تم لوگ مقابلہ کرو۔

یہ ایک حکم شرعی طور پر فرمایا جاتا ہے اور فرض کر دیا جاتا ہے کہ اگر مخالفینِ اسلام ہجوم کریں شہرہائے اسلام پر تو فرض ہے تمام مسلمانوں پر کہ ان کا مقابلہ کریں۔ اس میں کوئی خصوصیت کسی خاص قوم کی نہیں کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے فقہائے اسلام فرماتے ہیں کہ اگر کسی جانب پر اسلامی شہروں میں سے ہجوم ہو تو تمام مسلمانوں پر بتدریج فرض ہو جاتا ہے۔ اول اس شہر کے رہنے والوں پر فرضِ عین ہو جاتا ہے کہ وہ کفار کا مقابلہ کریں اور دفع کریں اور اگر وہ سستی کریں تو اس شہر کے ارد گرد کے رہنے والوں پر یہ حکم فرض ہو جاتا ہے، اسی طرح بتدریج آہستہ آہستہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر یہ حکم فرض ہو جائے گا اور یہ حکم واقع ہو جائے گا کہ تمام سب کے سب اپنی جان سے اور اپنے مال سے اور روپیہ پیسہ سے ان کا مقابلہ کریں۔ اس بنا پر اس کی ضرورت ہوئی کہ شہرہائے اسلام پر، روئے ممالک پر، جو ملک کہ بادشاہ اسلام کے قبضہ میں ہیں ان کے اوپر ہجوم کیا گیا تو اس کی وجہ سے خواہ کہیں کے مسلمان ہوں، خواہ ہندوستان کے مسلمان ہوں یا چین کے مسلمان ہوں یا بخارا کے مسلمان ہوں' سب کے اوپر فرض ہے کہ ان کی مدد کریں اور کافروں کو ان کے شہروں سے نکالیں۔ فقط یہی نہیں بلکہ دوسری جگہ یہ بھی فرمایا گیا ہے:

وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً (التوبۃ:۳۶)

مخالفینِ اسلام تم پر مجتمع ہو کر، اکٹھے ہو کر مقابلہ کرتے ہوں، تم سے لڑائی کرتے ہوں، تمہارے ملک کو اور عزت کو برباد کرنا چاہتے ہوں تو اس طرح تم سبھوں پر فرض ہے کہ سب کے سب مل کر ان سے مقابلہ کرو اور لڑائی کرو۔

ان دونوں آیتوں کے مفہوم پر غور فرمایئے، ان کے معانی کو ملاحظہ کیجیے، ان دونوں آیتوں کا خلاصہ خاص طور سے یہ نکلتا ہے کہ تمام مسلمانانِ عالم پر ایسی حالت میں جب کہ اتحادی مل کر اور یورپی قومیں مل کر اسلامی دولت کو برباد کرنا چاہتے ہیں، اور طرح طرح کے مظالم کرتے ہوئے ایسی صورتیں اختیار کرتے ہوں کہ جس کی وجہ سے اسلام کی دولت ہی فقط زائل نہ ہو بلکہ اسلام دنیا سے مٹ جاوے، تو اس وقت میں آپ خود جان سکتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں سے کیا مفہوم ہوتا ہے؟ اور کیا آپ کے ذمہ حکمِ شرعی عائد ہوتا ہے؟ حکمِ شرعی یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص پر، ہر مسلمان پر فرض ہے اس وقت میں کہ مجتمع قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا جاوے۔ پھر جب کہ یہ فرض تھا کہ ان کا مقابلہ کیا جاوے اور ایسی صورت میں اگر مسلمان کسی قسم کی سستی کریں یا کاہلی کریں تو اس سے آپ جان سکتے ہیں کہ وہ کس قدر اعلیٰ درجہ کے گناہ گار ہوں گے۔ کیونکہ فرض کا ترک حرام ہے، جو گناہ بڑے بڑے ہیں، ان میں سے ایک بڑا گناہِ کبیرہ ہے۔ ایسی صورت میں جب کہ کسل کرنا، سستی کرنا گناہِ کبیرہ تھا تو اب جو مخالفینِ اسلام ہیں ان کی مدد کرنا کس طرح سے جائز ہو گا؟ اسی واسطے قرآن شریف میں بہت سی آیتوں میں اس کی خاص طور سے مخالفت کی گئی ہے، کہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ(المائدۃ:۲)

"بھلائی اور اتقا اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہوں اور ظلم اور تعدی پر ایک دوسرے کی مدد مت کرو"۔

جو لوگ اتحادیوں کی مدد کرتے ہیں چاہے وہ پیسے سے کریں، چاہے وہ جان سے مدد کریں، جس طرح بھی مدد کریں وہ اسی جز میں داخل ہوں گے۔ وہ کون سی جز ہے یعنی وہ ہے وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ آج یورپ یہ چاہ رہا ہے، اتحادی یہ چاہ رہے ہیں کہ حکومت اسلامی روئے زمین پر باقی نہ رہے۔ سب سے بڑی قوتِ اسلامیہ سلطنت عثمانیہ تھی جس کا بادشاہ کو خلیفۂ اسلام کہا جاتا تھا۔ وہ ہر طرح سے حمایت اسلام کی کرتا تھا۔ جب کہ اس کے برباد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اب جو شخص اتحادیوں کا ساتھ کسی بات میں بھی

دے گا چاہے وہ فوج میں بھرتی کرائے یا خود فوج میں داخل ہو کر جائے یا وہ اپنے عمل سے، کلام سے، اپنی تقریر سے، اپنی تحریر سے ساتھ دے گا، وہ حقیقتاً مخالفِ اسلام ہے اور اسلام کی جڑ کھودنے والا ہے!

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی صورتوں میں فرماتے ہیں:

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح بخاری)

"جس شخص نے ہم پر یعنی مسلمانوں پر ہتھیار کو اٹھا، وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

جو لوگ کہ فوج میں بھرتی ہو کر اس طرز پر اتحادیوں کی اور مخالفین اسلام کی مدد کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو دیکھیں کہ آیا وہ مسلمان باقی رہ سکیں گے یا نہیں؟ میں اس متعلق واقعات جو کہ بہت کچھ واقع ہو چکے ہیں دکھلانا نہیں چاہتا۔ فقط ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، جس کا مجھ سے ایک آسٹریلین مسلمان نے ذکر کیا تھا اور نہایت وثوق کے ساتھ میں ذکر کرتا ہوں اور اس نے ایک عیسائی آسٹریلین سے جو کہ درۂ دانیال پر خود موجود تھا اس سے یہ نقل کیا ہے۔ چونکہ یہ واقعہ عیسائی کے بیان سے ہے، عیسائی جو کہ مخالف تھا اسلام کا، وہ خود اس واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس لیے ایک قابلِ عبرت واقعہ ضرور ہو گا، اور لوگوں کو اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ آج مخالفین اسلام کی مدد کر کے کیا ہم اسلام پر باقی رہ سکیں گے یا نہیں؟

یہ آسٹریلین مسلمان کہتا ہے کہ جس وقت التوائے جنگ [6] کے بعد آسٹریلین فوجیں واپس آئی ہیں، میں آسٹریلیا میں موجود تھا۔ ایک قہوہ خانہ میں ان کا اجتماع ہوا، وہ آپس میں باتیں کرنے لگے تو ایک واقعہ انہوں نے ذکر کیا۔ اس سے ایک بات خاص اور بھی معلوم ہو جائے گی کہ ہندوستانیوں نے اس جنگ میں اپنے لیے کیا حصہ لیا اور کیسی سرخروئی یا سیاہ روئی کمائی ہے۔ آسٹریلین عیسائی بیان کرتا ہے کہ "میں بھی خندق میں موجود تھا اور میرے ساتھ چند ہندوستانی سپاہی تھے جن میں دو مسلمان تھے۔ میں دیکھتا تھا کہ دو تین روز سے آپس میں جھگڑا ہوتا تھا اور باتیں ہوتی تھیں۔ میں سمجھتا نہ تھا مگر اندازہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ ہتھیار چھوڑ کر ترکوں سے جا ملے مسلمان ہونے کی وجہ سے اور دوسرا ساتھی یہ چاہتا تھا کہ ایسا نہ کیا جائے اور اس کو روکتا تھا۔ ایک یا دو روز یہ جھگڑا ہوتا رہا، آخر میں ان میں سے ایک شخص ہتھیار چھوڑ کر وہیں پھینک کر ترکوں کی خندق کی طرف بھاگا، وہ چند قدم آگے بڑھا ہو گا کہ اس کے دوسرے ساتھی نے شور مچایا

[6] جنگِ عظیم اول

اور دوسرے سپاہیوں سے کہا کہ یہ ترکوں سے ملنے جاتا ہے، تم اس کے اوپر گولی پھینکو۔ گولی ماری گئی، وہ بیچ میں پہنچا تھا کہ اس کے گولی لگی اور وہ مر گیا۔ اب اس واقعہ کو سنئے، وہ آسٹریلین کہتا ہے کہ بیچ میں جہاں وہ آدمی گرا تھا' وہاں کوئی آدمی نہ جا سکتا تھا۔ اس لیے کہ اگر ترکوں میں سے کوئی آدمی پہنچے تو ہم گولی مارتے اور اگر ہم میں سے کوئی آدمی پہنچے تو وہ گولی مارتے۔ پھر گرمی کا وقت تھا، اگر کوئی میت، کوئی مردہ وہاں پر باقی رہتا تو چند گھنٹے بعد اس کا جسم کالا پڑ جاتا تھا اور بدبو واقع ہو جاتی، مگر واقعہ یہ ہوتا ہے کہ رات کو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی لاش کے پاس ایک شمع روشن ہے، ایک چراغ جل رہا ہے، ہم نے لائٹ کے ذریعے سے پورے طور پر دیکھنا چاہا کہ کوئی آدمی پاس آیا ہو یا کسی نے چراغ دکھایا ہو، کوئی شخص معلوم نہیں ہوا"۔ وہ کہتا ہے کہ "دو تین روز تک ہم دیکھتے رہے کہ ایک شمع اُس جگہ موجود رہی"۔

یہ کوئی واقعہ نیا نہیں ہے بلکہ بخاری شریف جن حضرات نے پڑھی ہے ان کو معلوم ہو گا کہ بعض حضرات جو شہید ہوئے ان کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا اور ان کی لاش کے قریب روشنی ایک مدت تک پائی گئی ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ جب دو تین روز کے بعد مُردوں کے اٹھانے کی اجازت ہوئی تو اس وقت اس کی لاش اٹھائی گئی تو اس کی لاش میں نہ رنگت میں کوئی فرق واقع ہوا تھا گویا کہ ابھی وہ شخص مرا اور نہ اس کے جسم میں کوئی بدبو پیدا ہوئی تھی، نہ اس کی کسی چیز میں کوئی تغیر پیدا ہوا تھا۔

تو یہ اس شخص کی حالت ہوئی، مگر وہ کہتا ہے کہ جس نے گولی مروائی تھی یعنی اُس کا دوسرا ساتھی، اُس کی حالت یہ ہوئی کہ چند گھنٹوں کے بعد ایک گولی اس کی پیشانی پر لگی تو اس کی جبڑے کی ہڈی اس طرح سے باہر نکل آئی جیسے کہ سور کا منہ ہوتا ہے، رنگت سیاہ ہو گئی۔ وہ کہتا ہے کہ جس شخص نے گولی ماری تھی اُس شخص کے، اُسے گولی پیشانی پر لگی اور جبڑے کی ہڈی اس طرح سے آگے نکل آئی کہ منہ نہایت لمبا ہو گیا اور صورت بہت جلد سیاہ ہو گئی، بالکل سور کی سی صورت ہو گئی[7]۔

[7] شہدا کی کرامت کا ایک صدی قبل رونما ہونے والا یہ واقعہ پہلا اور آخری واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ آج بھی قندھار سے وزیرستان اور ادلب سے مقدیشو تک اس مبارک جہادی تحریک کے شہدا کے حوالے سے ایسی کرامتیں دیکھنے والے ہزارہا اہلِ ایمان موجود ہیں۔ جب کہ دوسری طرف کفار اور اُن کے صف اول کے اتحادیوں کی لاشیں کس طرح چند ہی گھنٹوں میں بدبو چھوڑتی اور پورے ماحول کو متعفن بنا دیتی ہیں، اس کا مشاہدہ بھی ہر روز ہوتا ہے! [ادارہ]

یہ بیان کسی مسلمان کا خاص کر نہیں ہے۔ عیسائی بیان کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس میں تمہارے مذہب کی حقانیت کے یہ دلائل ظاہراً موجود ہیں۔ اور فقط اس واقعہ کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، ایسے واقعات بہت سے ہیں۔ عراق اور درۂ دانیال میں اور بصرہ میں فوجیوں کے سامنے پیش آئے ہیں۔ مگر ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کر کے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ دیکھئے! آپ ان عیسائیوں کی، ان کافروں کی، جن دشمنانِ خدا اور رسول کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوئے ہیں، خواہ آپ اس کے دفتر میں نام لکھائیں جہاں دشمنوں کا نام لکھا ہے اور جو کہ دشمنوں کا دفتر ہے یعنی غلام سبھا کا دفتر، خواہ آپ اس میں چندہ دیں، خواہ اس میں فوجیں بھرتی کروائیں، تھوڑی مدد ہو یا بہت ہو۔ تو دیکھئے! جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کثر سواد قوم فھو منھم (مسند ابی یعلیٰ)

جس نے کسی قوم کی جماعت کو بڑھا دیا، یعنی وہ اس جماعت میں شریک نہیں تھا حقیقتاً، نہ ان کی مدد کرنا چاہتا تھا، مگر تماشا دیکھنے کے واسطے یا کسی اور وجہ سے اس جماعت میں آ کر بیٹھ گیا تو وہ اسی جماعت میں سے ہو گا۔ جب آپ نے دشمنانِ خدا اور رسول کے دفاتر میں اپنا نام بڑھایا تو ان کی جماعت کو بڑھا دیا۔ جب آپ نے فوج میں کسی کو بھرتی کرا دیا یا یہ کہ خود بھرتی ہوئے اگرچہ آپ کے دل میں ایمان تھا اور آپ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے، مگر خیال کیجیے کہ اس وجہ سے آپ نے دشمنانِ اسلام کی تقویت دی، آپ کا کیا حال ہو گا؟ قرآن کہتا ہے:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (النساء:۹۳)

"جو کسی مسلمان کو قتل کرے گا جان بوجھ کر، قصداً تو اس کی جزا کیا ہے؟ جہنم! ہمیشہ رہے گا اس جہنم میں، اور اللہ کا غصہ ہو گا اس پر اور اس کی لعنت ہو گی اس پر، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے بہت سخت عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

پھر کیا کسی مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ وہ ایسی فوجوں میں بھرتی ہو جس کے اندر اعلانیہ طور پر مسلمانوں سے مقابلہ کا حکم دیا جاتا ہے، کیا آپ فوجوں میں بھرتی ہو کر اپنے آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت میں گورنمنٹ کسی مسلمان قوم کے مقابلہ میں بھیجے تو ہم وہاں نہیں جائیں گے۔ بہت سے لوگوں نے مصر میں کہا، عراق میں کہا اور انکار کیا جانے سے تو ان کو گولی مار دی گئی۔

مجھ سے خود جرنیل احسن پاشا[8] نے مالٹا میں ذکر کیا، جس وقت میں حضرت مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ سے ملنے کے لیے گیا تو وہ باتیں اس نے بیان کیں، وہ بہت افسوس، نہایت الم اور درد ظاہر کرتے تھے اہلِ ہند پر۔ وہ کہتے تھے کہ اہلِ ہند سے ہم کو بہت زیادہ شکایت ہے۔ ہم نے ہند پر چڑھائی نہیں کی تھی، ہم نے ہندوستان کے مسلمانوں یا ہندوؤں کو کبھی کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا تھا، ہم نے ملک نہیں چھینے تھے، ان کی دولت، عزت و آبرو کو برباد نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کے ماسوا ہمارے علائق قلوب اور دین کے ان کے ساتھ مترتب تھے۔ ہم اور ہندوستانی لوگ ایک مذہب کے ہیں، ایک نسل کے اور ایک براعظم کے رہنے والے ہیں، ہم کو بہت کچھ اتحادات تھے، ہم کو اس بات کی امید تھی کہ جس وقت ہم کوشش کر رہے ہیں کہ تمام مشرق 'مغربی برائیوں سے آزاد ہو جائے، ہماری اصل غرض یہی تھی کہ ہم مسلمانوں کو آزاد کرائیں، تو اُن کا فرضِ منصبی تھا کہ وہ ہماری مدد کرتے، مگر مدد تو درکنار اُنہوں نے ہمارے مقابلے میں فوج کشی کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے 'مسلمانوں لوگوں کو' جو اسیر ہو کر ہمارے سامنے آئے ہم نے ان سے دریافت کیا کہ تم بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہو، ہم بھی کہتے ہیں۔ تو پھر کیوں تم نے ہمارے اوپر بندوقیں اٹھائیں؟ انہوں نے جواب دیا اپنے گلے کی طرف اشارہ کر کے کہ اگر ہم بندوقیں نہ اٹھاتے تو ہمارے گلے کاٹے جاتے۔ یہ کس وجہ سے؟ کہ مسلمان کو بھرتی کر کے لے جاویں اور مسلمان یہ کہیں کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے تو ان کو گولی ماری جاتی ہے اور بہت سے لوگوں کو گولی ماری گئی!

حضرات! میں یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ جب آپ کسی قسم کی کوئی مدد دشمنانِ اسلام کی کرتے ہیں تو آیا آپ کو اس بات کی امید ہے کہ آپ کا خاتمہ ایمان پر ہو سکے گا؟ اور کیا آپ کو امید ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے قیامت کے دن آپ کامیاب ہو سکیں گے؟ کیا آپ کو امید ہے کہ جناب باری سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کل کو سرخروئی کسی قسم کی حاصل ہو جاوے گی؟

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

[8] خلافتِ عثمانیہ کے ایک کمان دان

حال کے تقاضے کے مطابق دعوتِ دین دیجیے!

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

زیرِ نظر خط کا پس منظر القاعدہ برِّصغیر کے ایک مرکزی قائد، داعیٔ دینِ متین و جہاد فی سبیل اللہ، استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ سے بذریعۂ خط پوچھے گئے ایک سوال کا جواب ہے۔ محترم استاد صاحب نے شعبۂ صحافت سے منسلک پاکستانی میڈیا کے ایک معروف تجزیہ کار کو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے دعوتی والنامہ بھیجا۔ اس والنامہ میں موصوف صحافی شخصیت کی اتفاقی دینی دعوتی امور میں تحسین کی گئی اور ان اتفاقی امور میں اُن سے نصائح لینے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ والنامہ کی تحریر پڑھ کر عالمی جہادی تحریک القاعدہ برِّصغیر کے شعبۂ دعوت سے منسلک ایک بھائی کے دل میں سوال ابھرا کہ ''عالمی جہاد کے دعوتی امور میں نابلد و ناواقف صحافی سے مشورہ و رہنمائی طلب کرنے کا کیا معنیٰ؟'' استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ نے سوال کے اندر چھپے مرض (حال کے تقاضے کے مطابق دعوت پیش نہ کرنا یعنی اندھی مخالفت میں مخالف کو اپنی دعوت دیتے وقت اُس کی اچھائیوں کو یکسر پس پشت ڈالنا یا دعوت دیتے وقت مخالف کی تمام ذہنی و نظریاتی صورتِ حال کا عدم خیال) کی تشخیص فرما کر اہم ترین دعوتی اصولوں کی جانب توجہ دلائی۔

یہی وہ مرض ہے جس نے ماضی و حال میں دینی و جہادی تحریکات کے مبارک ثمرات و نتائج سمیٹنے اور دین کی حقیقی دعوت سے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو محروم رکھا۔ یہ جوابی تحریر مجاہدین و داعیانِ دین اور تمام اہلِ اسلام کے مفادِ عامہ کی غرض سے مجلہ 'نوائے افغان جہاد' میں نشر کی جا رہی ہے۔ یقیناً اہلِ ایمان کے سوال و جواب میں بھی امتِ مسلمہ کی اصلاح پنہاں ہے، وللہ الحمد۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد

اسامہ محمود کی طرف سے

محترم و محبوب بھائی رافع کی خدمت میں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [۶ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ]

اللہ آپ کی حفاظت فرمائے اور دنیا و آخرت کی جملہ بھلائیوں سے نوازے، آمین۔

پیارے بھیا! عبد القادر بھائی کے نام خط میں محترم تجزیہ کار کے نام خط پر آپ کی رائے پڑھی، یہ خط اسی ضمن میں لکھ رہا ہوں۔ جہاد میں موجود ہر بھائی ہی ایک ہیرا ہے مگر داعی ساتھیوں کا معاملہ تو چونکہ زیادہ نازک ہے اس لیے آپ کو فوراً لکھنے کا ارادہ کیا۔

پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے ملاحظات بھجوائے۔ اللہ اجر دے، اصلاح کی یہ تڑپ زندہ رکھے اور اللہ ہم سب کی ہر پل رہنمائی فرمائے، آمین۔

پیارے بھیا! محترم تجزیہ کار صحافی سے اظہارِ محبت اور ان سے نصیحت کے تقاضے کا ایک مطلب یہ نکلتا ہے کہ تجزیہ کار صحافی صاحب ایسی قد آور دینی شخصیت ہیں جن کی نصائح کے ہم مجاہدین واقعی محتاج ہیں اور ان سے رہنمائی ہمارے لیے باعثِ سعادت ہوگی۔ اگر تو آپ نے میرے خط سے یہ سمجھا ہے تو پھر آپ کا حیران ہونا اور محسوس کرنا سو فی صد بجا ہے۔ مگر میں ان تجزیہ کار صحافی صاحب کو کسی بھی طور پر ایسی شخصیت نہیں سمجھتا ہوں۔ محترم کا نہ دینی فہم مذکورہ سطح کا ہے اور نہ ہی ان کے سارے افکار ہماری دعوت کے موافق ہیں۔ ایسی شخصیت سے جہادی معاملات میں رہنمائی لینا اور انہیں پیر و مرشد کا درجہ دینا سادگی ہی کہلائے گا۔ خط کا مقصد ان سے رہنمائی لینا نہیں بلکہ انہیں اپنی [دعوت کی] طرف راغب کرنا ہے۔ محترم کو تبادلۂ خیال کے لیے آمادہ کرنا اور پھر اس ذریعے سے انہیں دعوت پیش کرنا میرا ہدف ہے۔ پچھلے دو تین ماہ کی میڈیا کی خبریں اور تجزیہ کار صحافی صاحب سمیت تمام اینکرز کے اکثر پروگرام میرے علم میں آئے۔ یہ تجزیہ کار صحافی صاحب نظام کے باغی اور جہاد کے موافق قطعاً نہیں ہیں، دین کا فہم بھی ناقص ہے، جدت پسندی واضح ہے، پاکستانیت کے نام پر نظام سے وفاداری بھی کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے، محترم پاکستان کو اسلامی ریاست سمجھتے ہیں اور اس کی 'سالمیت' و دفاع کے لیے مرنے والوں کو چار و ناچار شہید بھی کہہ دیتے ہیں۔

مگر اس سب کچھ کے باوجود یہ بھی عدل نہیں ہوگا کہ ان تجزیہ کار صحافی صاحب کو نجم سیٹھی، حسن نثار اور وسعت اللہ خان جیسوں کی صف میں شمار کرکے ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جائے۔ مذکورہ صحافی جس قبیل کے ہیں، ان کو لکھتے وقت پہلا کام اللہ کا وجود ثابت کرنا، خوفِ خدا دل میں اتارنا اور فکرِ آخرت ذہن میں ڈالنا ہوگا... جب کہ اِن سینئر صحافی کو ان اساسی امور کی دعوت ضروری نہیں ہے اس لیے کہ وہ خود ان کے داعی ہیں۔ ان کا فہم اور دعوت چاہے جتنی بھی ناقص ہو، مگر یہ ناقص دعوت 'دین دشمنی یا بے دینی پر مبنی نہیں ہے، قیامِ خلافت و نفاذِ شریعت کی فکر پیدا کروانا، جمہوریت کی جزوی مخالفت کرنا، سیکولرازم اور لبرل ازم پر نقد اور اسلامی تاریخ سے نسبت جوڑنا آپ کے اہم موضوعات ہیں۔ گویا ان تجزیہ کار صحافی صاحب کی شخصیت کا مختصراً تجزیہ اگر کیا جائے تو وہ اس طرح ہے کہ یہ خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہیں!

یہاں تک پہنچنے کے بعد اب میں دعوت و اصلاح کے چند مُسَلَّم اصول نقل کرنا چاہوں گا۔ اس بحث میں اِن سینئر تجزیہ کار صحافی صاحب کا یہ معاملہ ایک طرف رکھتے ہوئے بطورِ داعی ہمارا اسلوب اور اندازِ تعامل کیا ہونا چاہیے، اس پر بات کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ یہ اصول ہمارے تعامل میں مفید ثابت ہوں گے، ان شاء اللہ۔

مسجدِ اقصیٰ

لکھتے ہیں تیرے غم میں نظم مسجدِ اقصیٰ
بے بس تو ہیں بے حس نہیں ہم مسجدِ اقصیٰ

نبیوں کی امامت کے لیے تجھ میں کھڑے تھے
معراج کی شب شاہِ اُمم مسجدِ اقصیٰ

ابنِ جموح سا جوش نہیں قلب میں لیکن
مانگی ہے دعا دیدۂ نم مسجدِ اقصیٰ

حالات کی زنجیر ہے پاؤں میں ہمارے
بزدل نہیں خدا کی قسم مسجدِ اقصیٰ

غفلت میں گرفتار ہیں لیکن نہیں بھُولے
حضرتِ عمر کے نقشِ قدم مسجدِ اقصیٰ

جو تیری محبت میں لڑے تیرے عدو سے
برسے گا اُس پہ ابرِ کرم مسجدِ اقصیٰ

کچھ سرپھرے لڑتے ہوئے تجھ پہ فدا ہوئے
ہم بھی کریں تاریخ رقم مسجدِ اقصیٰ

ہم پاک و ہند والے تیرے ہوں مقتدی
ہر اک حصار ہوگی ختم مسجدِ اقصیٰ

ہُدہُد الہ آبادی





ایک کروڑ مصلحت پسند علمائے سوء سے وہ ایک مجاہد افضل ہے جو وقت کے فرعون کے خلاف اپنی خوشیاں اور آسائشیں قربان کرکے جہاد کا رستہ اپناتا ہے۔

یہ امت کے وہ حقیقی محسن ہیں جو امت مسلمہ کو کفر و طاغوت کا غلام بنتا نہیں دیکھ سکتے۔

انہیں پہچانو،انہیں سمجھو،ان کے قریب ہوجاؤ ،ان کے قافلے کا ساتھی بنو .... واللہ دنیا اور آخرت کی بادشاہیاں ملیں گی...

دل کے اطمینان اور سکون کو جاننے والے اگر جہاد کے رستے میں نکلیں تو انہیں پتہ چلے کہ دنیا کی بادشاہی اور سکون کسے کہتے ہیں۔

واللہ کچھ نہ ہونے کے باوجود آپ یوں محسوس کریں گے جیسے یہ دنیا میری جاگیر ہے اور میں اس کا مالک ہوں اور میں ہی وہ واحد شخص ہوں جس کا کوئی غم نہیں.

آزما کر دیکھئے!

بولتی تصویریں





یہ دو تصویریں ریاست کے تمام شعبوں سمیت عوام پر مسلط کردہ نظریے اور رٹ کی بھرپور عکاسی کر رہی ہیں... سکولوں کالجوں کے ذریعے وطن پرستانہ مذہب قبول کروایا جا چکا, مذہبی سیاسی جماعتیں بھی کالعدم قرار دیے جانے کے خوف سے اور اپنا تشخص معتدل اور غیر مضر ثابت کروانے کی جدوجہد میں اس مذہبِ وطنیت کو اپنے مذہب میں ضم کر چکیں.... اب رہ گئے مٹھی بھر سر پھرے جن کے لیے ان کا سب کچھ اللہ کے کلمے کی سربلندی ہے.. اور وہ اس جھنڈے کو کسی صورت ان صلیبی غلاموں کے پاؤں تلے آنا تو درکنار... اس کے مقابل کسی دوسرے اندھے جھنڈے کو بلند ہوتے دیکھنا بھی برداشت نہیں کر سکتے.... اب جنگ تو صرف انہی سے ہو گی.... انہیں کوئی شبہ نہیں ... وہ کس خیمے میں ہیں...

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً
ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ (الانفال:٣٦)

”بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے، پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے، پھر (بالآخر) یہ مغلوب ہو جائیں گے اور کفار کو دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا“۔


NEW PENTAGON DATA: America has spent $250 MILLION A DAY on war every single day for the last 16 years

Defense Department: The War On Terror Has Cost $250 Million A Day For 16 Years
ibtimes.com

کسی سے اختلاف کرتے ہوئے کن امور کا خیال ضروری ہے؟ مخالف کون ہیں؟ اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟ اس کی بنیاد پر تعامل کیا ہو؟ کب محبت واحترام کا تعلق رکھنا ہے اور کب نفرت وعداوت لازمی ہے؟ کس سے تعلق توڑنا واجب ہے اور کس کے ساتھ تعلق رکھنا ضروری ہے؟ کسی میں منکر دیکھ کر اس کے معروف کا اعتراف بھی منع ہے یا اچھائی کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے برائی سے روکنا اصلاح کا دروازہ ہے؟

پیارے بھیا! یہ انتہائی اہم موضوعات ہیں۔ یہ فقہ الاختلاف ہے۔ ہم داعی حضرات بعض اوقات اس میدان میں ٹھوکر کھاتے ہیں اور ہمارا رویہ دوسرے کو حق سے مزید دور کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ درج ذیل سطور میں علماء کے اقوال کے ذریعے تفصیل رکھنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ سب سے پہلے مجھے اس کا فہم دے اور اس پر عمل کی توفیق سے نوازے۔ موضوع اہم ہے اس لیے تھوڑا وقت لوں گا۔ نکات کی صورت میں آگے بڑھوں گا:

- کافر سے نفرت اور دشمنی لازم ہے چاہے وہ آپ کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے جب کہ مؤمن کے ساتھ حمایت اور محبت کا تعلق ہو گا چاہے وہ آپ پر ظلم کرے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلْيَعْلَمْ أَنَّ الْمُؤْمِنَ تَجِبُ مُوَالَاتُهُ وَإِنْ ظَلَمَكَ وَاعْتَدَى عَلَيْكَ وَالْكَافِرُ تَجِبُ مُعَادَاتُهُ وَإِنْ أَعْطَاكَ وَأَحْسَنَ إِلَيْكَ؛ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ الرُّسُلَ وَأَنْزَلَ الْكُتُبَ لِيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَيَكُونُ الْحُبُّ لِأَوْلِيَائِهِ وَالْبُغْضُ لِأَعْدَائِهِ وَالْإِكْرَامُ لِأَوْلِيَائِهِ وَالْإِهَانَةُ لِأَعْدَائِهِ وَالثَّوَابُ لِأَوْلِيَائِهِ وَالْعِقَابُ لِأَعْدَائِهِ

یہ بات خوب ذہن نشین کرلیں کہ مومن بندے سے موالات لازمی و ضروری ہے اگرچہ وہ آپ پر ظلم وزیادتی کرے۔ کافر سے معادات یعنی دشمنی رکھنا ضروری ہے اگرچہ وہ آپ کے ساتھ احسان وعطا کا معاملہ رکھے۔ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ تمام کا تمام دین اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص ہو جائے اور اللہ پاک کے محبوب دوستوں سے محبت اور ان کے دشمنوں سے بغض رکھا جائے، اللہ پاک کے اولیاء کا اکرام اور ان کے دشمنوں کی اہانت ہو اور اللہ جل وعلا کی محبوب ہستیاں ثواب کی مستحق اور ان کے دشمنوں کے لیے پکڑ ثابت ہو جائے۔

- کافر سراپا شر ہوتا ہے جب کہ مؤمن اپنے ایمان کی بدولت خیر سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ عمل صالح کی نسبت یہ خیر کم اور زیادہ ہو سکتی ہے۔
- کسی مسلمان میں خیر وشر اور نیکی وگناہ اگر جمع ہو جائیں تو اس میں موجود خیر کی نسبت اس کے ساتھ محبت اور موالات کا تعلق ہو گا جب کہ جتنا اس میں شر ہو گا، اتنی اس سے نفرت اور برأت ہو گی۔ گویا ایسے شخص کے ساتھ بیک وقت محبت بھی ہو گی اور نفرت بھی، ایک وقت میں اس کی عزت بھی ہو گی اور اہانت بھی۔ اہل سنت والجماعت کا یہ مبنی بر عدل مسلک ہے جب کہ خوارج کے ہاں ایک شخص یا تو سو فی صد قابلِ نفرت ہو گا یا سو فی صد قابلِ محبت۔ ان اصحابِ غلو کا طریقہ ہے کہ یہ یا تو ایک شخص کو کلیتاً رد کرتے ہیں اور اس میں موجود خیر سے بھی انکار کرتے ہیں اور یا اس کو اس میں موجود شر کے باوجود مکمل طور پر محبوب ٹھہراتے ہیں اور اس کی خامیوں کو بھی خوبیاں گردانتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا اجْتَمَعَ فِي الرَّجُلِ الْوَاحِدِ خَيْرٌ وَشَرٌّ وَفُجُورٌ وَطَاعَةٌ وَمَعْصِيَةٌ وَسُنَّةٌ وَبِدْعَةٌ: اسْتَحَقَّ مِنَ الْمُوَالَاةِ وَالثَّوَابِ بِقَدْرِ مَا فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ وَاسْتَحَقَّ مِنَ الْمُعَادَاةِ وَالْعِقَابِ بِحَسَبِ مَا فِيهِ مِنَ الشَّرِّ فَيَجْتَمِعُ فِي الشَّخْصِ الْوَاحِدِ مُوجِبَاتُ الْإِكْرَامِ وَالْإِهَانَةِ۔۔۔ هَذَا هُوَ الْأَصْلُ الَّذِي اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَخَالَفَهُمُ الْخَوَارِجُ وَالْمُعْتَزِلَةُ وَمَنْ وَافَقَهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَجْعَلُوا النَّاسَ لَا مُسْتَحِقًّا لِلثَّوَابِ فَقَطْ وَلَا مُسْتَحِقًّا لِلْعِقَابِ فَقَطْ.

جب کسی شخص واحد میں خیر وشر اور فسق وفجور، اطاعت ونافرمانی اور سنت و بدعت اکٹھی ہو جائیں تو وہ اُس قدر موالات واجر کا مستحق ہو گا جتنی اس میں خیر ہو گی جب کہ معادات اور سزا کا اسی قدر مستحق ہو گا جتنا اس میں شر ہو گا۔ لہٰذا ایک ہی شخص کے اندر اکرام و اہانت دونوں پہلو جمع ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ اصول ہے جس پر اہلِ سنت والجماعت کا اتفاق ہے جب کہ خوارج اور معتزلہ نے اس بابت ان سے اختلاف کیا ہے۔ ان کے ہاں مخلوق یا فقط اجر وثواب کی مستحق ہے یا فقط سزا کی۔

- اللہ ربّ العزت دشمنوں کے ساتھ تعامل میں بھی عدل کا حکم دیتا ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا** هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

یہود ونصاری اپنے مخالف کی خوبیوں سے بھی انکار کرتے تھے، مخالف کو مکمل طور پر رد کرنا ان کا طریقہ تھا۔

اللہ کا فرمان ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ

> یہود کہتے ہیں نصاریٰ کسی کام کے نہیں ہیں، ان میں کوئی خوبی نہیں اور نصاریٰ کہتے یہود بالکل فارغ ہیں۔

اس کے برعکس جب اللہ یہود کی مذمت کرتے ہیں تو خامی کے ساتھ ساتھ خوبی بھی بیان کرتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں:

> ’’یہود میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو ایک چونّی بھی اگر دو تو وہ لے کر بھاگ جائیں گے اور کبھی واپس نہیں کریں گے مگر ان میں ایسے بھی ہیں جن کے پاس آپ خطیر مال بھی اگر امانت رکھوائیں تو وہ من وعن واپس لوٹادیں گے‘‘۔

مسلمانوں کے ساتھ اختلافی امور میں تعامل کا طریقہ کار:

مسلمان کے ساتھ اختلاف کی صورت میں عدل کا دامن نہ چھوٹنا تو بدرجۂ اولیٰ لازم ہے۔ مخالف کی خامی بیان کرتے وقت اس کی خوبی کا اعتراف کرنا ضروری ہے۔ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ’’لوگوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے دو شرائط کا خیال ضروری ہے؛ پہلی شرط یہ کہ علم کی بنیاد پر بات ہو جہل پر نہیں، یعنی مذکورہ شخص کے بارے میں پوری معلومات آپ کے پاس ہوں اور پھر بات کرتے وقت اس کا شرعی حکم بھی آپ جانتے ہوں... دوسری شرط یہ کہ عدل پر مبنی بات ہو ظلم پر نہیں۔ بعض اوقات علم تو ہوتا ہے، مخالف کی بعض خوبیوں کو ہم جانتے ہیں مگر مخالفت کے سبب ان خوبیوں کا انکار کرتے ہیں یا چھوٹی خامی کو بڑی اور بڑی خوبی کو چھوٹی بیان کرتے ہیں... یہ ظلم ہے!‘‘[1]

- ایک مجاہد عالمِ دین کا بہت ہی پیارا قول ہے، فرماتے ہیں:

> ’’ ہر انسان خطاکار ہے، انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی شخص خطا سے پاک نہیں۔ جب کسی شخص یا جماعت کی خامی یا خطا کا ہمیں علم ہو جائے تو یہ جائز نہیں کہ اس خطا کی بنیاد پر اُس پوری شخصیت یا پوری جماعت کو ہم زمین پر اٹھا پھینکیں اور اس کو کلیتاً رد کر دیں۔ ہم پر لازم ہے کہ خوبیوں اور خامیوں کے درمیان موازنہ کریں۔ جو خامیاں ہوں، ان سے ہم بچیں، دوسروں کو تنبیہ کریں اور جو خوبیاں ہوں، ان کی ہم تعریف کریں اور انہیں قبول بھی کریں۔ یہ طریقہ عدل کا ہے‘‘۔[2]

شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ نے بھی یہ اصول افراد اور جماعتوں کے ساتھ تعامل کے تحت لکھا ہے۔ کچھ عرصہ قبل امیر محترم (مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ) نے بتایا کہ امام ابنِ حجر رحمہ اللہ نے بھی یہ اصول لکھا ہے اور یہ اہل سنت والجماعت کا افراد اور گروہوں کے ساتھ تعامل کا بنیادی قاعدہ ہے۔

شیخ أیمن الظواہری حفظہ اللہ نے جہادی عمل سے متعلق عمومی ہدایات میں دینی جماعتوں کے ساتھ تعامل کا طریقہ بھی یہی بتایا ہے کہ ان کی خوبیوں کی تعریف کریں گے اور ان کی خامیوں پر انہیں نصیحت کریں گے۔ اعلانیہ غلطیوں پر اعلانیہ نصیحت اور خفیہ کوتاہیوں پر خفیہ نصیحت ہوگی۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

> ’’وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دین کے انصار گھٹتے چلے جائیں گے۔ ایسے وقت میں انصار کی خوبیوں کو دیکھا کرو اور ان کی خامیوں سے درگزر کیا کرو‘‘۔

شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ نے اس حدیث کی شرح ظاہری معنیٰ سے تھوڑا وسیع تر معنیٰ میں کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

> ’’دین کی اس غربت کے دور میں جو شخص بھی دین کی دعوت دیتا ہے اور کسی درجہ پر دین کی نصرت کرتا ہے تو ہمیں اُتنا اُتنا اس کا شکر گزار ہونا چاہیے، اس کی ناقدری نہیں کرنی چاہیے اور جو خامیاں اس میں ہوں، ان خامیوں کی شفقت کے ساتھ اصلاح کرنی چاہیے۔ خامیوں کی بدولت اس کی اچھائیوں کی نفی نہیں کرنی چاہیے۔ اچھائیوں پر حوصلہ افزائی ضروری ہے جب کہ برائیوں پر تنبیہ اور ان کی اصلاح لازمی ہے‘‘۔

- **معروف یا نیک عمل کو حقیر سمجھنا بہت بڑی خطا ہے!**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا

نیکی چھوٹی ہو یا بڑی، آپ کر رہے ہوں یا کوئی دوسرا، آپ کا حامی کر رہا ہو یا آپ کا مخالف... نیکی نیکی ہوتی ہے اور اس کی تحقیر سے ہمیں بچنا چاہیے۔ کسی شخص کی نیکی کو اس وجہ سے نیکی نہ سمجھنا کہ یہ شخص برا عمل بھی کر رہا ہے صحیح نہیں ہے۔ نیکی کا احترام اپنی جگہ ہے اور برائی سے نفرت اور اس کا وبال اپنی جگہ ہے۔

- اگر ہم کسی مسلمان کو منکر کا مرتکب پائیں، تو تین امور ضروری ٹھہرتے ہیں:

---

[1] قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله في منهاج السنة: (... والكلام في الناس يجب أن يكون بعلم وعدل لا بجهل وظلم كحال أهل البدع)

[2] الموازنة بين الإيجابيات والسلبيات: تقدم أن تكلمنا أن كل بني آدم خطّاء، وأنه لا يسلم من الخطأ أحد سوى الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، فإذا عُلم ذلك فلا يجوز أن نطرح أرضاً كل ما عند ذلك الفرد أو تلك الجماعة بل يجب علينا أن نقارن بين السلبيات والإيجابيات، فأما السلبيات فتجتنب، وأما الإيجابيات فيؤخذ بها، فإذا فعلنا ذلك فقد عَدَلْنا وأنصفنا،

پہلا اَمر: خود اس منکر سے دور رہنا اور اس سے بچنا... کوئی شراب پی رہا ہو، تو اس کے دستر خوان پر بیٹھنا منع ہے۔ دین کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ محفل میں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ **حَاضِرُ الْمُنْکَرِ کَفَاعِلِهٖ** منکر میں حاضر ہونے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہے۔ اِلا یہ کہ منکر روکنے کی نیت سے کوئی منکر والی جگہ پر حاضر ہو۔

دوسرا اَمر: لوگوں کو منکر کے مرتکب آدمی جیسا ہونے سے بچانا۔ بعض اوقات منکر کے مرتکب شخص کے ساتھ دوستی و یاری رکھنے سے لوگوں کو یہ پیغام ملتا ہے کہ یہ منکر 'منکر نہیں' معروف ہے اور یہ آدمی مکمل طور پر اچھا آدمی ہے۔ اس بنا پر اگر مصلح، منکر کے مرتکب شخص کے ساتھ تعامل رکھتا ہے تو لوگوں کو اس غلط فہمی سے بچانا اس پر لازم ہے۔

تیسرا اَمر: منکر روکنا فرض ہے! برائی سے روکنا بعض علما کے مطابق درج ذیل حدیث کی رو سے فرض کفایہ نہیں، فرض عین ہے:

من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان

تم میں سے کوئی شخص منکر دیکھے تو اولاً اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے روکے (دل سے روکنے کا معنیٰ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جب مذکورہ پہلی دو صورتوں پر قدرت حاصل ہو گی تو لازماً اس پر عمل پیرا ہوں گا)۔ یہ (آخری درجہ) انتہائی کمزور ایمان کی علامت ہے۔

منکر روکنے کے بھی چند اہم اصول ہیں۔ منکر اور معروف کا علم کہ ان کی حیثیت کیا ہے؟ اجتہادی اور فروعی امر ہے یا نصی۔ ہمارے موضوع کے لحاظ سے دو اصول عرض کرتا ہوں:

پہلا اصول... مصالح و مفاسد کا خیال رکھنا

مصالح اور مفاسد کا دیکھنا ضروری ہے۔ نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا اپنے قول و اسلوب کا پہلے جائزہ لے۔ اگر تو اس کے اَمر اور نہی سے فائدہ ہوتا ہے، برائی میں کمی اور نیکی میں اضافہ ہوتا ہے یا کسی دوسری صورت میں دین و دعوت کا فائدہ اسے نظر آتا ہے تو پھر اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے لیکن اگر اَمر یا نہی سے مفسدہ بڑھنے کا اندیشہ ہو، منکر میں اضافہ کا خدشہ ہو تو پھر اَمر و نہی واجب نہیں بلکہ بعض اوقات حرام ہو جاتا ہے۔ شیخ عبد الکریم زیدان لکھتے ہیں:

القاعدة الثالثة: النظر إلى المصالح والمفاسد، ومعنى ذلك: أن يكون قول الآمر بالمعروف والنهي عن المنكر بفقه ونظر فيما يصلح من ذلك وما لا يصلح، وما يقدر عليه وما لا يقدر عليه، فإذا تعارضت المصالح والمفاسد فيما يأمر به أو ماينهى عن، نظر، فإن كان فيما يقوله أمرًا ونهيًا مصالح أعظم من المفسدة التي تحصل في أمره ونهيه، وجب عليه الأمر والنهي، وإن كان العكس، أي: المفاسد أعظم، لم يجب عليه، بل قد يحرم.

تیسرا قاعدہ ہے کہ مصالح و مفاسد کا خیال رکھا جائے۔ جس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے والا اپنی بات پوری سمجھ داری اور غور و فکر سے رکھے کہ آیا اس میں مصلحت ہے یا مفسدہ اور اِس پر اُس کو قدرت حاصل ہے یا نہیں۔ لہٰذا جب مصالح و مفاسد یعنی نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے میں باہم تعارض کی صورت پیدا ہو جائے تو خوب غور و فکر کرے کہ اس کے نیکی کے حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں مفاسد سے زیادہ مصالح موجود ہیں تو اس صورت میں نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا واجب ٹھہرے گا۔ اگر اس کے برعکس مزید مفاسد بڑھنے کا خدشہ ہے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اُس پر واجب نہیں بلکہ ایسا کرنا حرام ہو گا۔

دوسرا اصول... قطعِ تعلق یا تالیف قلب

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مطابق:

مقصد و ہدف منکر کو روکنا اور اس کی اصلاح ہے۔ اب اگر تو قطعِ تعلق سے اصلاح ممکن ہے تو قطعِ تعلق ضروری ہے مگر اگر آپ کی معاشرتی حیثیت کوئی ایسی قوی نہیں کہ آپ کا تعلقِ قطع کرنے سے فاعل منکر کو چھوڑ دے تو پھر تعلق قائم رکھ کر تالیفِ قلب کی کوشش کیجیے اور تالیفِ قلب کے ذریعے سے منکر کا علاج ہو! منکر کی اصلاح کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؛ یہ آپ کی حیثیت و مقام اور منکر کے مرتکب شخص کی حیثیت و مقام پر منحصر ہے۔ قوت و شوکت کے وقت ایک اسلوب اختیار ہو گا اور ضعف و کمزوری کے وقت دوسرا۔ امام رحمہ اللہ کے مطابق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین جلیل القدر صحابہ کے ساتھ تادیباً قطعِ تعلق کیا حالانکہ ایمان و عمل کے لحاظ سے وہ انتہائی اعلیٰ درجہ پر فائز تھے جب کہ دوسری طرف مؤلفۃ القلوب کے ساتھ تعلق قائم رکھا اور انہیں اموال بھی دیے حالانکہ یہ حضرات [مؤلفۃ القلوب] اُن تین صحابہ سے ایمان و عمل کے لحاظ سے کم تر درجہ کے تھے۔ فائدہ یہ ہے کہ تین صحابہ کے معاملے میں قطع تعلق سے ان کی اصلاح ممکن تھی جب کہ مؤلفۃ القلوب کے ساتھ تعلق قائم رکھنا اور تالیف قلب اصلاح کا ذریعہ تھا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنْ كَانَتْ الْمَصْلَحَةُ فِي ذَلِكَ رَاجِحَةً بِحَيْثُ يُفْضِي هَجْرُهُ إِلَى ضَعْفِ الشَّرِّ وَخِفْيَتِهِ كَانَ مَشْرُوعًا. وَإِنْ كَانَ لَا الْمَهْجُورُ وَلَا غَيْرُهُ يَرْتَدِعُ بِذَلِكَ بَلْ يُزِيدُ الشَّرَّ وَالْهَاجِرُ ضَعِيفٌ بِحَيْثُ يَكُونُ مَفْسَدَةُ ذَلِكَ رَاجِحَةً عَلَى مَصْلَحَتِهِ لَمْ يَشْرَعْ الْهَجْرُ؛ بَلْ يَكُونُ التَّأْلِيفُ لِبَعْضِ النَّاسِ أَنْفَعَ مِنْ الْهَجْرِ.

وَالْهَجْرُ لِبَعْضِ النَّاسِ أَنْفَعُ مِنْ التَّأْلِيفِ؛

اگر مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ اس سے قطعِ تعلقی شر کو کمزور اور کم کر دے تو یہ طریقہ مشروع و جائز ہو گا۔ اگر وہ باز نہ رہے بلکہ مزید شر پیدا ہو جائے، قطعِ تعلقی کرنے والا کمزور و ضعیف اور مصلحت سے زیادہ مفسدہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں قطعِ تعلقی جائز نہ ہو گی۔ بلکہ بسا اوقات کچھ لوگوں کے واسطے تالیفِ قلب قطعِ تعلقی سے زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے اور کچھ لوگوں کے واسطے تالیفِ قلب کی نسبت قطعِ تعلقی زیادہ سود مند ہوتی ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بعض لوگوں کی تالیفِ قلب کرنا اس کے ساتھ قطع تعلق کرنے سے زیادہ مفید ہوتا ہے اور اس سے منکر کی اصلاح ہو جاتی ہے اور بعض لوگوں کے ساتھ قطع تعلق تألیفِ قلب سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔

- **دعوت میں نرمی ضروری ہے!**

اللہ ربّ العزت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف دعوت دینے بھیجتے ہیں تو فرماتے ہیں فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرنا... اللہ رب العزت نے فرمایا:

اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى، فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا

وجہ؟ فرماتے ہیں:

لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى

''ہو سکتا ہے فرعون نصیحت قبول کرے یا اللہ سے ڈر جائے...''

اللہ جانتے تھے کہ فرعون نے غرق ہونا ہے، مگر یہ نصیحت آگے آنے والے داعیوں کے لیے آج بھی موجود ہے۔ جب فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرنے کا حکم ہے تو جب ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں تو پھر تو بدرجۂ اولیٰ نرمی کرنی چاہیے۔

شیخ عبد الکریم زیدان کے مطابق:

''انسان کی فطرت ہے کہ اس کے ساتھ اَمر اور نہی میں اگر نرمی اور شائستگی کا طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ زیادہ قبول کرتا ہے بنسبت سختی اور درشتی کے انداز کے۔ ہو سکتا ہے آپ کی درشتی مخاطب کو عناد میں مبتلا کرے اور وہ ضد میں آکر برائی پر اصرار کرے۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: اگر آپ سخت خو اور سخت دل ہوتے تو یہ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکھر جاتے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض معروف کا امر دیتے تھے اور صرف منکر ہی سے روکتے تھے''[3]۔

ملاحظہ!

<u>نرمی سے مراد حق چھوڑنا اور اصلاح سے پیچھے ہٹنا قطعاً نہیں۔</u> شیخ عطیۃ اللہؒ کے مطابق:

''الرفق هو اللطف، واليسر والسهولة في معالجة الأمر''، یعنی ''شائستگی، آسانی اور سہولت کے ساتھ مسئلے کا علاج کرنا رفق، نرمی ہے''... شیخ عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حصول المطلوب بدون العنف''، یعنی ''سختی کیے بغیر اپنا مطلوب حاصل کرنا نرمی 'رفق' کہلاتا ہے''۔ یہ وہ نرمی ہے جس کا ہمیں امر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "إنّ الله رفيق يحب الرفق في الأمر كله" ''اللہ نرم (رفیق) ہے اور تمام امور میں نرمی پسند کرتا ہے''۔

اس کا یہ مطلب بھی نہیں، کہ جہاں نرمی سے مطلوب حاصل نہ ہو رہا ہو، اصلاح ممکن نہ ہو... وہاں بھی سختی سے گریز ہو... یہ قطعاً نہیں ہے بلکہ ایسے موقعوں پر سختی کرنا عین رفق کہلائے گا! اسلام دینِ فطرت ہے۔ سختی اور مزاحمت سے مکمل طور پر اجتناب گاندھی اور خان عبد الغفار خان / باچا خان کا کفریہ نظریہ تو ہو سکتا ہے، اسلام اس نظریے سے بری ہے! جہاں نرمی سے مطلوب حاصل نہ ہو رہا ہو وہاں پھر باطل کو پھیلنے اور اس کو دوسروں کے لیے فتنہ بننے سے روکنے کے لیے آخری حد تک سختی کرنا بھی فرض ہے اور یہی جہاد ہے! ناسوروں کو ٹھیک کرنے کے لیے ہی اللہ نے تلوار بھیجی ہے۔ کفار کے ساتھ معاملہ بھی تدریجی ہے؛ انہیں نرمی کے ساتھ دعوت دینا، پھر جزیہ دینے پر راغب کرنا، یہ بھی لڑے بغیر اور یہ بھی نرمی ہے، سختی نہیں۔ پھر بھی وہ ڈھیٹ پن کا مظاہر کرتے ہوں اور حق کے سامنے کھڑے ہوں تو پھر تلوار سے علاج کرنا... اور یہ تلوار کا علاج بھی پھر نرمی ہی کہلائے گا۔

جہاد کا مقصد فتنہ کو ختم کرنا ہے، بغاوت کو دفع کرنا ہے اور کفر کا وہ زور توڑنا ہے جو اللہ کے بندوں کو حق سے منع کرتا ہے... مکمل طور پر کافروں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا اس جہاد کا مقصد نہیں۔ اسی طرح بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو نہ مارنے سمیت جہاد کے جملہ قوانین... شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ کے مطابق یہ سب کچھ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام پورا نرمی کا دین

---

[3] إنَّ الإنسان بطبيعته وما فُطِرَ عليه يقبل الأمر والنهي باللطف والرفق ولين القول أكثر من قبوله عن طريق العنف، بل ربما حمله العنف على الإصرار على المنكر مراغمةً للآمر وعنادًا له، وربما دَلَّ على ما نقول قول الله تعالى لرسوله -صلى الله عليه وسلم: {وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ}، مع أنَّه -صلى الله عليه وسلم- لا يأمر إلّا بالمعروف، ولا ينطق إلّا بالحق.

ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں دینِ اسلام کو «الْحَنِیفِیَّةُ السَّمْحَةُ» کا نام دیاہے۔ شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> تعامل میں رفق[نرمی]اصل ہے، غالب احوال میں نرمی سے کام لینا ضروری ہے جب کہ اس کا اُلٹ یعنی عنف (درشتی)استثنائی احوال میں بقدرِ ضرورت اور تدریجاً استعمال ہو گا۔

- **مدارات اور مداہنت میں فرق جاننا ضروری ہے!**

پیارے بھیا! مدارات اور مداہنت کے درمیان فرق کا خیال کرنا داعی حضرات کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ مدارات بعض اوقات مستحب اور مطلوب ہوتی ہیں جب کہ مداہنت حرام ہے۔ شیخ یوسف العییری رحمہ اللہ فرماتے ہیں[4]:

> "مدارات اور مداہنت دو مختلف ابواب ہیں۔ مدارات جائز ہے، جب کہ مداہنت حرام ہے۔ **مدارات مخالف کے ساتھ نرمی اور شائستگی کے ساتھ ایسے انداز میں گفتگو کا نام ہے کہ اس میں مخالف کے باطل کو صحیح نہ کہا جارہا ہو۔ اگر تو اس اچھے اور نرم انداز میں باطل کو ٹھیک بھی کہا جارہا ہو تو یہ پھر مداہنت ہو گی۔** احادیث میں مدارات کی تعریف کی گئی ہے، اس لیے کہ بعض اوقات یہ خوش اخلاقی ہوتی ہے"۔

شیخ یوسف العیری آگے فرماتے ہیں[5]:

> "دنیاوی یا دینی فائدہ کے لیے اپنی دنیا خرچ کرنا مدارات کہلاتا ہے جو مباح ہے اور بعض اوقات مستحب بھی ہوتا ہے۔ جب کہ مداہنت سے مراد دنیاوی فائدے کی خاطر دین پر سمجھوتا کرنا ہے"۔

پیارے بھائی! اس پوری تفصیل کے بعد میں یہ نہیں چاہوں گا کہ یہ بحث محض مذکورہ صحافی صاحب کے خط کے گرد ہی لپٹی سمجھی جائے۔ مگر چونکہ بات ان تجزیہ کار صحافی صاحب کے خط سے شروع ہوئی ہے اس لیے واپس اسی طرف لوٹنا پڑ رہاہے۔ بھیا! مقصد جب ان صاحب کی اصلاح تھا تو اس کے لیے دو راستے سامنے تھے:

پہلا راستہ یہ تھا کہ خوبیوں کا ذکر کیے بغیر بس ان کی خامیوں کی اصلاح پر بات ہوتی اور نقد سے آغاز ہوتا، یا خط میں خوبیوں کا سرسری ذکر تو ہوتا مگر ساتھ ہی خامیوں پر کڑی نقد اور بم باری ہوتی...روکھے سوکھے انداز میں بس اپنی دعوت کا اعلان کرنے کا یہ طریقہ ایک راستہ تھا۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ ان کی خوبیوں کی حوصلہ افزائی کرتا اور خامیوں پر بات اس وقت کے لیے مؤخر کرتا جب وہ سننے کے لیے تھوڑا اپنا آپ پیش کرتے!

میں نے یہی بہتر سمجھا کہ تالیفِ قلب کروں، اور اس کے بعد دعوت پیش ہو...

پیارے بھیا! افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، ہم مجاہدین کے بارے میں مشہور ہے کہ ہم سنتے نہیں، بس سناتے زیادہ ہیں... ہم بس اپنے آپ کو اکیلے اسلام کے ٹھیکے دار سمجھتے ہیں اور پوری امت سے اپنے آپ کو افضل و ارفع خیال کرتے ہیں...پھر یہ بھی ہم پر الزام ہے کہ ہم صرف اپنے آپ کو ہی امت سمجھتے ہیں اور اپنے تنگ دائرہ سے باہر مسلمانوں کو امت شمار کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں...اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود ہم اپنے آپ کو اعلیٰ درجے کے اولیاء اللہ سمجھتے ہیں جب کہ باقی مسلمانوں کو ان میں موجود خیر کے باوجود اس لیے قابلِ نفرت سمجھتے ہیں کہ وہ مکمل طور پر ہمارے ہم نوا نہیں ہیں!...ہم اللہ پاک سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایسوں میں شامل نہ فرمائیں...مگر مجاہدین سے وابستہ بعض افراد پر یہ دھبہ کوئی بے جا بھی نہیں ہے! داعش کے فتنہ گروں سے لے کر پاکستان میں جہاد پر ظلم ڈھانے والوں تک سب کا یہ وطیرہ ہے کہ دوسرے اہلِ خیر کو مکمل طور پر جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں اور ان میں موجود خیر کی اہانت کرنا اپنی ذمہ داری ظاہر کرتے ہیں... ایسا نہیں ہے کیا؟

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے مصری صدر محمد مرسی کو ہدایت کی دعا دی تو داعش کے احمقوں نے شیخ کی تکفیر کر دی کہ مرسی مجرم اور طاغوت ہے شیخ نے دعا دے کر منہج سے انحراف کر دیا...

سیّد منور حسن صاحب نے اسلام کے خلاف امریکی جنگ میں مرنے والے فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی فوجیوں کے انجام کے بارے میں گفتگو کی اور ان فوجیوں کا انجام امریکی فوجیوں کے انجام جیسا بتایا، مجلہ نوائے افغان جہاد نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دعا دی... تو ہم سب پر انحراف و مداہنت کا الزام لگا، ایک صاحب نے (استاد احمد) فاروق بھائیؒ کو خط میں منہجی ٹیڑھ کا طعنہ دیا...اور مجاہدین سے منسوب ایک میڈیا ادارے سے فوراً ایسی ویڈیو نشر کرائی گئی جس میں منور صاحب کو طاغوت کہا گیا۔

صوبۂ سرحد کے ایک شہر کے تبلیغی مرکز میں بعض مجاہدین دعوتِ جہاد دینے گئے۔ انہیں تبلیغی بھائیوں کو جہاد کی دعوت بھی دینی تھی مگر اپنی فوقیت دکھانا بھی مطلوب تھا اس لیے تبلیغی حضرات کو 'پیاری ماؤں اور بہنو!' کہہ کر مخاطب کیا......!

میرے بھیا! الحمد للہ ہمارا تعلق راہِ اعتدال پر گامزن امتِ مسلمہ کی موجودہ صالح و امین علماء و صلحاء کی جماعت سے ہے۔ مگر مجاہدین کی شہرت آج کل پاکستان میں اس سے کوئی مختلف نہیں... دین داری کا تکبر اور عُجب ہمارا خاصہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسے میں کسی داعی اور

---

[4] ولتوضیح ذلك نقول: إن باب (المداراة) شیء، و باب (المداهنة) شیء آخر، فتجوز المداراة بخلاف المداهنة، فالمداراة من باب التلطف بالقول مع المخالف، واللین، والرفق، ولا یکون فیها إقرار باطل، أو تقریر له، ونحو ذلك، فإن حصل شیء من هذا فقد انتقل إلی باب (المداهنة) ـــــ وقد وردت أحادیث فی مدح مداراة الناس لأنها قد تکون من باب حسن الخلق فی بعض الأحیان.

[5] والفرق بین المدارة والمداهنة أن المداراة: بذل الدنیا لصلاح الدنیا، أو الدین، أو هما معاً، وهی مباحة، وربما استحبت، والمداهنة: ترك الدین لصلاح الدنیا

صحافی کو تواضع کے ساتھ رسمی خط لکھنا اس کے لیے بڑی حد تک حیران کن بات ہو گی اور امید کی جاتی ہے کہ اس میں اس کی تالیفِ قلب بھی ہو۔

نصیحت کا تقاضہ کرنا اپنی تواضع ہے، امت کے معتدل اور خیر خواہ طبقہ کو مجاہدین سے تعارف اور آشنا کروانا ہے اور ان حالات میں یہ تواضع طریقۂ تعامل میرے خیال میں مفید ہے۔ نصیحت کا مطالبہ کرنا ایک بات ہے اور ہر قسم کی نصیحت قبول کرنا دوسری بات! کیا ہی اچھا ہو گا کہ یہ تجزیہ کار صاحب ’جہاد چھوڑنے اور پاکستانی فوج زندہ باد کہنے کی نصیحت ہی ہمیں بھیج دیں... ایسے میں نقد کرنے کا موقع وہ خود سے دیں گے اور ظاہر ہے پھر ہم اپنا مؤقف ان کے سامنے رکھیں گے۔ اختلاف و اتفاق تب ہی ہو سکتا ہے جب آپ سے بات چیت تو ہو۔ ان کی نصیحت سن کر اپنی نصیحت سنانے کا موقع اللہ ہمیں دے۔ اگر اچھی نصیحت کی، اچھا مشورہ دیا تو بھی بری بات تو نہیں ہے ناں؟ شیطان کی اچھی بات بھی اچھی ہی ہوتی ہے [صدق وھو کذوب، والی حدیث سامنے ہو]... اگر کسی بھی وجہ سے جواب نہ بھجوائیں تو بھی ہمیں کوشش ترک نہیں کرنی چاہیے... ﴿ لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى ﴾، ممکن ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ اللہ رحم فرمائے... آمین۔

بھیا! دعوت و جہاد کا یہ راستہ اللہ ہی ہمارے لیے آسان بنادے۔ نفس و شیطان کے شر سے اللہ ہمیں بچائے اور ہمارا ہر قول و ہر فعل خالص اپنے لیے رکھتے ہوئے دین کی نصرت والا ثابت فرمائے۔ اجازت چاہوں گا۔ دعا میں یاد رکھتا ہوں، آپ بھی اپنے بھائی کو یاد رکھیے۔

جزاکم اللہ خیراً... أُحبك في الله

أستودع الله دينك وأمانتك وخواتيم أعمالك

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

بقیہ: نکلو میادین قتال کی جانب، چاہے ہلکے ہو یا بوجھل

اے اللہ! اپنے مجاہد بندوں کی حفاظت فرمادے، ان کی صفوں میں اتحاد پیدا فرمادے، ان کی کمزوریوں کو دور فرمادے، ان کی نصرت فرما۔ یا اللہ! کافروں اور ان کے اتحادیوں سے انتقام لے لے، یا اللہ! انہیں شکست سے دوچار کر، ان کی صفوں کو منتشر کر دے، اور جیسے تو چاہتا ہے، ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھ، آمین یارب العالمین

القدس کا زخم میرے سینے میں جلتا ہے
اس زخم کی تکلیف اک شعلے کی مانند
میرے ضمیر کو جلا کر رکھ دیتا ہے
میں اللہ سے کیے گئے اپنے وعدے پر قائم رہوں گا
جس وقت ریاستوں نے اس سے غداری کی

قیادت عامہ، جماعۃ قاعدۃ الجہاد... ۱۸ ربیع الاول ۱۴۳۹ء

بقیہ: شیخ اُسامہؒ... غاصبوں کے مقابل صف آرا مجاہد اور طواغیت کے خلاف بغاوت کا منبع

اے معزز مجاہدین! شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا جہاد اور ان کا واضح پیغام امت میں مقبول ہو چکا ہے۔ پس ان کے راستے کو تھام لیجیے۔ اس پیغام کی حفاظت کریں اور گمراہی و ضلالت سے اس کو بچائیں، ارجاء و خوارج سے اس کی حفاظت کریں اور ان کے بہترین جانشین بن جائیں۔ جو شیخ رحمہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ اپنی محبت کی ترجمانی کیجیے۔ آخر میں مَیں مسلمانوں کو عمومی طور پر امریکہ سے شیخ رحمہ اللہ کا بدلہ لینے کی درخواست کرتا ہوں جنہوں نے شیخ رحمہ اللہ کو قتل کیا، خاص کر ان سے جنہوں نے اس جرم میں حصہ لیا۔ سانحۂ ایبٹ آباد کے بعد اللہ تعالیٰ نے امارت اسلامیہ افغانستان کے شہید مجاہد غلام حضرت ایوب الوردکی کو یہ سعادت بخشی کہ اس نے ان مجرمین میں سے کئی کو جہنم واصل کر دیا۔ میں اللہ سے ان کی شہادت کی قبولیت اور جزائے خیر کی دعا کرتا ہوں۔ آخر میں میں اپنی بات کا اختتام ان چند اشعار سے کروں گا:

اشعار [ترجمہ]
امریکیوں کو بتادو کہ ہماری تلواریں
صرف میدان جنگ میں ہی اپنی تیزی دکھاتی ہیں
یہ تمہیں بے دریغ قتل کرتی رہیں گی
رب عظیم کے انعام کی امید میں
تم یہ سمجھتے ہو کہ امام (شیخ) کی مبارک روح اتنی بے قیمت ہے
اور ان کے فدائی کیا اس کا بدلہ لینے کے قابل نہیں؟
ہر گز نہیں! عرش کے رب کی قسم! کہ ہمارے امام
اس بغاوت و عدوان کی بیخ کنی کر کے ہمیشہ سربلند رہیں گے
ہمارے نبی ﷺ کے اصحابؓ کا مقدس لہو ہی کافی ہے
اس نسل کو پروان چڑھانے کے لیے جو جہاد سے محبت کرتی ہے
اس جہاد کی روشنی سے کابل ہمیشہ چمکتا رہے گا
اور اس کی کرنوں سے القدس کی پہاڑیاں منور رہیں گی
اللہ ہمارا حامی ہے اگرچہ یہ سارے متحد ہو کر آجائیں
اطراف واکناف سے ہمارے خلاف فوج بلالیں
جو ہمارے تلواروں سے ٹکرائے گا، جہنم رسید ہو گا
اور جنت کے باغات ہمارے شہدا کے لیے آراستہ ہوں گے

والله غالب على أمره ولكن أكثر الناسِ لا يعلمون

وآخر دعوانا أن الحمد للهِ رب العالمين

☆☆☆☆☆

کیا ہم نے کبھی سوچا؟؟؟

عزام ابراہیم

کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ہمارے وسائل جو بلاشبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ہی دین ہیں کہاں اور کس مقصد کے لیے استعمال ہو رہے ہیں؟ ہماری صلاحیتیں، ہماری تعلیم، استعدادیں اور قوت کا کیا مصرف ہے؟

کرۂ ارض پر چہار سو صلیبی بھیڑیئے بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر امت کے بچوں، بوڑھوں، مرد و زن کو مشقِ ستم بنائے ہوئے ہیں۔ مسلم خون کو "شعور و آگہی" کے نام پر الحاد کے دوزخ میں دھکیلتی عصری درس گاہیں اور میڈیائی درندے کہ جن کے لگائے زخموں کا مداوا شاید صدیوں تک نہ ہو سکے... کیا ہم نے ان آندھیوں کو روکنے کا کچھ انتظام کیا؟ مسلم سرزمینیں وحشی رافضی غنڈوں اور عیسائی دہشت گرد فوجوں کے غلیظ پیروں تلے روندی جا رہی اور اسلامی مقدسات ہیں کہ مسلسل صلیب وصیہون کے کرائے کے وحشی پاکستانی و افغانی خوں خواروں اور صلیبی درندوں کے محاصرے میں ہیں۔ کیا ہم نے مسلم سرزمینوں کی واگزاری، اپنے اسلامی مقدسات کی حفاظت اور ان کو اس شیطانی محاصرے سے نکالنے کی کبھی کوئی سعی کی؟؟؟

اسلام کی عزت و عظمت، امت مسلمہ کی حفاظت اور ان کی خیر خواہی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لیے گھر بار چھوڑنے اور اپنے جان و مال قربان کرنے والے امت کے وہ ابطال جو آج کوچہ کوچہ قریہ قریہ دہشت گرد، بنیاد پرست اور نجانے کن کن القابات سے پکارے جا رہے ہیں' کی نصرت و حمایت، ان کی خیر خواہی اور ان کے دفاع کے لیے ہم کیا کر رہے ہیں؟

امت کا نوجوان جسے امت محمد یہ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام سے ذرا سی بھی محبت ہے، جس کی خواہش بس یہی ہے کہ امت اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کرے، جس کی متاعِ حیات کا اولین و آخری مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی سربلند ہو اور دین پورے کا پورا اللہ ہی کا ہو جائے اسے چاہیے کہ اپنے افکار و کردار پہ نظرِ ثانی کرے۔ وہ یہ ضرور سوچے کہ آخر میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہیے؟

ملت اسلامیہ کا ہر فرد اس بات پر ضرور غور و خوض کرے کہ اس کی تعلیم، قوت، صلاحیت اور استعدادِ کار کہیں اہل صلیب کی کھینچی گئی خونی فرضی سرحدی لکیروں اور ان لکیروں کے دفاع کے نام پر پالے جا رہے صلیبی مفادات کے محافظ جتھوں کے دفاع، موجودہ صلیبی جنگ میں صلیبی فوجوں کے معاون جیوش کو قانونی حصار و حفاظت اور ان کے دفاع کے لیے قانون سازیاں اور پروپیگنڈہ کرتے پارلیمنٹ، عدلیہ اور میڈیا کی حمایت اور طرف داری میں تو صرف نہیں ہو رہیں۔

یقیناً ہر اس شخص کو یہ سوچنا ہو گا جو ذرا سی بھی حمیت و غیرتِ اسلامی کا حامل ہے کہ آج امت محمد یہ صاحبھا الصلواۃ والسلام پر ٹوٹ پڑی ابتلاؤں کے وقت اگر ہماری جوانیاں اور جانیں کام نہ آئیں تو بھلا کس کام کی یہ جوانیاں؟؟؟

ہماری تمنائیں، امیدیں اور خواہشات کیا اس مقصد عظیم کے لیے قربان ہوں گی کہ جس مقصد کے لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی توانائیاں کھپائیں؟

چند لمحوں کی زندگی کا بہترین مصرف اس سے بہترین بھلا کیا ہو گا کہ ہماری صلاحیتیں اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے خرچ ہوں۔ ہماری میڈیکل کی تعلیم و تجربہ راہ عمل میں مجروح جسموں کی صحت یابی کے لیے کام آ جائے، ہماری انجینیئرنگ و ٹیکنالوجی میں مہارت 'راہِ جہاد کے شہ سواروں کی نصرت و پیش قدمی میں صرف ہو جائے، ہماری قوت بیان اور لکھنے میں مہارتیں توحیدِ الٰہی، دفاع ناموس رسالت اور اسلام کی اسی تفسیر کو بیان کرنے میں صرف ہوں جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیان کی ہے۔

ہمارے منصوبے ان ابطال کو پنجۂ باطل سے چھڑانے کے ہوں جو آج بھی طاغوت کے عقوبت خانوں میں کسی محمد بن قاسم کے منتظر ہیں۔ کیا ہمارے یہ ایمانی بھائی اور بہنیں یونہی دجالیت کے پنجروں میں سڑتے رہیں گے؟ یقیناً ہمیں اس نازک معاملے پر انتہائی فکر کرنا ہو گی کہ اللہ کی راہ میں اسیر ہوئے ہماری ماؤں کے جگر گوشوں کی رہائی کا معاملہ ایسا نہیں کہ اسے پس پشت ڈال دیا جائے یا یہ کہ یہ کوئی ثانوی مسئلہ ہے۔ یہ ہماری صلاحیتوں، استعدادوں اور ان تمام قابلیتوں و قوتوں کا امتحان ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

پیاری امت مسلمہ! دین کی سالمیّت اور حفاظت کے لیے ہجرت ایک ضروری عمل ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف سے مجبور کر دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان، قبیلہ، گھر اور سرزمین مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کی۔ لہٰذا آپ لوگوں کو بھی اس معاملہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے اور اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ ہمارے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین ترکہ اور نمونہ چھوڑا ہے۔ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ اپنی سچی کتاب میں فرماتے ہیں کہ ہم کیسے اپنے دین کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ (العنکبوت:۵۶)

"اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! یقیناً میری زمین وسیع ہے۔ پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ"۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

مولانا سعید اللہ رحمہ اللہ

مولانا عبید الرحمٰن مرابط

مولانا سعید اللہ سے تعارف:

میر اتعارف سعید اللہ بھائی سے تب ہوا جب مجھے مادر علمی میں چند طلبہ کی طرف سے مختلف علمی اور تربیتی مجالس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ان مجالس کا مقصد منتخب طلبہ کو نظم ہائے زندگی میں جدید نظریات سے متعارف کروانا اور اسلام کے ساتھ ان کا موازنہ کرنا تھا۔سعید اللہ بھائی ان مجالس کے انعقاد کے خواہاں اور پیش پیش تھے۔کیوں؟ اس کا جواب وہ خود دیتے تھے۔

روس کے خلاف جہاد میں شرکت:

کہتے تھے کہ جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا جہاد کو اپنے گھر میں پایا۔ان کے والد مولانا یوسف مرحوم ایک مذہبی سیاسی جماعت کے رکن تھے۔جب جہاد افغانستان اول شروع ہوا توانہوں نے اپنی جماعت کو اس جہاد میں عملی شرکت کرنے کی تجویز دی۔[لیکن آج کل کی دنیا میں جہاں تمام شعبوں نے اپنے آپ کو جدید ریاست کے تابع کیا ہوا ہے وہاں مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھی از خود غلامی کا یہ طوق اپنے گلے میں سجا رکھا ہے چنانچہ] ان کی دینی جماعت کا مؤقف تھا کہ وہ پاکستانی ریاست کے قانونی دائرہ میں رہ کر سیاسی، اخلاقی اور مالی امداد فراہم کرے گی۔مولانا مرحوم اس حوالے سے جماعت سے متفق نہ تھے لہٰذا انہوں نے دیگر ہم فکر ارکان سمیت فیصلہ کیا کہ وہ انفرادی طور پہ جہاد میں عملاً شرکت کریں گے۔ جب ان کی سرگرمیوں کا علم ان کی جماعت کو ہوا توانہوں نے ان ارکان کو اپنی صفوں سے خارج کر دیا۔پھر وقت کے ساتھ ساتھ دعوتِ جہاد اتنی پھیلی کہ اس دینی جماعت سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد نے نجی طور پہ جہاد میں عملی شرکت شروع کر دی۔ادھر پاکستانی حکومت نے بھی یہ طے کر لیا تھا کہ وہ اپنی ریاستی پالیسی اور مفادات کے تحت افواجِ پاکستان کی نگرانی میں روس کے خلاف لڑنے کے لیے جہادی تنظیمیں قائم کرے گی۔تب جا کے اس دینی جماعت نے باقاعدہ اپنا جہادی شعبہ قائم کیا اور سعید اللہ بھائی کے والد صاحب کو دوبارہ جماعت میں شمولیت کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

مولانا یوسف کی جہاد سے وابستگی اس حد تک بڑھ گئی کہ انہوں نے اس مقدس فریضے کے لیے اپنے وقت سمیت تمام ذاتی وسائل جھونک دیے۔سعید اللہ بھائی بتاتے تھے کہ ان کی جائیدادیں بھی تھیں اور گاڑیاں بھی۔مگر تقریباً سب کچھ ہی جہاد میں کھپ گیا۔افغانستان جانے کے خواہاں نوجوان ان کے گھر پہ جمع ہوتے تھے تو تمام اخراجات ان کے والد برداشت کرتے تھے۔مجاہدین کو صرف ٹھہرانا ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ آگے بھیجنے کا بندوبست بھی کرنا ہوتا تھا۔دن کی شدید گرمی ہو یا آدھی رات کی ٹھنڈ، سعید اللہ بھائی کی والدہ محترمہ مجاہدین کی خدمت میں جت جاتیں، یہ ان ہی کا کام تھا۔سعید اللہ بھائی کے والد صاحب نے راہِ جہاد میں محض اپنے جان و مال کی قربانی نہیں دی بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس راہ کا راہی بنایا۔چنانچہ انہوں نے میٹرک کی عمر میں ہی سعید اللہ کو بھی جہاد کی تربیت دلوائی اور مختلف محاذوں پر بھیجا۔اس طرح سعید اللہ شروع ہی سے جہاد کی فضاؤں سے مانوس ہوئے۔اور یہ سلسلہ ان کے درس نظامی سے فارغ ہونے تک ساتھ ساتھ جاری رہا جو کہ انہوں نے اپنے علاقے کے مشہور مدرسے سے کیا۔

جہادِ کشمیر میں شرکت:

مجاہدین کی جدوجہد، افغان قوم کی قربانیوں اور امت مسلمہ کی پشت پناہی کے نتیجے میں روس کو شکست ہوئی اور افغانستان میں جہاد کا ایک مرحلہ طے ہوا۔سقوطِ خلافت کے بعد امت مسلمہ کو جہاد کے میدان میں پہلی بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔جبکہ پاکستان اور امریکہ اپنے اپنے مفادات کی خاطر جہاد سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ایسے میں پاکستانی ریاست کے سامنے دو مسائل تھے۔

ایک یہ کہ افغان پلٹ مجاہدین غلبہ اسلام کا خواب اور جہادی تربیت دونوں ساتھ لے کر آئے تھے، ریاست پاکستان کا اپنا نظام خود چونکہ ظلم اور کفر مبنی ہے اس لیے ان مجاہدین سے یہاں کے حکمرانوں کو خوف لاحق ہوا۔اور دوسرا مسئلہ اسے اپنے قومی—اور درحقیقت جرنیلوں اور سیاستدانوں کے ذاتی—مفادات کی خاطر مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے بجائے مسلسل ایک رستا ہوا زخم رکھنا مقصود تھا۔چنانچہ پاکستانی حکومت نے (بظاہر) جہادِ کشمیر کا دروازہ کھولا۔

جہاں دیگر جہادی گروہوں نے کشمیر کا رخ کیا وہاں مولانا سعید اللہ بھی مقبوضہ کشمیر گئے۔انہوں نے ایک دو دفعہ مجھے جہادِ کشمیر کی تفصیلی روداد سنائی۔لیکن بدقسمتی سے مجھے ان موٹی باتوں کے علاوہ یاد نہیں رہا جو کہ جہاد سے کم سے کم تعلق رکھنے والے کو بھی معلوم ہوتی ہیں۔مثلاً داخل ہونے کے لیے برفانی پہاڑوں پر کئی دن مسلسل سفر، مقبوضہ کشمیر کے اندر خفیہ پناہ گاہیں، کشمیری عوام سے تعلق، ہندو فوج سے مقابلہ، ایثار و قربانی کی ایک کہانی۔

جہاد کے بارے میں خدشات:

وہ کہتے ہیں کہ میں بارہویں جماعت کا طالب علم تھا جب ہم نے کابل فتح ہونے کی خوشخبری سنی۔لیکن کئی مجاہد گروہوں کے درمیان اقتدار پر رسہ کشی نے اس خوشی کو زیادہ دیر تک

قائم نہیں رہنے دیا۔ ساتھ ہی جہادِ کشمیر کا آغاز ہوا۔ پاکستانی معاشرے میں ایک نیا جوش و جذبہ تھا۔

ایسے میں سعید اللہ بھائی کو کئی خدشات لاحق ہوئے۔ لیکن دور بیٹھے نہیں بلکہ میدانوں میں رہ کر۔ انہیں تشویش تھی کہ جتنی قربانیاں نوجوان پیش کرتے ہیں اتنے نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ جیسے کہ کوئی مخفی قوت مجاہدین کے مقاصد کے حصول میں رکاوٹ ڈالتی ہو۔

لہٰذا کشمیر سے واپسی پر انہیں کافی مایوسی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے شریعت اور جہاد کے بارے میں از سر نو پڑھنے کی ٹھانی اور اپنے آپ کو اپنے علاقے کی ایک مسجد میں مطالعے کے لیے وقف کر دیا۔ کافی مطالعہ کے بعد وہ ابھی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پائے تھے کہ ان کے والد محترم نے مشورہ دیا کہ اگر مطالعہ ہی کرنا ہے تو پھر باقاعدہ دینی تعلیم کیوں نہیں جاری رکھتے۔ انہوں نے اس مشورہ کو قبول کیا اور میری خوش قسمتی تھی کہ ہم دونوں کا ایک ہی جامعہ میں داخلہ ہوا۔

اور جیسا کہ اوپر گزرا کہ ان کے ساتھ جامعہ کے طلبہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی مجالس میں میری ان سے پہلی ملاقات ہوئی۔ لیکن اب کی دفعہ انہوں نے جامعہ کا رخ حصولِ دین کے روایتی جذبہ سے نہیں بلکہ جہاد کے اس پورے قضیے کو حل کرنے کے لیے کیا تھا۔

ان کے والد سے ملاقات:

انہی مجالس میں میری ان کے والد سے ملاقات ہوئی مگر میری کم نظری تھی کہ میں ان کا حق نہ ادا کر سکا۔ ان کے والد عالم اور مجاہد تھے لیکن بظاہر ایک عام اور عاجز سے انسان تھے جو لوگوں سے ایسے ملتے جیسے کہ وہ کچھ نہیں اور ملنے والا ہی سب کچھ ہے۔ یہی صفت ان کے بیٹے سعید اللہ میں بھی بخوبی پائی جاتی تھی۔ اللہ ہمیں اخلاق جمیلہ سے مزین کر دے، ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ان کے والد صاحب کو اپنے بیٹوں کی اچھی تربیت کا صلہ دے، آمین۔

نظم ہائے زندگی کے مطالعے کے بعد:

وقفے وقفے سے دو تین ہفتوں پر محیط ان مجالس میں دنیا میں رائج مختلف نظاموں کو واضح کرنے کے لیے علمائے شریعت اور عصری علوم کے ماہرین کو خطاب کی دعوت دی جاتی تھی۔ اور ساتھ ہی طلباء کو ان موضوعات کے بارے میں مطالعے کے لیے کتب فراہم کی جاتی تھیں۔ ان مجالس میں شرکت کے بعد جس چیز پر میری اور سعید اللہ بھائی کی قناعت ہو گئی وہ یہ کہ دنیا میں مروجہ جدید نظام اسلام سے متصادم ہیں۔ جمہوریت ہو، سرمایہ دارانہ نظام ہو، مغربی طرز کا تعلیمی نظام ہو یا کچھ اور ...... یہ نظام ہمارے نہیں۔ ان کا واضع مغرب ہے جس نے استعماری دور میں زبردستی مسلم ممالک پر یہ نظام نافذ کیے اور اتنے عرصے میں مسلمانوں کی ایک ایسی نسل تیار کی جس نے استعماری دور گزر جانے کے بعد برضا و رغبت وہی نظام اپنائے اور مسلم عوام کے نہ چاہتے ہوئے بھی بزور و قوت مسلط کیے رکھے۔

ہمارا یہ یقین بھی پکا ہوا کہ جب تک ان سب مغربی نظاموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا نہ جائے اس مٹی میں اللہ کا کلمہ نشو و نما نہیں پا سکتا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی توحید اور شرک اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جدید مغربی نظاموں کو اسلامی بنانے کی لاکھ کوشش کی جائے لیکن جو چیز فی نفسہ ناپاک ہو وہ اس وقت تک پاک نہیں ہو سکتی جب تک اس کی ماہیت نہ تبدیل کر دی جائے۔ جب کہ مغرب نے دنیا کو ایسے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے کہ اس کے کسی بھی نظام کی ماہیت تبدیل ہونا ممکن نہیں جب تک مغرب کی بالادستی قائم ہے۔

اگرچہ یہ نتیجہ کوئی نیا نہیں۔ کتنے علماء اور مفکرین یہ کہتے رہے ہیں۔ لیکن اطمینان قلب کے حصول کے لیے کم از کم سعید اللہ بھائی جیسے محقق ذہن کے لیے ضروری تھا کہ وہ ہر مسئلے کی گہرائی تک پہنچ کر حکم لگائیں۔ علماء سے راہنمائی لیں۔ ماہرینِ فن سے حقیقت جانیں۔ کتابیں ٹٹولیں۔ پھر کسی نتیجہ پر پہنچیں۔ یہ میرے لیے انتہائی سعادت تھی کہ وہ اس سفر میں مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر نکل پڑے۔

مدرسے کا خاکہ:

جدید مغربی نظام ہائے زندگی کا انکار کرنے کے بعد اب یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اس سوچ کو عام کیسے کریں؟ معاشروں میں تبدیلی کیسے آئے؟ مطالعے اور تحقیق کے دوران یہ بات بھی بخوبی سمجھ میں آگئی تھی کہ امت کے مسائل امت کے اہلِ حل و عقد ہی طے کریں گے۔ یعنی کہ معاشرہ میں موجود اثر اور نفوذ رکھنے والے صالح اور مخلص افراد۔ اور اہل حل و عقد میں اہم ترین گروہ علما کا ہے۔ وہی انبیاء کے وارث ہیں۔ وہی قرآن و سنت کے علم بردار ہیں۔ ان کے پاس وہ خزانہ ہے جس کے ذریعے سے معاشرہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ وہ ہی امت کی امید ہیں۔

غور و خوض کے بعد سوچا کہ ہر علاقے میں چند علمائے کرام سے تعلق بنایا جائے جن کے سامنے مروجہ جدید نظاموں کی حقیقت رکھی جائے اور انہیں آمادہ کیا جائے کہ وہ ان پر خوب غور و خوض کر کے ہمیں بتائیں کہ آیا یہ نظام اسلامی بن سکتے ہیں۔ اور اگر انہیں

اطمینان ہو جائے کہ ایسا ممکن نہیں تو پھر متبادل کے لیے سعی کی جائے۔اور ہر معاملہ کو ''اسلام کی خالص بنیادوں'' پر استوار کیا جائے۔ سعید اللہ بھائی کا یہ مخصوص جملہ تھا جسے کہتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ سے قطعیت کا اشارہ کرتے تھے کہ ''اسلام میں کسی قسم کی مداہنت نہ کریں اور لا یخافون فی اللہ لومة لائم'' والے بن جائیں''۔

اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے ایک درسگاہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ صبح شام اسی کے بارے میں سوچتے رہتے کہ نصاب کس طرح کا ہو گا، اساتذہ کہاں سے آئیں گے، طلبہ کیسے منتخب کیے جائیں گے، یہ سب کچھ کس علاقے میں ہو، انتظامی امور کس طرح چلیں گے وغیرہ اور کافی حد تک خاکہ تیار کر لیا تھا۔ انہوں نے ایک مفصل نصاب بھی مرتب کیا تھا لیکن بد قسمتی سے وہ مجھے مل نہ سکا۔ بہت سے ساتھیوں نے مخالفت کی۔ مدرسہ کو چلانے کے لیے انہوں نے اپنی حد تک اہل علم و مخیر حضرات سے خوب صلاح مشورے بھی کیے۔ جامعہ سے فراغت سے کچھ عرصہ قبل ہی ایک دینی مدرسہ کا انتظام وانصرام بھی اسی مقصد کی خاطر سنبھالا۔ ساتھ ساتھ علما، مدرسین اور صاحب استطاعت افراد سے رابطے جاری رکھے۔

ان کے ذہن میں درسگاہ کے مستقبل میں دو شعبے ہونے تھے۔ ایک فارغ التحصیل علماء کے لیے ۔ جس میں امت مسلمہ کو درپیش جدید صورت حال اور اس کے حل کے لیے مختصر دورے منعقد کیے جاتے اور دوسرا عام طلبہ کے لیے' جس میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ طلبہ کو نئی دنیا کی حقیقتوں اور ان کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر سے روشناس کیا جاتا۔

سب کچھ احکام اللہ کی بجا آوری کے لیے:

اس سارے منصوبے کے لیے انہوں نے شروع ہی سے ایک مدت مقرر کر رکھی تھی کہ اگر اس عرصے تک وہ کامیاب ہو سکے تو ٹھیک ورنہ پھر وہ جہاد کے میدانوں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کی یہ ساری جدوجہد جہاد کے لیے ہی تھی۔ تاکہ جہاد کے نتائج سمیٹے جا سکیں۔ ان کے اس عمل کی مثال ایسی تھی جیسے کسی جگہ لوگ نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کا رخ کرتے ہوں۔ لیکن مسجد سے نکلتے ہی سامنے کے بازار میں فسق و فجور ان کی عبادت سے حاصل شدہ صلاح و تقویٰ کو بگاڑ دیتا ہے۔

اب اگر کوئی سوچے کہ نماز کے مقاصد تو تب ہی بصورت اتم حاصل ہوں گے جب بازار کے فسق و فجور کو ختم کیا جائے۔ اور اس کے لیے وہ مہم شروع کرتا ہے۔ لیکن اسی اثنا سے اذان کی آواز سنائی دیتی ہے تو آیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز ادا کرنے کے بجائے بازار کی اصلاح میں لگا رہے!

بس اسی طرح انہوں نے اپنے لیے ایک عرصہ متعین کر رکھا تھا کہ اگر اس عرصے میں وہ معاشرے کی سطح پر وہ کام نہ کر سکے جو جہاد کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے تو وہ پھر سے جہاد کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے سرزمینِ جہاد کی طرف نکل پڑیں گے کہ دنیا سے کفریہ نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے جہاد کے علاوہ کوئی بھی راستہ تن تنہا کارگر نظر نہیں آتا۔ اور پھر یہ انسانی عقل اور سوچ پر منحصر نہیں۔ جہاد تو اللہ کا ایک حکم ہے۔

اللہ نے دین میں انسانی عقل کو غلطی سے بچانے کے اسباب رکھے ہیں۔ چنانچہ مولانا سعید اللہ علم شریعت کی بار بار یہ تعریف دہراتے کہ ''علمِ شریعت وہ علم ہے جس سے اللہ تعالی کے احکام کی بابت اللہ تعالی کا مراد متعین ہوتا ہے''۔ سو اگر اللہ نے نماز کا حکم دیا ہے تو نماز سے مراد کیا ہے اور وہ کون، کیسے، کب ادا کرے، یہ شریعت واضح کرتی ہے۔ اور اسی طرح جہاد کا بھی معاملہ ہے۔

اور چونکہ سعید اللہ بھائی نے مقصد زندگی ہی اللہ کے احکام کی بجا آوری بنا رکھا تھا اس لیے جہاد کشمیر سے واپسی سے لے کر جامعہ سے فراغت تک مختلف اسلامی مناہج اور خاص کر جہاد کی بارے میں امہات الکتب کا مطالعہ کرتے رہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب السیر کی شرح کو اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ مذاکرے کی صورت میں پڑھا کرتے تھے اور وضاحت طلب مسائل پر غور و خوض کرتے تھے۔ اور جب جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اس سے کیونکر روگردانی کر سکتے تھے۔ مدرسے کا جو نقشہ انہوں نے پیش کیا تھا وہ جہاد سے متعارض نہ تھا۔ بلکہ اس کے لیے ممد و معاون تھا۔ یا یوں کہہ لیں کہ وہ جہاد کے حکم کی تعمیل کی ایک شکل تھی۔ یہ تو ان کے ذہن میں واضح تھا کہ شریعت میں لفظ جہاد کا اولین اطلاق قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اور یہ ممکن نہیں تھا کہ جہاد کے اصل کو غیر محدود وقت تک اس کے ایک فرع کی خاطر معطل رکھتے۔

جہاد بھی شریعت کے تابع:

جب درسگاہ کی کاوشوں کا مقررہ وقت ختم ہوا اور کوئی امید نظر نہیں آئی تو انہوں میدان جہاد کا دوبارہ رخ کیا۔ مگر اس دفعہ کسی ایسی تنظیم کے تحت نہیں جو ریاستی ادارے کے شکنجے میں پھنسی ہو۔ طاغوتی نظام کی بندشوں سے آزاد ہو کر، انہیں ختم کرنے اور ان کی جگہ کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لیے۔ وہ ہمیشہ یہ دہراتے تھے کہ ''اب کی دفعہ ہم نے جہاد تو کرنا ہے مگر (علی وجہ البصیرت)'' یعنی کہ خوب دیکھ بھال اور پرکھ کر۔ اگر شریعت کی مخالفت ہوئی تو ہم ایسے جہاد کی حمایت نہیں کریں گے۔ ہمیں شریعت ہر تنظیم اور ہر امیر کی امارت سے

زیادہ عزیز ہے۔ اللہ کی شریعت تمام آئین اور اداروں سے بھی بالاتر ہے۔ اگر اصلاح نا ممکن ہو تو اندھی پیروی بھی نہیں ہو سکتی۔ جس مقصد کی خاطر بیعت اور حلف لیا جاتا ہے اگر وہ مقصد ہی پورا نہ ہوتا ہو تو بیعت اور حلف کی کیا حیثیت۔

اور اللہ کا شکر ہے کہ سر زمین جہاد میں ان کا واسطہ ایسے گروہ سے پڑا جو ان سے زیادہ ان کے مقاصد سے جڑا ہوا تھا۔ اور حق کی متلاشی اس تڑپتی روح کو اپنے ہم نوا مل گئے۔ ابتداءً انہیں عرب مجاہدین کے حوالے سے کچھ تشویش تھی کہ ان کے نظریات میں تشدد ہو گا یا وہ اپنے مذہب پر عمل میں متعصب ہوں گے، یا عرب ہونے کے ناطے تکبر میں مبتلا ہوں گے۔ مگر جب انہوں نے شیخ عطیۃ اللہ اور شیخ ابو یحییٰ رحمہم اللہ جیسے القاعدہ کے علما اور دیگر قائدین کے ساتھ مفصل نشستیں کیں تو ان کے بقول **انہیں نہایت معتدل اور خدا ترس پایا۔ کسی بھی فیصلہ میں جلدبازی نہیں کرتے۔ جو نہیں جانتے اس کے بارے میں صاف کہہ دیتے ہیں کہ انہیں معلوم نہیں۔ کسی مسلک سے تعلق رکھنے والوں کے لیے نہ تعصب تھا نہ بغض۔** جب انہیں خوب تسلی ہو گئی تو انہوں نے ان کے ساتھ باہمی تعاون کا فیصلہ کیا۔

پھر سر زمینِ جہاد میں بھی علم شریعت سے غافل نہ رہے۔ بیشتر وقت مطالعے میں گزرتا۔ ان کا طریقہ تھا کہ جب تک کتاب کو اچھی طرح نچوڑ نہ لیتے تبصرہ نہ کرتے تھے۔ صرف ایک دفعہ پڑھنے پر اکتفا نہ کرتے تھے۔ اس دوران انہوں نے مجھ سے کہا کہ امت مسلمہ میں رائج دیگر افکار و مناہج کا مطالعہ ضروری ہے۔ ایسے کرتے ہیں کہ تم ایک فکر کو پڑھ لو اور میں کسی دوسری کو پھر آپس میں ایک دوسرے کو اپنے مطالعہ کے حاصل اور نتائج سے آگاہ کریں گے۔ اس طرح کم وقت میں زیادہ مطالعہ ہو جائے گا۔ اس طرح میں نے غامدیت کا مطالعہ شروع کیا اور انہوں نے حزب التحریر کے بانی امام تقی الدین نبہانی رحمہ اللہ کی کتب کا۔ اس کے علاوہ امہات الکتب میں سے اصول فقہ کی بھی ہم نے ایک کتاب منتخب کی۔ ہم دونوں ایک حصہ پڑھ لیتے پھر ہر کوئی بیان کرتا کہ اسے کیا سمجھ میں آیا۔ اور جہاں مختلف عبارت ہوتی وہاں مذاکرہ ہو جاتا۔

جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا میں قیام کے دوران ایک عرصے تک ڈرون حملوں سے دفاع کے لیے حضرت سلمان فارسیؓ کی سنت پر خندق کی کھدائی میں مصروف رہے۔ لیکن اتنی سخت مزدوری کے ساتھ بھی کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ جاری رہتا۔ علم کے ساتھ اتنا لگاؤ کم ہی ساتھیوں میں دیکھنے کو ملا۔

اصلاح کا جذبہ اور حق گوئی:

پشتون معاشرے کے رسم و رواج میں لڑکیوں کو جائیداد میں حصہ نہیں دیا جاتا ہے حالانکہ یہ اللہ کا واضح حکم ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے والد کی وفات کے بعد ورثے کی تقسیم کے وقت نہ صرف یہ کہ بھائیوں سے یہ بات طے کروائی کہ بہنوں کو ان کا حصہ دینا ہے بلکہ اس کے لیے عملی اقدامات بھی اٹھائے۔ یہاں تک کہ گاؤں کی مسجد میں بھی اعلان کروا دیا۔ بتاتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں کئی دیگر افراد نے بھی خواتین کو حصہ دینے کا عہد کیا۔

اسی طرح آخری دفعہ جہاد پر نکلنے سے پہلے انہوں نے اپنے عزیز و اقارب، اہل علاقہ، دوست اور اساتذہ کو جہاں تک ہو سکا جہاد کی دعوت کھل کر دی۔ حالانکہ حالیہ جہاد کی دعوت روس کے خلاف جہاد اور جہادِ کشمیر کے زمانے سے کہیں زیادہ مشکل تھی۔

اصلاح کا یہ طریقہ صرف اجتماعی نہ تھا بلکہ انفرادی اصلاح پر بھی توجہ دیتے تھے، جس کا میں خود گواہ ہوں۔ ایک دفعہ میرے ہاں آئے ہوئے تھے کہ نماز کا وقت ہوا اور ہم نماز ادا کرنے مسجد چلے گئے۔ تو راستے میں مجھ سے کہا کہ تم اپنے بچوں کو اپنے ساتھ مسجد کیوں نہیں لے جاتے؟ ایک اور موقعے پر انہیں محسوس ہوا کہ میں نے اپنے والد کا اس طرح ادب و احترام نہیں کیا جیسا کہ کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اس پر فوری گرفت نہیں کی۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد جب موقع ملا تو نماز عصر کی تعلیم میں ادب البخاری کے وہ ابواب پڑھے جن میں والدین کے ادب کا بیان تھا۔ اس پورے رویہ کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا۔

میدان جہاد میں بھی اصلاح کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ میدان جہاد میں نووارد ہونے کے سبب کئی احکام کا مجھے علم نہ تھا۔ تو بجائے یہ کہ مجھے فوری ٹوکتے آرام سے درس کے دوران وہ حکم بیان کر دیتے۔ مجھے پتہ چل جاتا کہ مقصود میں ہوں مگر عزت نفس مجروح ہوئے بغیر۔

انہیں حق ہمیشہ عزیز تر ہوتا۔ ایک دفعہ مذکورہ بالا مدرسے کے منصوبے کے لیے مالی وسائل کے لیے کسی کاروبار میں پیسے لگانے اور اس سے منافع لینے کی بات چل نکلی۔ جب انہوں نے تفصیلات دریافت کیں اور معلوم ہوا کہ اس میں سود کا شائبہ ہو سکتا ہے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہاں رقم لگانا مناسب نہیں۔ اسی طرح رائج الوقت زراعت کے ایک مسئلہ کے بارے میں انہوں نے میرے والد صاحب کو دوٹوک کہہ دیا کہ یہ ہمارے علما کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ حالانکہ والد صاحب سے انہیں امید تھی کہ وہ مدرسے کے لیے تعاون کریں گے۔ حق بتانے میں انہوں نے نہ میری دوستی کا لحاظ رکھا نہ کسی مالی معاونت کی امید اُن کے آڑے آئی۔

علم کی سند یا اس پر عمل:

مولانا سعید اللہ نے جامعہ میں داخلہ نہ تو سند کے لیے لیا تھا اور نہ ہی سند سے انہیں کوئی دلچسپی تھی۔ کہتے تھے کہ دوست اور اساتذہ پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ تعلیم مکمل کر لوں مگر مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔ ان کے مقالے کا عنوان ''بین الاقوامی قانون اور شریعت میں ریاست کی علاقائی عمل داری'' تھا۔ کہتے تھے کہ ''بین الاقوامی قانون شریعت کا بھلا کیا مقابلہ کرے گا۔ نہ ہی میری نظر میں اس کی اہمیت ہے۔ اصل تو اسلام ہے!''۔

ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ میں نے مقالہ میں پوری بات نہیں لکھی اگر پوری لکھتا تو مقالہ منظور ہی نہ ہوتا۔ میری نظر میں شریعت کا موقف جدید ریاست کے ماننے والوں سے ہضم ہی نہ ہوگا۔ پھر مقالہ پیش کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر کہا کہ تسلی نہیں ہے، کیا خیال ہے چھوڑ نہ دوں۔ مگر میں نے اصرار کیا۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب وہ جہاد کے مقاصد کے لیے مدرسہ قائم کرنے کی تگ ودو میں تھے۔ چونکہ اتنا وقت تھا کہ وہ مقالہ لکھیں اس لیے انہوں نے لکھ لیا۔ وگرنہ ویسا ہوتا جیسا انہوں نے میرے ساتھ کیا۔

ہوا یوں کہ جہاد میں کئی مہینے گزار کر میں واپس لوٹا اور دنیاوی معاملات میں الجھ گیا۔ کچھ عرصے بعد وہ بھی آئے اور سرزنش کرنے لگے کہ جہاد کے لیے کب نکلو گے۔ میں نے بتایا کہ میرے ذہن میں معاملات درست کرنے کے لیے جتنا وقت درکار تھا اس سے زیادہ لگ گیا ہے۔ ساتھ بات کو موڑتے ہوئے میں نے کہا: مگر خوشی کی یہ بات ہے کہ میں کئی مضامین میں اول آیا ہوں۔ انہوں اس بات پر مبارک باد دینا تو درکنار اپنا چہرہ ہی دوسری طرف پھیر لیا۔ جس میں واضح پیغام تھا کہ امت مسلمہ جل مرے، اللہ کے احکام معطل رہیں اور تم اپنی سند پر خوش ہو یہ کون سا اسلامی علم ہے؟

مولانا سعید اللہ ہی مجھے پہلی بار سرزمینِ جہاد کی طرف لے کر گئے۔ جامعہ میں علم دین حاصل کرنے کے لیے داخلہ لیا تھا۔ بس یہ اللہ کی مہربانی تھی کہ اس کے سبب اللہ نے دین پر چلنے کی توفیق بھی دی۔ اور سعید اللہ بھائی جیسے رفیق کار دیے جنہوں نے مجھے دین کی چوٹی، جہاد، کا راستہ دکھایا۔ انہوں نے فکری مراحل سے لے کر عملی مراحل تک میرا ساتھ دیا۔

پاکیزہ صفات:

ان کے نظر میں دنیا کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ نہ ظاہری طور پہ نہ دل میں۔ تکلفات سے دور، سادہ کپڑے، سادہ کھانا، کم پر گزارا کرنا۔ وہ اس دنیا کے مخلوق نہیں تھے۔ رہتے وہ دنیا میں تھے لیکن گویا روح ان کی اپنے اسلاف کے ساتھ سفر کرتی ہو۔

ان کے چھوٹے بھائی میں بھی بہت نیک صفات تھیں جو جہاد کے لیے نکلے اور جلد ہی شہید بھی ہو گئے۔ ان کے یہ بھائی رات کو ساتھیوں سے پہلے جاگ کر ان کے کپڑے دھوتے۔ دونوں بھائی خدمت میں آگے آگے رہتے۔

اللہ ان کے والدین سے راضی ہو جنہوں نے اپنے اولاد کی ایسی تربیت کی۔ یہ خاندان ہمارے لیے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔

شہادت:

سعید اللہ بھائی وانا میں ہی پاکستانی امریکی ڈرون حملے کی زد میں آئے۔ کئی ساتھی موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ جن میں سعید اللہ بھائی کے چھوٹے بھائی بھی شامل تھے جو اپنے بڑے بھائی کی طرح پاکیزہ صفات کا پیکر تھے اور خدمت میں آگے آگے رہتے تھے۔ جبکہ سعید اللہ بھائی شدید زخمی ہوئے۔ ان کے سر پر بھی شدید چوٹیں آئی تھیں اور ایک ٹانگ گھٹنے کے اوپر سے ضائع ہو گئی تھی۔ انتہائی تکلیف کے دن گزارے۔ لیکن جسمانی تکلیف سے زیادہ انہیں یہ پریشانی تھی کہ وہ باقی ساتھیوں کی طرح شہید کیوں نہ ہوئے۔ پیچھے کیوں رہ گئے۔ پھر کہتے ہیں کہ ''دراصل اللہ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو قبول کرتا ہے۔ مجھ میں وہ خاصیت نہ ہوگی''۔ اس عاجزی اور اللہ سے رضا کی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ میرے بھائی کو شہدا میں قبول فرمائے۔ اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔

خاتمہ:

ان مختصر ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور کمزور یادداشت سے سعید اللہ بھائی کی زندگی کا حق تو میں ادا نہیں کر سکتا۔ پر میری دعا ہے کہ جیسے ان کے جیتے جی ان کی زندگی ہمارے لیے ایک شمع تھی اسی طرح ان کی شہادت کے بعد ان کی زندگی کے یہ چند نقوش اوروں کے لیے بھی مشعل راہ بنیں۔ وہ راہ کہ جس کی آخری منزل دنیا میں خلافت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا رضوان حاصل کرنا ہو۔ آمین

☆☆☆☆☆

کرسمس کیک اور مسلمان

محمد فاروق صدیقی

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم کے اردو ترجمے "اسلام اور غیر اسلامی تہذیب" سے اقتباس، پسند فرمودہ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ

کفار و مشرکین کے مذہبی تہواروں میں سے جیسے ہی کسی تہوار کی آمد ہوتی ہے مثلاً ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی، سکھوں کے گرو نانک کا جنم دن اور خاص کر عیسائیوں کی کرسمس تو فوراً ہمارے ارباب اختیار اور دانش ور حضرات رواداری، محبت، بھائی چارہ اور فروغ امن کے نام پر ان تہواروں کو نہ صرف خوش آمدید کہتے ہیں بلکہ ان تہواروں کی مذہبی رسومات یا تقریبات میں بنفس نفیس شرکت کرتے ہیں۔ چنانچہ معاملے اگر ہمارے ان ارباب اختیار اور دانش ور حضرات کا ہوتا جن کا دین اور غیرت سے دور تک کا کوئی واسطہ نہیں تو خیر تھی لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ وہ دینی و سیاسی جماعتیں جو توہین رسالت اور دیگر دینی و ملی معاملات پر زبانی طور پر مرمٹنے کے دعوے کرتے نہیں تھکتی، ان کے قائدین نہ صرف ان تہواروں میں شرکت کرتے ہیں بلکہ اس بات سے قطع نظر کہ ان تہواروں کی تعظیم اور ان میں شرکت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا ان تہواروں کی جانتے بوجھتے اور شعوری طور پر تعظیم اور ان میں شرکت کفر تو نہیں ہے؟ اب تو ان تہواروں کی تقریبات اپنے دینی مراکز میں کرانے سے بھی نہیں چوکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (سنن ابی داود، ج: ۱۱، ص: ۴۸، رقم ۳۵۱۲)
>
> حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے تو وہ انہی میں سے ہے"۔

سلف و خلف کے فقہا اور علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی قوم کے مذہبی تہواروں کی تعظیم اور تقریبات کا انعقاد شعوری طور پر کیا جائے تو یہ کفر ہے اور اس فعل سے انسان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

> حَدَّثَنِی ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاکِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلَی عَھْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَۃَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّی نَذَرْتُ اَنْ اَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَۃَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ فِیھَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاھِلِیَّۃِ یُعْبَدُ قَالُوا لَا قَالَ ھَلْ کَانَ فِیھَا عِیدٌ مِنْ اَعْیَادِھِمْ قَالُوا لَا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِکَ فَإِنَّہُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِی مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ وَلَا فِیمَا لَا یَمْلِکُ ابْنُ آدَمَ (سنن ابی داود، ج: ۹، ص: ۱۴۰، رقم ۲۸۸۱)

حضرت ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرے گا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ کیا بوانہ میں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی وہاں پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں پھر آپ نے پوچھا کیا وہاں کفار کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ "تو اپنی نذر پوری کر کیونکہ گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے اور اس چیز میں نذر لازم نہیں آتی جس میں انسان کا کوئی اختیار نہ ہو"۔

اس حدیث کی روشنی میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> "جب جاہلی میلوں اور عبادت گاہوں پر کسی عقیدت مندانہ حاضری کو منع کر دیا گیا تو خود جاہلی عیدوں میں شرکت بدرجہ اولیٰ ممنوع ہو گئی"۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ

> وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان: ۷۲) "رحمان کے بندے جھوٹ پر گواہ نہیں ہوتے"۔ کی تفسیر میں "الزور" سے بعض تابعین نے کفار کی مذہبی تقریبات کو مراد لیا ہے"۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "الزور سے مراد عیسائیوں کی عید شعانین مراد ہے"۔

امام مجاہد رحمہ اللہ اور ربیع بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ھواعیاد المشرکین
>
> "یہ مشرکوں کی عید کو کہتے ہیں"۔

قاضی ابو یعلی اور امام ضحاک رحمہما اللہ سے بھی یہی رائے منقول ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> "جب اللہ تعالی نے کفار کی عیدوں میں تماش بنی اور حاضری منع کر دی تو عملاً انہیں منانا کہاں جائز ہو سکتا ہے"۔

امام عطا بن یسار رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

(بقیہ صفحہ ۶۸ پر)

کرسمس کیک کاٹنے کا جرم... اسلام کی نظر میں

رب نواز فاروقی رحمہ اللہ

اسلام اپنے ماننے والوں کو غیرت و حمیت کا ایسا خُوگر بناتا ہے کہ وہ اپنے دین کے سوا کسی سے مرعوب نہ ہوں۔ کیونکہ اس کائنات میں صرف اور صرف اسلام ہی 'الدین' اور 'الحق' ہے اور اس کے ماسوا سب کچھ باطل اور جھوٹ ہے۔

اسلام جہاں خیر و شر اور کامیابی و ناکامی کے اپنے معیار اور پیمانے مقرر کرتا ہے وہیں محبت اور دوستی، نفرت اور دشمنی کے لیے اپنے معیار کا تعین کرتا ہے اور اس کا اصرار ہے کہ محبت اور دوستی کے تمام تر رشتے صرف مسلمانوں کے ساتھ استوار کیے جانے چاہئیں۔ ان کی زبان کوئی بھی ہو اور وہ دنیا کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں وہ آپس میں بھائی ہیں اور ان کا یہ رشتہ خونی رشتوں سے بھی مقدم ہے۔

اسی طرح دشمنی اور نفرت کے لیے بھی اسلام اپنا معیار قائم کرتا ہے کہ ہر شخص جو آپ کے دین میں داخل نہیں وہ آپ کا دوست نہیں ہو سکتا چاہے وہ والدین یا اولاد کی صورت قریب ترین رشتے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہاں تک کہ مسلمان والد کی اولاد میں سے کوئی اگر کافر ہو تو وہ اس کا وارث بھی نہیں۔

کفار میں سے کسی سے عداوت اور نفرت کا کتنا تعلق رکھا جائے اس بات کا انحصار اس کی کیفیت پر ہے کہ آیا وہ محارب کافر ہے یا غیر محارب کافر یا مسلمانوں کا ذمّی کافر، ہر ایک کے بارے میں تفصیلی احکامات فقہ کی کتابوں میں درج ہیں۔

کفار سے دشمنی اور مومنین سے محبت کے اسلامی عقیدے کو اصطلاح میں 'الولاء البراء' کہتے ہیں۔ علما کا کہنا ہے کہ 'کتاب و سنت' میں عقیدہ توحید کے بعد سب سے زیادہ بیان اسی عقیدہ کا ہے اور بعض علما اسے عقیدہ توحید کا ہی جزو شمار کرتے ہیں۔

اب ہم نفسِ مسئلہ کی طرف آتے ہیں کہ 'عیدِ میلاد مسیح علیہ السلام' جسے عیسائی 'کرسمس' کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اسے باقاعدہ اپنی عید قرار دے کر مناتے ہیں۔ گویا کہ یہ عیسائیوں کا اہم ترین مذہبی تہوار ہے۔ پہلے پہل بلادِ کفر میں رہنے والے مسلمان اس عادتِ بد کا شکار ہوئے کہ وہ عیسائیوں کے اس تہوار کے موقع پر ان کے 'گرجا گھروں' میں جا کر یا انہیں اپنے ہاں بلا کر کرسمس کیک کاٹتے اور ان کے ساتھ تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں اور اُس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کفار سے ان کے تعلقات بہتر رہیں کیونکہ ان کے ملکوں میں رہتے ہوئے ان کی حیثیت کافروں کے ذمیوں کی سی ہوتی ہے اس لیے اپنے آقاؤں کو خوش کرنا وہ اپنے فرائض منصبی میں سے سمجھتے ہیں۔

دوسرا اہم مقصد تجارتی تعلقات کو بہتر طریق پر استوار کرنا ہوتا ہے، اسی طرح ان کا تعارف ایک اعتدال پسند اور ماڈریٹ مسلمان کے طور پر ہو جاتا ہے جن سے کافروں کو یہ تسلی رہتی ہے کہ یہ ان 'دہشت گرد' مسلمانوں میں سے نہیں ہیں جو ہمیں ختم کرنا چاہتے ہیں، اور ہمارے نظام کو ختم کر کے خلافت اسلامی قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔

کرسمس منانے سے مذہبی جمہوری جماعتوں اور دیگر سے اسی جماعتوں کے راہنماؤں کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ اب انتخابات چونکہ مخلوط طرز پر ہیں اس لیے ان عیسائیوں کے ووٹ بھی اہم ہیں شاید کہ ہمیں ہی حاصل ہو جائیں دوسرا یہ کہ بیرونی کافروں کے سامنے اپنے لیے کریمانہ تاثر (سافٹ امیج) پیدا کرنے کی کوشش بھی ہوتی ہے کہ ہم بتوں کو گرانے والے یا اسلامی احکامات پر بزور عمل کروانے والے 'طالبان' نہیں ہیں اور اس لیے اقتدار کے لیے موزوں ترین لوگ ہیں۔ ایک اہم مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ مقامی سیکولر اور لبرل طبقے کو اپنی داڑھی اور مذہب کی صفائی دی جائے۔

کفار کی عیدوں اور مذہبی تہواروں میں مسلمانوں کی شرکت کے بارے میں اسلام کے مفصل احکامات ہیں، ان میں سے چند احادیث، آثار صحابہؓ اور اقوالِ فقہا درج کیے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تشبہ بقوم فھو منھم

"جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ اُنہی میں سے ہو گا"۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

من کثّر سواد قوم حشر معھم

"جو کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کرے گا اس کا حشر (قیامت کو) اُنہی میں سے ہو گا"۔

عطاء بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ علیہ نے فرمایا کہ

"ان کے تہواروں کے دن ان کی عبادت گاہوں میں نہ جاؤ کیونکہ ان پر اللہ کا غضب ہوتا ہے"۔ (بیہقی)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جو شخص عجمیوں کافروں کے نوروز و مرجان (تہواروں) میں شریک ہو اور اس کا اہتمام کرے اور ان کی مشابہت اختیار کرے اور موت آنے تک اسی کردار پر قائم رہے تو قیامت کے دن انہی لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا"۔ (السنن الکبرٰی بیہقی: ج۹، ص ۲۳۴)۔

علمائے احناف کے نزدیک ان (کفار) کے شعائر پر مبارک دینا کفر ہے۔ (البحر الرائق) اس کی وجہ یہ ہے کہ شعائر 'مذہب کی علامت ہوتے ہیں گویا کہ اُن کے کفر پر مبارک دی جا رہی ہے۔ امام ابو حفص حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"اگر کوئی کسی مشرک کو کسی دن کی تعظیم میں تحفہ دیتا ہے تو یہ کفر ہے"۔

(فتح الباری: ج۲، ص ۵۱۳)

(بقیہ صفحہ ۶۸ پر)

شعائر کفر میں شرکت اور شمولیت

قاری عبدالحفیظ عثمانی

ہر شخص کو معلوم ہے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔ ہر سال ۲۵ دسمبر کو یہ اپنے اعتقاد کے مطابق (نعوذ باللہ) خدا کے ہاں بیٹا پیدا ہونے پر خوشیاں مناتے ہیں۔ کرسمس خدا پر ایسا ہی ایک کھلا بہتان ہے یعنی خدا کے ہاں بیٹا پیدا ہونے کا تہوار؛ ایک ایسی بات جس پر آسمان کانپ اٹھتا ہے اور زمین لرز جاتی ہے۔ قرآن شریف میں اِس پر وعید آتی ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا (مریم:۸۸۔۹۲)

"اور وہ بولے: رحمن بیٹا رکھتا ہے۔ یقیناً تم نے ایک نہایت گھناؤنی بات بول ڈالی۔ قریب ہے کہ آسمان اِس سے پھٹ پڑیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اس لیے کہ انہوں نے رحمن کے لیے بیٹا تجویز کر ڈالا۔ رحمن کے تو لائق ہی نہیں کہ اولاد رکھے"۔

پھر بھی اسلام وہ دین ہے جس میں کوئی زبردستی نہیں۔ دنیا کی زندگی زندگی اُنہیں اپنے اِس کفر پر رہنے کی آزادی ہے اور سزا کا ایک دن مقرر ہے۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اُنہیں خدا پر ایسا بہتان گھڑنے سے خبردار کریں۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشن اب ہمیں انجام دینا ہے کہ عیسائی اقوام کو اُن کے اِس شرک پر خدا کی پکڑ سے ڈرائیں۔ البتہ ایسی کوئی رواداری ہمارے دین میں نہیں کہ جس وقت وہ اپنے اس بہتان پر خوشیاں منا رہے ہوں کہ آج کے دن (نعوذ باللہ) خدا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا تو ہم اُن کو مبارک سلامت کہہ کر آئیں اور اُن کی خوشیوں میں شریک ہوں۔ آدمی کی غیرتِ دینی سلامت ہو تو یہ بات خود بخود سمجھ آتی ہے۔ فقہا نے اس چیز کے حرام ہونے پر شریعت سے باقاعدہ دلائل ذکر کیے ہیں: ۱۔ قرآن مجید میں رحمن کے بندوں کی صفت بیان ہوئی:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان:۷۲)

"اور وہ لوگ جو باطل پر حاضر نہیں ہوتے اور کسی بیہودہ چیز پر ان کا گزر ہو تو متانت کے ساتھ گزرتے ہیں"۔

آیت میں جس باطل کا ذکر ہوا: ابن کثیر و دیگر کتبِ تفسیر نے تابعی مفسرین کی ایک بڑی تعداد کا قول ذکر کیا ہے کہ:

"یہ اہل جاہلیت کے تہوار ہیں۔ اِس تفسیر کی رو سے "عباد الرحمن" کا شیوہ یہ ٹھہرا کہ وہ ایسی جگہوں کے پاس نہ پھٹکیں جہاں اہل جاہلیت اپنے شرکیہ تہوار منانے میں مگن ہوں"۔

۲۔ ابوداؤد، مسند احمد اور ابن ماجہ میں حدیث آتی ہے:

عن ثابت بن ضحاك رضي الله عنه: نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَنْحَرَ إِبِلاً بِبُوَانَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قَالُوْا: لا قَالَ: فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟ قَالُوْا: لا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةٍ أَوْ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ

"دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر اونٹ قربان کرے گا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہاں پر جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تو نہیں پوجا جاتا تھا؟ صحابہؓ نے عرض کی: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا وہاں ان کے تہواروں میں سے کوئی تہوار تو منعقد نہیں ہوتا تھا؟ صحابہؓ نے عرض کی: نہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لو کیونکہ ایسی نذر کا پورا کرنا درست نہیں جو معصیت ہو یا جو آدمی کے بس سے باہر ہو"۔

اِس حدیث کے ضمن میں علمائے کرام کہتے ہیں: وہ صحابیؓ تو قطعاً کسی بت پر چڑھاوا دینے یا کوئی جاہلی تہوار منانے نہیں جا رہا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس بات کی تسلی فرمانا چاہی کہ ماضی میں بھی وہاں نہ تو کوئی بت پوجا جاتا تھا اور نہ کوئی جاہلی تہوار منایا جاتا تھا۔ اس سے واضح ہوا کہ مسلمان کا اِن اشیا سے دور رہنا شریعت کو کس شدت کے ساتھ مطلوب ہے۔

۳۔ فقہا نے اس مسئلہ پر اجماع نقل کیا ہے۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کو باقاعدہ پابند فرمایا تھا کہ دار الاسلام میں وہ اپنے تہواروں کو کھلے عام نہیں منائیں گے؛ اور اِسی پر سب صحابہؓ اور فقہاء کا عمل رہا ہے۔ چنانچہ جس ناگوار چیز کو مسلمانوں کے سامنے آنے سے ہی ممانعت ہو، مسلمان کا پہنچ کر وہاں جانا کیونکر روا ہونے لگا؟ اس کے علاوہ کئی روایات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم نامہ منقول ہے:

لا تَعَلَّمُوْا رَطَانَةَ الأَعَاجِمِ، وَلا تَدْخُلُوْا عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيْدِهِمْ فَإِنَّ السُّخْطَةَ تَنْزِلُ عَلَيْهِمْ

"عجمیوں کے اسلوب اور لہجے مت سیکھو۔ اور مشرکین کے ہاں اُن کے گرجوں میں ان کی عید کے روز مت جاؤ، کیونکہ ان پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے"۔ (اقتضاء الصراط المستقیم از شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ)

علاوہ ازیں کافروں کے تہوار میں شرکت اور مبارکباد کی ممانعت پر حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ سب متفق ہیں۔ (فقہ حنفی: البحر الرائق لابن نجیم ج ۸، ص ۵۵۵، فقہ مالکی: المدخل لابن حاج المالکی ج ۲ ص ۴۶۔۴۸، فقہ شافعی: مغنی المحتاج للشربینی ج ۴ ص ۱۹۱، الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر الہیتمی ج ۴ ص ۲۳۸۔۲۳۹، فقہ حنبلی: کشف القناع للبہوتی ج ۳ ص

۱۳۱)۔فقہائے مالکیہ تو اس حد تک گئے ہیں کہ جو آدمی کفر کے تہوار پر ایک تربوز کاٹ دے وہ ایسا ہی ہے گویا اُس نے خنزیر ذبح کر دیا۔(اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۵۴)

کافر کو اُس کے شرکیہ تہوار پر مبارک باد دینا کیسا ہے؟اس پر امام ابن القیم الجوزیؒ لکھتے ہیں:

"یہ ایسا ہی ہے کہ مسلمان اُسے صلیب کو سجدہ کر آنے پر مبارک باد پیش کرے!یہ چیز اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے کہ آدمی کسی شخص کو شراب پینے پر یا ناحق قتل پر یا حرام شرم گاہ کے ساتھ بدکاری کرنے پر مبارک باد پیش کرے۔(اَحکام اھل الذمہ:ج۳ص ۲۱۱)

چند اشکالات اور ان کا جواب:

۱۔ایک اشکال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ کرسمس اب کوئی مذہبی تہوار نہیں رہ گیا بلکہ ایک سماجی تہوار بن چکا ہے۔مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جاہلی تہوار ختم کروائے خود اُن کے متعلق ثابت نہیں کہ وہ اہل مدینہ کے کوئی خاص مذہبی تہوار تھے؛ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب جاہلی تہوار ختم کروا دیے۔دراصل یہ ایک چور دروازہ ہے جو اس وقت کھلوایا جارہا ہے۔جس سے "کرسمس"ہی نہیں "دیوالی"کی راہ بھی کھل جائے گی۔یعنی ہندو'امن کی آشا' کو بھی یہی حجت کام دے جائے گی!

۲۔ایک اشکال یہ کہ شریعت نے ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا جو حکم دیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم کرسمس پر اُن کو مبارک باد پیش کیا کریں اور ان کے ساتھ مل کر کرسمس کیک کاٹیں!ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کے ساتھ پیش آنے کا یقیناً شریعت میں حکم ہے، مگر سوال یہ ہے کہ ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک رسول اللہ ا اور صحابۂ کرام ث سے بہتر کون کر سکتا ہے؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کرسمس ایسے کسی تہوار میں شرکت کرنا یا مبارک باد دے کر آنا نہ تو ثابت ہے اور نہ ہی(نعوذ باللہ)اس کا تصور کیا جاسکتا ہے۔اِس کے برعکس، صحابہؓ سے یہ ثابت ہے کہ دورِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں جب نئی اقوام داخل اسلام ہوئیں تو مسلمانوں کو کفار کے تہواروں میں شرکت سے ممانعت فرمائی گئی، جیسا کہ اوپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ ذکر ہوا۔پس ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک کا جو حکم ہے لامحالہ وہ عام دنیوی معاملات میں ہے نہ کہ ان کے کفریہ شعائر میں شرکت اور شمولیت۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: کرسمس کیک اور مسلمان

ایاکم ورطانة الاعاجم وان تدخلوا علی المشرکین یوم عیدھم فی کنائسھم

"نہ مشرکین کی زبان بولو اور نہ ان کی عید کے دن ان کی عبادت گاہوں میں جاؤ"۔

فقہائے مالکی سے یہ قول بھی منقول ہے:

"جو مشرکین کے کسی تہوار میں خربوزے کو خاص طرح سے کاٹتا ہے (جیسے آج کل کرسمس کا کیک)تو گویا وہ خنزیر ذبح کرتا ہے"۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں کہ:

اجتنبوا اعداء اللہ فی عیدھم

"اللہ کے دشمنوں سے ان کی عید میں بچو"۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من بنی بارض المشرکین وصنع نیروزھم ومھرجانھم وتشبہ بھم حتی یموت،حشر معھم یوم القیامة

"جو مشرکین کے درمیان رہتا ہے اور ان کی عید نوروز اور تہوار مناتا ہے اور ان کی صورت اختیار کرتا ہے اور اسی حال میں مر جاتا ہے تو قیامت کے دن ان ہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا"۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: کرسمس کیک کاٹنے کا جرم...اسلام کی نظر میں

امام ادریس ترکمانی حنفی رحمہ اللہ ایسے اعمال کے ذکر کے طور پر'جن کا ارتکاب مسلمان' عیسائیوں کی عید کے موقع پر کرتے ہیں'فرماتے ہیں:

"علمائے احناف میں سے کچھ یہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ سب کچھ کیا اور بغیر توبہ کے مر گیا تو انہی کی طرح کافر ہے"(اللمع فی الحوادث:ج۱،ص ۳۹۴)۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں:

"شعائرِ کفر سے متعلقہ کاموں پر مبارک باد دینا بالاتفاق علما حرام ہے،اس کی مثال ایسی ہے جیسے انہیں صلیب کو سجدہ کرنے پر مبارک دی جائے،یہ تو کسی کو شراب پینے اور زنا کرنے پر مبارک باد دینے سے بھی بُرا ہے"۔

(احکام اھل الذمہ :ج۱،ص ۲۰۴)

☆☆☆☆☆

خیالات کا ماہنامچہ

ذہن میں گزرنے والے چند خیالات: دسمبر ۲۰۱۷ء

معین الدین شامی

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا نہایت فضل و احسان ہے جنہوں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنا بنالیں اور ہمارے ہو جائیں۔ اللہ پاک ہمیں ثقافتِ جہاد و استشہاد سے آشنا فرمادیں، آمین یاربّ العالمین۔

چین اور گوادر

چین، جو اپنا یار ہے... اور ... جس پہ جاں نثار ہے نے 'سفارش' پیش کی ہے کہ گوادر کے اندر چینی 'یوان' بطورِ کرنسی استعمال کیا جائے۔ ہماری متعلقہ وزارتوں کے وزرا فرماتے ہیں کہ ہم نے اس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا یہ سفارش "under consideration" ہے۔

'عقل' نام تھا جس کا، رخصت ہوئی 'ہمارے' 'سر' سے!

یوں تو 'پاکستانی روپیہ' بھی ایک گھورک دھندہ ہے لیکن 'یوان' کی آمد کا سیدھا سا مطلب آپ کی رہی سہی، نام نہاد 'خود مختاری' کا خاتمہ ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی غلامی بھی بے مثال ہے، شاید زبان و لغت میں ان کی غلامی اور ذہنی پستی کو سامنے رکھتے ہوئے نئے محاورے اور الفاظ و اصطلاحات ایجاد کرنی پڑ جائیں۔

شریعتِ مطہرہ اسی لیے اصل زر یا جنس سے کاروبار کا قانون انسانیت کو متعارف کرواتی ہے۔ سونا، چاندی یا کوئی اور قیمتی دھات یا اجناس، جہاں مرضی چلے جائیں ان کی وہی حیثیت اور قیمت رہتی ہے۔ ساری دنیا میں ایک ریٹ، سو ان سے خریدی جانے والی اشیا ایک جائز منافع کے ساتھ کم و بیش ایک ہی ریٹ پر بآسانی دستیاب۔ یہ ہے شرعی، فطری، انسانی تجارت کا طریقہ! اب چینی آئے یا جاپانی، انگریز یا فرانسیسی، امریکی یا افریقی کسی سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اصل زر جو زر ہے، زر جو اصل زر ہے!

صحیح سے خبر تو یاد نہیں لیکن کسی وزیر کا بیان پڑھا پچھلے دنوں کہ غالباً اگلے پچاس سال تک ۹۹ فی صد ریونیو جو گوادر سے حاصل ہو گا چین کو جائے گا اور ایک فی صد گوادر کے لیے۔ اس پر تبصرے سے ہم قاصر ہیں۔ جو القاب و خطابات ایسے حکمرانوں کے لیے آپ کے ذہن میں آرہے ہیں ہم بھی وہی کہنا چاہ رہے ہیں لیکن کہہ نہیں پارہے ہیں۔

سعودی عرب سے

اب تو آپ جان ہی گئے ہیں کہ ہم محمد بن علمان کے بارے میں ہم ایک عرصے سے لکھتے آ رہے ہیں۔ بس چند نئی خبروں کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ امریکی اخبار وال سٹریٹ جرنل کی خبر ہے کہ چند روز قبل عیسیٰ علیہ السلام کی پینٹنگ، جس کو بنانے والے لیونارڈو ڈاوِنچی تھا کا اصل خریدار شہزادہ محمد بن سلمان ہے۔ اس پینٹنگ کو ۴۵ کروڑ ڈالر میں خریدا گیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی تصویریں بنانا اور ان کا پرچار انبیاء کی گستاخی اور توہین ہے۔ مجلہ 'نوائے افغان جہاد' کے خصوصی شمارے 'ناموسِ رسالت و سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر'، مطبوعہ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ / نومبر ۲۰۱۷ء میں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مضمون کے ذیل میں 'مولوی حافظ حق نواز صاحب' نے یہ شرعی مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ اہلِ ایمان کے یہاں اس اصول '**لا نفرق بین احد من رسلی**' کے تحت انبیاء علیہم السلام میں کوئی تفریق نہیں۔

ہمیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حرمت و ناموس کا بھی ویسے ہی پاس ہے جس طرح سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس کا۔ محمد بن علمان کا اس پینٹنگ کو خریدنا گستاخانہ فعل ہے۔ پھر اس کو ابو ظہبی کے میوزیم میں 'نمائش' کے لیے رکھوانا ایک سنگین جرم و گستاخی کا ارتکاب ہے۔

محمد بن علمان بنیادی اخلاقیات سے بھی عاری وہ شخص ہے جو اپنے بھائیوں، عم زادوں[6] کو گرفتار کر کر کے ان سے پیسے بٹور رہا ہے اور پھر وہ پیسہ ایسے کاموں میں لگا رہے جس سے اہلِ صلیب و شرک اور شیطان خوش ہوتا ہے۔

دوسری نہایت اہم خبر ہے ڈانلڈ ٹرمپ کے یہودی داماد 'ڈیوڈ کُشنر' کی ملاقاتوں کی۔ یروشلم کے حالیہ سودے سے قبل ڈیوڈ کُشنر ہنگامی دوروں پر ریاض میں 'MbS' جیسا کہ محمد بن علمان کہلانا پسند کرتا ہے' سے ملتا رہا ہے۔ ان ملاقاتوں میں فلسطینی نمائندہ 'محمود عباس' جس کے 'بھائی' فرقے سے ہونے کی خبریں ہیں' بھی شریک رہا۔ یروشلم کی حالیہ ڈیل سے پہلے سعودیوں کو باقاعدہ اعتماد میں لیا گیا تھا اور اس ڈیل میں سعودی باقاعدہ شریک ہیں۔

پچھلے دو ہفتوں سے سعودی عرب میں ہر دوسرے روز کنسرٹ، میلوں وغیرہ کی خبریں بھی ہم سب ہی کے سامنے ہیں۔ رپورٹوں کے مطابق سینما میں فلمیں دیکھنے، مخلوط محفلیں سجانے، مرد و عورت کا کھلے میں اکٹھے بے پردہ آئس کریم کھانے وغیرہ میں سعودی ہر

---

[6] اس کے بھائی اور عم زادے بھی اسی جیسے ہیں اور ہم ان کی طرف داری نہیں کرتے، بس مقصود اس کی اپنی نیچی ذہنیت کی عکاسی کرنا ہے۔

سال دو ارب ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ وژن ۲۰۳۰ء کے مطابق یہ سب سہولتیں سعودی عرب میں بہم کرنے سے دو ارب ڈالر گھر میں ہی خرچ ہوا کرے گا۔ لبنانی اداکارہ 'ھبۃ طوجی' کو وژن ۲۰۳۰ء کے حوالے سے پرفارم کرنے کے لیے محمد بن علمان کی خصوصی دعوت پر سعودیہ بلایا گیا ہے۔ اے اللہ! تو ان پر اپنے بندوں میں سے کسی کو مسلط فرما' جنہوں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جزیرے اور تیرے حرم کے پڑوس میں یہ سب ظلم و فساد برپا کیا ہے، آمین۔

نیز ایک اسرائیلی یہودی کا حرمینِ شریفین میں داخل ہونا اور پھر مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گھس کر اپنی اسرائیلی عبرانی زبان میں کنندہ اپنے بیگ کے ساتھ تصاویر کھنچوا کر سوشل میڈیا پر ڈالنا بھی سب کے سامنے رہا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہم بس سوشل میڈیا پر ہی اعتراض کرتے رہے اور احتجاج سوشل میڈیا پر ہی دم توڑ گیا۔

کسی کو یہ پوچھنے کی توفیق نہیں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو اور تم محمد بن علمانوں نے آج کے بدترین مشرک یہود کو اسی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں گھسنے دے دیا۔

اللھم انا نجعلك فی نحورھم و نعوذبك من شرورھم، آمین۔

اے اللہ! مجاہدین کو ان پر مسلط فرما دے کہ تیرے حبیب کا بدلہ ان سے لے سکیں، آمین۔

نمبر ون!

چند سالوں سے اہلِ وطن اچھی طرح جان گئے ہیں کہ "نمبر ون" جہاں بھی بولا جائے گا تو اس کا کیا مطلب ہو گا۔ ذرا نمبر ون دیکھتے ہیں، ہر وقت خشک باتوں سے دل گھبرانے لگتا ہے، اکثر رسائل میں لطیفوں کا سیکشن ہوتا ہے سو...

- پاک فوج: دنیا کی "نمبر ون" فوج!
- آئی ایس آئی: دنیا کی "نمبر ون" خفیہ ایجنسی
- بول ٹی وی: پاکستان کا سب سے بڑا اور "نمبر ون" ٹی وی چینل
- عامر لیاقت: پاکستان کا "نمبر ون" اینکر

پاک آرمی: ہندو-مسلم-عیسائی-مرزائی-سکھ فیملی!

پچھلے دنوں پاک آرمی کے میجر ہرچرن سنگھ کی شادی ہوئی۔ اس میں بڑی بڑی شخصیات نے شرکت کی۔ پاک آرمی وہ ادارہ ہے جہاں، رنگ و نسل، قوم، قبیلے اور مسلک ہی نہیں 'مذہب' کی بھی تفریق کے بغیر "مجاہدین" بھرتی ہوتے ہیں۔ "ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ"، جیسی عظیم صفات سے مزین ہو کر "عبادت" کرتے ہیں۔ پھر 'شہید' ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا نہایت کرم ہے کہ جس نے پاک آرمی کے نظریات و عقائد کو خوب واضح فرما دیا کہ حق و باطل کی تفریق ہو جائے۔

پاک آرمی کی ایک بٹالین / battalion میں تین سو سے آٹھ سو فوجی ہوتے ہیں۔ اس بٹالین کا کمانڈنگ افسر لیفٹیننٹ کرنل اور سیکنڈ اِن کمانڈ (2IC) میجر ہوتا ہے۔ یعنی ہرچرن سنگھ صاحب اس وقت کسی بٹالین میں سیکنڈ کمانڈنگ افسر ہیں۔ ان کے تحت 'ما شاء اللہ' تین سو سے آٹھ سو 'مجاہدینِ' پاک فوج ہیں! ان 'مجاہدین' میں مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی، مرزائی، شامل ہیں! اب جو اِن 'مجاہدین' کے ایمان میں شک کرے تو سوچیں کہ وہ کتنا شدت پسند، دہشت گرد، خارجی، انتہا پسند وغیرہ وغیرہ ہو گا!

پاک فوج 'زندہ باد'!

پچھلے چند ہفتوں میں پاکستان میں ہونے والی چند کارروائیاں

بنگلہ دیش سے سوات، لال مسجد، وزیرستان، دو لاکھ سے زائد لاپتہ افراد، ہزاروں شہدا، ناموسِ رسالت کے دشمنوں کی حفاظت جیسے گھناؤنے جرائم کرنے والوں کو جب جہادی ضرب لگائی جاتی ہے تو سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ عادل و منتقم ربّ کا فرمان ہے:

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ

"ان سے جنگ کرو تا کہ اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے، انہیں رسوا کرے، ان کے خلاف تمہاری مدد کرے، اور مومنوں کے دل ٹھنڈا کر دے۔" (التوبۃ: ۱۴)

الحمد للہ! ان مجرمین کے خلاف مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی کامیاب کارروائیاں کرنے کا موقع دیا جس سے اہلِ نفاق کے دل جلے اور اہلِ ایمان کے سینوں کو ٹھنڈک ملی۔ چند کارروائیاں یہاں ذکر کی جا رہی ہیں تا کہ اہلِ ایمان کو معلوم رہے کہ مجاہدین کی شکست کی خبروں اور دشمن کی فتح کی خبروں میں کتنی صداقت ہے۔ اس لیے بھی پیش ہیں کہ اہلِ ایمان کو حوصلہ ملے... یہ حوصلہ ملے کہ ان کی جنگ حق کی جنگ ہے اور وہ فاتح ہیں۔

1) بلوچستان میں ایک حملے میں لیفٹیننٹ کرنل عامر سمیت تین اہلکار ہلاک۔
2) کوئٹہ کے علاقے سریاب میں پولیس کے ریپڈ رسپانس گروپ کے ٹرک پر حملے میں چھ ہلاک۔

3) بنوں میں انجینئرنگ بٹالین کے دو فوجی ہلاک۔

4) کوئٹہ میں ڈی آئی جی حامد شکیل سمیت تین پولیس اہل کار ہلاک۔ واضح رہے کہ یہاں ڈی آئی جی سے مراد ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس ہے۔

5) پشاور میں ایف سی کے تین اہلکار ہلاک اور آٹھ زخمی۔

6) ڈیرہ اسماعیل خان میں میجر اسحاق ہلاک۔

7) پشاور میں ایڈیشنل آئی جی اشرف نور جو اکیسویں گریڈ کا افسر تھا ہلاک۔

8) خیبر ایجنسی میں راجگال کے علاقے میں لیفٹیننٹ ارسلان عالم ہلاک۔

9) شمالی وزیرستان کے علاقے رزمک میں حوالدار جابر حسین، نائیک امجد اور سپاہی محسن علی ہلاک۔

10) کرم ایجنسی میں کیپٹن جنید حفیظ اور سپاہی رحیم ہلاک۔

11) شمالی وزیرستان میں سیکنڈ لیفٹیننٹ اور ایک سپاہی ہلاک۔

12) دارالحکومت اسلام آباد کے قلب میں آئی بی کا ایک رافضی افسر ٹارگٹ کلنگ کی کارروائی میں ہلاک۔

پچھلے تین ماہ میں ہلاک شدہ فوجی و پولیس افسروں اوراہل کاروں کی تعداد (سرکاری اعداد وشمار کے مطابق) سو کے قریب ہے۔ آج کل زید حامد کے منہ سے نکلنے کے بعد ہر عام وخاص کہہ رہاہے کہ اس جنگ میں دس ہزار سکیورٹی فورسز کے افسران واہل کار ہلاک ہو چکے ہیں۔

اللہ پاک مجاہدینِ عالی قدر کے نشانے ٹھیک فرمائیں، انہیں دشمنوں کو تاک تاک کر مارنے والا بنائیں۔ اللہ پاک ان کے ہاتھوں اسلام و اہلِ اسلام کی حفاظت فرمائیں اور ان کی کارروائیوں کا رُخ مزید بہتر سے بہترین فرمادیں۔ ان کو لغزشوں پر رجوع کرنے والا بنائیں اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں، آمین یاربّ العالمین۔

کماد کی فصل

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کی زراعت کا انحصار تین بڑی فصلوں پر ہوتا ہے۔ گندم، کپاس اور کماد یعنی گنّا۔ اس سال حکومت نے فی ٹن گنے کی خریداری کا ریٹ ۱۸۲ روپے مقرر کیا ہے۔ اس حساب سے ایک فصل کا فی ایکڑ منافع چوبیس ہزار روپے بنتا ہے۔ پاکستان میں اکثر کسان 'چھوٹے کاشت کاروں میں شمار ہوتے ہیں جن کی ملکیت کئی بار کل ایک ایکڑ زمین ہی ہوتی ہے۔ پاکستانی کاشت کاروں کے ایک لیڈر کے مطابق پنجاب میں ۶۵ فی صد، سندھ میں ۲۲ فی صد اور باقی گنا 'صوبۂ سرحد میں کاشت ہوتا ہے۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ شوگر مل مالکان اس وقت گنّا زیادہ تر ایک سو چالیس روپے من لے رہے ہیں اور کہیں کہیں نوّے روپے من بھی۔ بے چارہ عام کسان شدید استحصال کا شکار ہے۔ اس کے پاس منافع صفر فی صد ہے یا پھر بعض جگہوں پر وہ فصل کو خسارے پر بیچنے پر مجبور ہے۔ اگر وہ فصل نہیں بیچے گا تو اس کے پاس تو گودام ہیں نہیں اور وہ سڑ جائے گی، بیچتا ہے تو خسارہ۔ پھر شوگر مل مالکان ایک ٹرالی گنّا جس کا وزن پانچ سو من ہوتا ہے کو دھونس سے چار سو من قرار دے کر سو من گنے کی خسارے والی رقم بھی ادا نہیں کر رہے۔

پاکستان میں کُل ۸۲ شوگر ملیں ہیں اور درجِ بالا صورتِ حال اور ریٹ کے ذریعے شوگر مل مالکان کو حاصل ہونے والا 'منافع' قریباً سو ارب روپے ہے۔ یعنی فی مل بھی کم از کم ایک ایک ارب روپیہ ایک فصل سے۔ مل مالکان کا 'عقیدہ' ہے کہ ہر سال ایک نئی شوگر مل نہ لگی تو ہم نے کیا کمایا؟ اور فی شوگر مل قریباً ایک ارب روپے میں لگتی ہے۔ ان بیاسی شوگر ملوں میں سے بیش تر کے مالکان کون ہیں... بے چارے غریب، غربا، فقیر لوگ جن میں آصف علی زرداری، شہباز شریف، جہانگیر خان ترین، ہمایوں اختر ولد جنرل اختر عبدالرحمان، شجاعت حسین، میاں منیر (مریم نواز کا سمدھی) شامل ہیں۔

ایک شوگر مل والا 'غریب کسان کے چوبیس چوبیس ہزار روپے ڈکار کر کُل ایک ارب سے زائد روپیہ خالص 'حرام' بنا رہا ہے۔ یہ ہے سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کا شاخسانہ!

اے ہمارے اللہ! ہم پر اور ہمارے مظلوم مسلمان بھائیوں اور ان غریب ولاچار کسانوں پر رحم فرما۔ ہمیں اپنی پاکیزہ شریعت والا نظام عطا فرما، جو جب نافذ ہو تو زکاۃ دینے والے تو ہوں لیکن لینے والا کوئی نہ ہو۔ آمین یاربّ العالمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین۔

☆☆☆☆☆

''صبر بہترین ہتھیار ہے اور تقویٰ بہترین سواری۔ اگر ہم شہادت کا مرتبہ پاجائیں تو یہی تو ہماری چاہت ہے! میں تمام مسلم اُمہ کو یہ یقین دلانا چاہتاہوں کہ اللہ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں اور جو صبر عطا کیا ہے اس کی بدولت ہم اگلے سات سال تک جہاد جاری رکھنے کے قابل ہوئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ اس سے اگلے سات سال اور پھر ان سے بھی اگلے سات سال اللہ کی نصرت کے سہارے یہ جہاد جاری رکھیں گے''۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

فیض آباد دھرنا: ایک جائزہ

سیلاب خان

سنہ ۲۰۱۷ء کے نومبر میں دو عشروں سے زائد تک اسلام آباد و راولپنڈی کے سنگم، فیض آباد میں جاری دھرنا ڈرامائی انداز میں اختتام پذیر ہوا۔ اس دھرنے کو ذرا ترتیب وار دیکھتے ہیں۔

- لاہور سے ایک جماعت 'تحریکِ لبیک یا رسول اللہ ﷺ پاکستان' ایک جلوس کی صورت میں اسلام آباد روانہ ہوئی۔
- اسلام آباد کے راستے میں واقع بڑے شہروں گوجرانوالہ، گجرات اور جہلم وغیرہ سے یہ جلوس، عوامی اجتماعات سے گزرتا راولپنڈی و اسلام آباد کے سنگم فیض آباد پہنچا۔
- اس جلوس/دھرنے کے 'قائدین' کا مطالبہ تھا کہ الیکٹورل ریفارم (electoral reforms) کرتے ہوئے سرکاری عہدوں/عوامی نمائندوں کے حلف نامے میں جو ختمِ نبوت سے متعلق تبدیلی کی گئی ہے اس کا ذمہ دار وزیرِ قانون زاہد حامد ہے، جسے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ نیز اس کوشش میں جو بھی شخص/اشخاص ملوث تھے ان سب کو سامنے لایا جائے اور ان کا احتساب ہو۔
- حکومتِ وقت نے کوشش کی کہ دھرنے کے شرکا سے لے دے کر کے اس دھرنے کو چلتا کیا جائے۔
- دو عشروں سے زائد وقت گزرنے کے بعد، اسلام آباد ہائی کورٹ کے جج، شوکت عزیز صدیقی کے سوموٹو ایکشن پر حکومت و انتظامیہ نے دھرنا ختم کروانے کے لیے کارروائی کا آغاز کیا۔ حکومتی کوشش جس میں پولیس اور ایف سی شامل تھی، ناکام ہوئی۔
- اس کے بعد ملک بھر میں مظاہرے شروع ہو گئے، بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور و کراچی میں ایک دو روز کے لیے کہیں کُلی اور کہیں جزوی طور پر پہیہ جام کروا دیا گیا۔
- فوج کی طرف سے 'مشورہ' آیا کہ فریقین معاملہ کو 'پُر امن' طریقے سے 'حل' کریں۔
- فوج باقاعدہ بیچ میں آئی اور آئی ایس آئی کے ایک میجر جنرل فیض حمید نے فریقین کے مابین ایک معاہدہ کروایا۔ معاہدہ کے متن میں طرفین نے آرمی چیف کا ''خصوصی شکریہ'' ادا کیا۔

یہ تھیں اس ساری کہانی کی چند اقساط کی جھلکیاں۔ اب اس کے جائزے کی طرف بڑھتے ہیں۔ لیکن جائزہ پیش کرنے سے پہلے ہم نبیٔ آخر الزمان، مخبرِ صادق، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان مبارک کو نقل کریں گے۔

خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''خروجِ دجال سے پہلے کچھ سال دھوکے والے ہوں گے، جن میں سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا قرار دیا جائے گا، امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا اور اس میں ''رُوَيْبِضَه'' بڑھ چڑھ کر بولے گا۔ کسی نے پوچھا کہ رویبضہ سے کیا مراد ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاسق آدمی امورِ عامہ میں دخل اندازی کرنے لگے گا''۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رویبضہ سے مراد ہے وہ بے وقوف شخص جو عوام کے معاملات میں بولنے لگ جائے۔ دونوں روایتیں مسندِ احمد میں ہیں۔ اس حدیث کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم آج دجال کے قریب کے زمانے میں ہیں اور آج بکثرت رویبضہ کو، بے وقوف اور فاسق لوگوں کو امورِ عامہ میں کلام کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پیشِ نظر معاملہ یعنی دھرنا وغیرہ بھی اسی حدیث کے مصداق ہے جس پر کلام کرنے والے اکثر ہی لوگ اس رویبضہ کے کھاتے میں آتے ہیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس سے محفوظ رکھیں اور اہلِ حق کے ساتھ شامل و شمار فرمائیں، آمین یا ربّ العالمین۔

دھرنے کے پیچھے کون تھا؟

ہماری نظر میں یہ دھرنا اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے شروع کردہ بھی تھا اور سپانسرڈ بھی۔ اس کے لیے اسٹیبلشمنٹ یعنی کہ فوج کو سمجھنا درکار ہے۔ صرف چند سطروں میں عرض ہے کہ قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک ملکِ پاکستان کی اصل اور اکثر کُل حاکم فوج رہی ہے۔ اگر فوج سامنے نہ بھی تھی تو خفیہ ایجنسیاں ہمیشہ پسِ ایوانِ اقتدار پالیسیاں بناتی بھی رہیں اور چلاتی بھی۔ اس فوج کی قیامِ پاکستان سے قبل بھی ایک تاریخ ہے جو ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے قبل شروع ہوتی ہے (ملاحظہ ہو شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق کا سلسلۂ مضامین 'یہ کس کی فوج ہے؟'، مطبوعہ ادارہ حطّین)۔ مزید یہ کہ، یہ بات ہم نہیں کہتے کہ یہ فوج قیامِ پاکستان سے سو سال پرانی ہے بلکہ یہ فوج اور اس کی رجمنٹیں (regiments) خود اپنی یہی تاریخ بیان کرتی ہیں۔ اس فوج کی اسلام اور اہلِ اسلام سے دشمنی، اس کے اپنے

مغربی عسکری و حاکمیت کے عقائد و نظریات، اس کا چال چلن، طریقِ حیات سب کچھ ہی فوج کی اصلیت کو واضح کرتا ہے۔ پاکستانی فوج کے کم از کم دو بڑے مسائل ہیں:

1. اسلام و اہلِ اسلام سے دشمنی (دین سے بھی اور نظامِ دین سے بھی اور اس لیے بھی کہ فوج کے مقابل کوئی اصل میں ہے تو نظریۂ دین اور اہلِ دین ہیں)
2. ریاستِ پاکستان پر کُلی و حتمی اقتدار (جس میں سِول لوگوں اور سویلین حکومت کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھنا اور انہیں بلڈی سولین / bloody civilian سمجھنا شامل ہے)

پس ہماری نظر میں اس دھرنے کو لانچ کرنے میں اور اس کا جو اختتام ہوا وہاں تک پہنچانے میں درج بالا دونوں عوامل شامل رہے۔

اسٹیبلشمنٹ ایسا کیوں چاہے گی؟

ہماری نظر میں اسٹیبلشمنٹ نے دو مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی:

1. ممتاز قادری کی شہادت کے بعد ناموسِ رسالت و نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فضا اور عوامی تحریک وطنِ عزیز میں عام ہو رہی تھی، اس کو بدنام کرنا اور اس تحریک و عزم کا وارث ایسے لوگوں کو دکھانا جن کا اپنا کردار و عمل ڈھیلا ہے۔ اس کا نتیجہ:
   - اَ. عوام میں ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے مسئلہ کو دبانا اور حقیقی تحریک کو نہ اٹھنے دینا تھا۔
   - ب. کل تک جہاں یہ اعتراض ہوتا تھا کہ کون سی شریعت؟ وہاں آج یہ دکھایا جائے کہ مغلظات بکنے، عوام کو تنگ کرنے، عوامی املاک اور عوام کو نقصان پہنچانے والوں کے ہاتھوں نظامِ مصطفیٰ کا قیام!
2. نواز شریف کی حکومت اور پارٹی کو نقصان پہنچانا[7]۔ سویلین حکومت کو کمزور کرنا، بدنام کرنا، بے بس دکھانا اور نتیجتاً:
   - اَ. حالات سازگار ہونے کی صورت میں اقتدار حاصل اور کُلی قبضہ بصورتِ مارشل لا کر لینا۔
   - ب. یا موجودہ حکومت کو سپریم کورٹ کے ذریعے ہٹانا اور اپنے خاص لوگوں کی ایک ٹیکنوکریٹ حکومت لانا
   - ج. یا موجودہ سول حکومت کو اس بات پر مجبور کر دینا کہ وہ کلیتاً اسٹیبلشمنٹ کی تابع ہو جائے اور ہر ہر معاملے میں صرف فوجی مقتدرین کے حکم کے مطابق عمل کرے اور یہی مقصد وہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔

مسئلۂ ناموسِ رسالت و ختمِ نبوت میں فوج، حکومت، عدلیہ اور تحریکِ لبیک پاکستان کا کردار... نیز چند سوالات

فوج کا کردار یہ ہے کہ

- سنہ ۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں اس نے دس ہزار عاشقانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا۔ سیکڑوں کو فوجی عدالتوں سے سزائیں دلوا کر پابندِ سلاسل کیا۔
- سنہ ۵۳ء بالاصل ۷۴ء سے آج تک اس میں سیکڑوں قادیانی اپنی 'خدمات' پیش کر چکے ہیں۔ دسیوں قادیانی 'شہید'[8] ہو چکے ہیں۔ ریکارڈ کے لیے چند کے نام یہ ہیں:

1. ایئر مارشل ظفر احمد چودھری، پاکستان کا پہلا چیف آف ایئر سٹاف (اس سے پہلے پاکستان میں کمانڈران چیف ہوتا تھا ایئر چیف نہیں)
2. لیفٹیننٹ جنرل عبد العلی ملک، جو چَونڈہ کے محاذ پر سنہ ۶۵ء کی جنگ میں شریک رہا۔ اس مرزائی جرنیل کی کمان میں جنگِ عظیم دوم کے بعد سب سے بڑی ٹینکوں کی جنگ میں پاکستان نے فتح حاصل کی۔
3. لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک جسے ہلالِ جرأت سے نوازا گیا۔ سنہ ۶۵ء کی جنگ کا ایک ہیرو۔
4. میجر جنرل عبد اللہ سعید جو پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول کا کمانڈنٹ رہا۔ یہ مرزائی جرنیل 'مردِ مومن، مردِ حق: ضیاء الحق' کے دور میں بلوچستان میں چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر رہا اور بعد میں ضیاء ہی کے دور میں میکسیکو اور کیوبا میں پاکستان کا سفیر رہا۔
5. سکواڈرن لیڈر منیر احمد 'شہید'۔
6. میجر افضال احمد شہید، مجاہدین کے خلاف لڑتے ہوئے قتل ہوا۔
7. میجر جنرل افتخار خان جنجوعہ 'شہید' جو سنہ ۷۱ء میں دورانِ پرواز، دورانِ جنگ ہلاک ہونے والا پہلا جرنیل ہے۔ اس مرزائی 'سپوت' کو ہلالِ

---

[7] یہاں یہ واضح رہے کہ نواز شریف خود اہلِ مغرب کا پٹھو اور بھارت کا حواری ہے، اسلام کے مقابل، نظامِ جمہوریت نافذ کرنے والا ہے۔ پاکستان میں سودی معیشت کو بالخصوص نافذ کرنے والا ہے۔

[8] یہ مرزائیوں اور پاکستانی فوج کی اصطلاح میں شہید مراد ہیں نہ کہ فی سبیل اللہ۔ نقلِ کفر، کفر نہ باشد!

جرأت، ستارۂ پاکستان اور ستارۂ قائدِ اعظم عطا کیے گئے۔اس مرزائی جرنیل نے جنگِ عظیم دوم میں جنوبی افریقہ، سسلی، اٹلی اور یونان میں، سنہ ۶۵ء میں رن آف کچ اور سنہ ۷۱ء میں 'دادِ شجاعت' دی۔

8. میجر جنرل اعجاز امجد جو میجر جنرل افتخار خان جنجوعہ کا سگا بھائی تھا اور موجودہ آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ کا سسر ہے۔

9. مصدقہ ذرائع سے چیف آف آرمی سٹاف جنرل قمر جاوید باجوہ کا مرزائی ہونا تو ثابت نہیں البتہ اس کا مرزائیت نواز ہونا اور مرزائیوں کی بیٹی سے شادی کرنا، جس عورت کا مرزائی ہونا عین ممکن ہے (کم از کم قرائن یہی بتاتے ہیں)، کم از کم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قمر باجوہ کا نکاح مشکوک ہے۔

- اس فوج کی ساری تاریخ قادیانیت اور قادیانیت نوازی میں گزری ہے۔ حتیٰ کہ جیسے اوپر ذکر کیا شہرت میں 'تہجد کا پابند' ضیاء الحق بھی مرزائیوں کو نہایت چہیتا رکھتا تھا۔ جنرل پرویز مشرف کے سسرالی رشتہ داروں کے بارے میں بھی یہی بات عام ہے۔ مشرف کے دور میں طارق عزیز نامی مرزائی بیوروکریٹ' ساری بیوروکریسی اور ملک کو چلاتا رہا۔
- یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ممتاز قادری کو پھانسی نواز شریف نے نہیں بلکہ راحیل شریف نے امریکی ایما پر دلوائی۔ راحیل شریف نے فرانس میں ہونے والے گستاخانہ خاکے چھاپنے والے رسالے چارلی ایبڈو کے دفتر پر 'صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، محمد بن مَسلَمہ رضی اللہ عنہ کی مانند حملہ آور غازیوں، کواشی برادران کی مذمت کی اور ناموسِ رسالت کی حفاظت کو 'دہشت گردی' کہا[9]۔ لیفٹیننٹ جنرل عاصم سلیم باجوہ بھی ناموسِ رسالت کی حفاظت کو 'دہشت گردی' سے موسوم کرتا رہا۔ راحیل شریف چیف آف آرمی سٹاف اور عاصم سلیم باجوہ کے دور میں شہیدِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، ممتاز قادری کے جنازے کو ٹی وی پر دکھانے سے جبراً روکا گیا۔ پیمرا (پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی) کے ذریعے اعلانِ عام کیا گیا کہ ممتاز قادری کا جنازہ ٹی وی پر نہ دکھایا جائے اور جنازہ دکھانے سے ضربِ عضب کے نتائج اور نیشنل ایکشن پلان کے ذیل میں جو پیش رفت ہوئی ہے اس پر پانی پھر جائے گا[10]۔

حکومت کا کردار

- حکومت کا کردار بھی اس سے کچھ مختلف نہیں۔ پاکستان کا پہلا وزیرِ خارجہ 'سر ظفر اللہ خان' مرزائی تھا۔ اسی طرح صاحبزادہ عبدالقیوم وزیرِ اعلیٰ صوبۂ سرحد اور اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور کا بانی مرزائی تھا۔
- ماضی تو ماضی ہے جس میں بے تحاشا مرزائی بھرے رہے حال میں کتنے مرزائی بیوروکریٹ موجود ہیں۔ انٹرنیٹ پر موجود رپورٹوں کے مطابق ساٹھ فی صد بیوروکریٹ قادیانی ہیں۔
- مرزائیوں کی پشت پناہی، ان کے ناموں سے اداروں کو منسوب کرنا، ان کو اپنا بھائی قرار دینا، حتیٰ کہ انہیں مسلمان قرار دینا بھی اس حکومت اور نواز شریف کے جرائم میں شامل ہے۔
- ملعون سلمان تاثیر کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس کے سعید و شہید قاتل ممتاز قادری کو پھانسی پر چڑھانے میں معاونت کرنا۔

'ہماری' عدلیہ:

- عدلیہ پر کسی بھی تبصرے سے بہتر یہ بات سمجھ لینا کافی ہے کہ اس عدلیہ کا 'منصفِ اعلیٰ' رانا بھگوان داس نامی ایک ہندو رہ چکا ہے۔ جو شخص اس بات پر انصاف نہ کر سکا کہ خدائے عزّ و جلّ ایک ہے یا نعوذ باللہ چودہ کروڑ ہیں تو وہ انسانوں کے مابین کیا انصاف کرے گا؟ پھر اس طرح کہ غیر مسلم کے پاس مسلمانوں کے معاملات جب پیش ہوں گے تو وہ کیسا عدل اور کیسے انصاف کرے گا؟ غرض یہ 'ادارہ' تو کسی بھی قسم کے ظاہری 'مذہبی' لین دین سے بھی مبرا ہے۔ اس ادارے میں بآسانی کسی مسلک و مذہب کا شخص داخل ہو سکتا ہے اور سب سے اعلیٰ عہدے تک پہنچ سکتا

---

[9] واضح رہے کہ جنرل راحیل شریف جیسے شخص کو اکتالیس (۴۱) 'اسلامی' ملکوں کے 'دہشت گردی' کے خلاف فوجی اتحاد کا سربراہ بنانا، اس فوجی اتحاد کے مقاصد کو بھی واضح کرتا ہے اور اس اتحاد کے پیچھے موجود قوتوں کے عزائم پر سے بھی رہا سہا 'پردہ' اٹھاتا۔

[10] یہاں یہ بھی واضح ہو گیا کہ نیشنل ایکشن پلان دہشت گردوں کے خلاف نہیں بلکہ اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کے خلاف بنایا گیا تھا۔ پس تعلیمِ اسلام تو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حیات ہے اور یہ منصوبہ ناموس اور مجاہدینِ ناموس و دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خوب استعمال کیا گیا۔ پیمرا کا یہ حکم آن ریکارڈ ہے۔

ہے۔ عام وکیلوں سے لے کر سپریم کورٹ کے وکیلوں تک مرزائیوں کی ایک تعداد موجود ہے۔ یہی وکیل بعد میں جج بھی لگا دیے جاتے ہیں۔

- نیز 'عدلیہ' اور فوج، اور عدلیہ اور آمروں کا ماضی و حال میں اکثر چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ ہر فوجی اقتدار کو 'قانونی' جواز بخشنے والی قوت 'عدلیہ' ہی رہی ہے۔ مجاہدین 'تو خوب کھول کھول کر اس نظام اور اس نظام کے افراد اور اداروں پر گفتگو کرتے رہے ہیں اور اس نظام میں کسی 'خیر' کو بھی (اگر ہو تو) خیر کی صورت منتج ہوتا نہیں سمجھتے۔ پھر بھی ایک عقلی بات بہر حال ملحوظ رکھنی چاہیے کہ نواز شریف کو نااہل قرار دینے کا فیصلہ واقعی اسٹیبلشمنٹ کے ایما پر، ایک 'ضد' کا نتیجہ تھا ورنہ یہ بات عقلی طور پر درست ہے کہ جب کیس سارا پانامہ کا تھا تو فیصلہ ایک اقامے پر کیوں دیا گیا؟ فیصلے کو بغور پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ بات پہلے ہی سے طے کر لی گئی تھی کہ نواز شریف کو نا اہل قرار دینا ہے (ہم نواز شریف سے متعلق اپنا مؤقف اوپر وضاحت سے بیان کر چکے ہیں)۔ حال ہی میں آنے والے عمران خان کو نااہل نہ قرار دینے کا فیصلہ بھی اس گھورک دھندے کو واضح کرتا ہے، اسٹیبلشمنٹ ابھی عمران کے پتے کو ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ سو جو عدلیہ اتنی 'متعصب' اور 'انڈر پریشر' ہو، وہ کیا عدل و انصاف کرے گی؟
- ممتاز قادری شہید رحمہ اللہ کو پھانسی پر چڑھانے کا فیصلہ سپریم کورٹ آف پاکستان کا ہی تھا! بلکہ 'معزز' جج کے یہ ریمارکس بھی زبانِ زدِ عام رہے کہ اس نے ممتاز قادری کو کہا کہ مذہبی لحاظ سے تم نے صحیح اقدام کیا لیکن ملکی قانون میں (عام فرد کا گستاخِ رسول کو قتل کرنا) ایک جرم ہے[11]۔ اب جو جج اور عدلیہ یہ بات برملا کہے کہ یہ فعل ملکی قانون میں جرم ہے اور شریعت کی نظر میں مقبول و مستحسن، تو اس عدلیہ اور ایسے ججوں کا کیسا دین و ایمان ہے جو ان کے فیصلوں میں نہیں جھلکتا؟

تحریکِ لبیک کا کردار اور ہمارے چند سوالات

ہم اس تحریک کے پیچھے افراد کی نیتوں پر ہر گز بھی شک نہیں کرتے۔ صرف ان کے اقوال و افعال ہی کو دوبارہ پیش کرتے ہیں۔ نیز چند سوالات اٹھاتے ہیں اور اسی عنوان پر اس جائزے کا اختتام کرتے ہیں۔

- یہ حضرات اس بات کا مطالبہ کرتے رہے کہ زاہد حامد کو برطرف کیا جائے۔ حالانکہ اس قانون سازی کے عمل میں ایک لمبا عرصہ لگا اور ایک روایت کے مطابق ڈیڑھ دو سال کا عرصہ لگا جس میں تمام پارلیمان کے افراد شامل رہے۔ پاکستان کی سب سے بڑی مذہبی سیاسی جماعت کے قائد نے خود کہا کہ یہ 'اجتماعی' گناہ تھا جو پوری پارلیمنٹ سے سرزد ہوا۔ **پھر زاہد حامد ہی کو کیوں پہلا اور آخری مجرم قرار دیا جاتا رہا؟ یا چند افراد کو ہی کیوں مجرم سمجھتے رہے؟**
- اس دھرنے کے دوران، ایسا کوئی زندہ یا گزرا ہوا شخص یا ادارہ تھا نہیں جس کو دھرنے کے قائدین نے بخشا ہو اور اس پر تنقید، تبرا، گالم گلوچ اور الزام تراشی نہ کی ہو سوائے فوج کے۔
- قائدینِ دھرنا نے وضاحت سے کہا کہ "حکومت کہتی ہے کہ ہم فوج کے ذریعے آپریشن کریں گے... تو فوج آپریشن کیوں کرے گی؟ ہم یہاں فوج ہی کے مؤقف کو تو مضبوط کرنے کے لیے بیٹھے ہیں!" یہ جملے آن ریکارڈ ہیں، بآسانی اخبارات اور خبری ویب سائٹوں اور آڈیو انٹرویوز میں تلاش کیے جا سکتے ہیں۔
- جب آپریشن شروع ہوا تو قائدینِ دھرنا نے کہا: "پتہ نہیں اس آپریشن میں حصہ لینے والے لوگ کون ہیں؟... یہ لوگ بھرتی کرتے ہیں ناں مرزائیوں کو... ایف سی ہے پولیس ہے، یہ ادارے ہیں، ان میں مرزائی بھرتی کرتے ہیں یہ... یا پھر اس آپریشن میں حصہ لینے والے لوگ مخالف مسلک کے ہیں..."۔ یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ **فوج کے تو سربراہ کا تعلق ایک مرزائی خاندان سے ہے، نیز خود اس دھرنے میں جب سنہ ۵۳ء اور ۷۴ء کی ختمِ نبوت تحریکات کا ذکر ہوا تو یہ بات کیوں بھلا دی گئی کہ ان تحریکات کو کچلنے والی فوج ہی تھی اور یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ اس تحریک کو کچلنے میں کتنے ہی فوجی مرزائی تھے!**
- قائدینِ دھرنا نے کہا "یہ سوال کرتے ہیں کہ پیسہ اور سپلائی کہاں سے آ رہی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بچے برطانیہ سے یورپ سے آ رہے ہیں دھرنے میں شامل ہونے کے لیے، وہ جہاز سے یہ ائیرپورٹ پر اترے اور سیدھے یہاں، ساتھ میں پستے لا رہے ہیں، بادام لا رہے ہیں، گرم کپڑے لا رہے"۔ دوسری جگہ کہا کہ "پاکستان میں سیکڑوں پیروں کے آستانے ہیں، ایک وقت کا کھانا کبھی ایک آستانے کے پیر صاحب بھیج رہے ہیں تو کبھی دوسرے آستانے کے... تو اس طرح کام چل رہا ہے"۔ سوال یہ ہے کہ **سارا علاقہ جس میں تین طرف کو سڑک اور چوتھی طرف**

11 ویسے تو ملکی قانون میں 'ریاست' نے جو سزا گستاخِ رسول کے لیے مقرر کی ہے وہ ایک بار بھی آج تک نافذ نہیں ہوئی!

فیض آباد بازار اور آئی ایس آئی کا حمزہ کیمپ المعروف اوجڑی کیمپ تھا، کنٹینر اور بھاری نفری لگا کر بند کر دیا گیا تھا تو ائیر پورٹ سے بچے اور آستانوں سے پیر حضرات کے کھانے ڈالوں میں بھر بھر کیسے پہنچ رہے تھے؟

- لال مسجد کے طلبہ کی طرف سے ایک لائبریری پر قبضے کے نتیجے میں عدالت سے حکم جاری ہوا اور ہزاروں فوجی تعینات کر کے اینٹ سے اینٹ بجادی گئی، عراق کی تاریخ دہرائی اور سفید فاسفورس استعمال کر کے سب بھسم کر دیا۔ یہاں پورا شہر مفلوج کر دیا گیا اور عدالتی فیصلہ یہاں بھی آیا لیکن فوج نے وضاحت سے کہا کہ "فوج اپنے لوگوں پر گولی نہیں چلائے گی!"۔ سو یہاں اپنے لوگوں سے کیا مراد ہے؟ بنگلہ دیش سے لے کر بلوچستان تک اور سوات سے وزیرستان تک (شمالی وزیرستان جہاں ہمزوئی کے علاقے میں ۱۲ دسمبر ۲۰۱۷ء کے بعد سے عوام اپنے گھروں سے باہر رات گزار رہے ہیں جن میں عورتیں بچے اور بوڑھے شامل ہیں، اس جرم کی وجہ سے فوج پر کسی نے بارودی سرنگ سے حملہ کیا ہے) کے لوگ تو اپنے نہیں!!!
- ریاست کی رٹ کو کھلم کھلا چیلنج کیا گیا، آنسو گیس کے جدید ہتھیار، دو طرف سے گیس پھینکنے والے جدید آنسو گیس کے شیل، آنسو گیس سے بچنے کے لیے ماسک، ڈنڈے... اور ان سب سے ریاست کی پٹائی سب کے سامنے ہیں۔ سو سے زائد پولیس والے زخمی اور دس کے قریب ہلاک۔ یہ ایک سو دس پولیس کے اہل کار بھی ان دس ہزار casualties میں شامل ہیں جو سکیورٹی فورسز کو پچھلے سولہ سال میں بھگتنی پڑیں۔ سو فوج کو یہ سب کیوں نہیں دکھا؟
- بالآخر آئی ایس آئی کے میجر جنرل فیض حمید نے مذاکرات کیے اور یہ بات ہر کسی پر categorically واضح کی گئی کہ یہ مذاکرات فوج اور قائدینِ دھرنا کے مابین ہو رہے ہیں نہ کہ حکومت کے۔ بعد ازاں فوج کو ثالث قرار دے کر حکومت سے دستخط کروائے گئے۔ قمر جاوید باجوہ کا خصوصی شکریہ ادا کیا گیا، جس کا تعلق مرزائیوں سے ہے۔
- آخر میں دھرنے کے شرکا کو ڈی جی رینجرز پنجاب، میجر جنرل اظہر نوید حیات خان نے لفافے تقسیم کیے جن میں ان کے اپنے ایک اہل کار کے بقول (ویڈیو میں آواز سنی جاسکتی ہے) ایک ایک ہزار روپیہ تھا اور ہماری اطلاع کے مطابق پانچ پانچ ہزار روپیہ تھا' تقسیم کیا گیا۔ ڈی جی رینجرز نے شرکائے دھرنا کے گال تھپتھپائے، شاباش دی، دلاسا دیا کہ ہم ہیں ناں سب سنبھال لیں گے۔ جب قائدینِ دھرنا میں سے کسی نے (آواز ہے) کہا کہ جنرل صاحب یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے (یعنی پیسے دینے کی)؟ تو ڈی جی صاحب نے فرمایا: "کیا ہم آپ کے ساتھ نہیں ہیں... کیا ہم آپ کے ساتھ نہیں؟!"

اس سب کے پیچھے اسٹیبلشمنٹ ہی تھی!

مندرجہ بالا نکات پیش کرتے ہوئے، کسی بھی تحریک کے کارکنان و قائدین کی نیتوں پر شک و شبہہ کیے بغیر ہم یہ بات کہتے ہیں کہ اس سب کے پیچھے اسٹیبلشمنٹ ہی تھی اور اس کو دو ہی مقاصد حاصل کرنا تھے:

1. ممتاز قادری کی شہادت کے بعد ناموسِ رسالت و نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فضا اور عوامی تحریک وطنِ عزیز میں عام ہو رہی تھی، اس کو بدنام کرنا اور اس تحریک و عزم کا وارث ایسے لوگوں کو دکھانا جن کا اپنا کردار و عمل ڈھیلا ہے۔ اس کا نتیجہ
   - أ. عوام میں ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے مسئلہ کو دبانا اور حقیقی تحریک کو نہ اٹھنے دینا تھا۔
   - ب. کل تک جہاں یہ اعتراض ہوتا تھا کہ کون سی شریعت؟ وہاں آج یہ دکھایا جائے کہ مغلظات بکنے، عوام کو تنگ کرنے، عوامی املاک اور عوام کو نقصان پہنچانے والوں کے ہاتھوں نظامِ مصطفیٰ کا قیام!
2. نواز شریف کی حکومت اور پارٹی کو نقصان پہنچانا۔ سویلین حکومت کو کمزور کرنا، بدنام کرنا، بے بس دکھانا اور نتیجتاً
   - أ. حالات سازگار ہونے کی صورت میں اقتدار حاصل اور کلی قبضہ بصورتِ مارشل لا کر لینا
   - ب. یا موجودہ حکومت کو سپریم کورٹ کے ذریعے ہٹانا اور اپنے خاص لوگوں کی ایک ٹیکنوکریٹ حکومت لانا
   - ج. یا موجودہ سول حکومت کو اس بات پر مجبور کر دینا کہ وہ کلیتاً اسٹیبلشمنٹ کی تابع ہو جائے اور ہر ہر معاملے میں صرف فوجی مقتدرین کے حکم کے مطابق عمل کرے اور یہی مقصد وہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔

پس اسٹیبلشمنٹ یہ دونوں مقاصد ہی حاصل کرنے میں کامیاب رہی!

☆☆☆☆☆

پاکستانی فوج کی بدعنوانیوں کی چند جھلکیاں

عبید الرحمن زبیر

۱۔ایئر چیف مارشل عباس خٹک نے ۴۰پرانے معراج طیارے خریدنے پر ۱۸۰ملین روپے کک بیک کے طور پر وصول کیے۔

۲۔ایئر چیف مارشل فاروق فیروز خان نے ۲۷۱ملین ڈالر مالیت کے چالیس ایف۔7 جہازوں پر پانچ فی صد کمیشن وصول کی۔

۳۔۱۹۹۶ءمیں بری فوج نے ۱۰۴۷،GS-90جیپیں خریدیں جن کی قیمت فی کس ۲۰۸۸۹ڈالر تھی۔حالانکہ اس وقت ایک جیپ کی بازار میں قیمت صرف ۱۳۰۰۰ڈالر تھی۔احتساب بیورو(جو اس وقت کی نیشنل اکاونٹیبلیٹی بیورو[نیب] تھی)کے مطابق بری فوج کے چند اعلیٰ عہدے داروں نے اس ڈیل میں ۵۱۰ملین ڈالر حاصل کیے۔

۴۔ضلع بہاولپور اور رحیم یار خان میں ایک سو گیارہ فوجیوں کے درمیان چار سو پلاٹ تقسیم کیے گئے، جن کی قیمت ۵۰روپے فی کنال ادا کی گئی حالانکہ ان کی اصل قیمت پندرہ سے بیس ہزار تک کی تھی۔اس کے علاوہ ۳۵۰۰۰کنال زمین ان کے درمیان انعام کے طور پر مفت تقسیم کی گئی۔

۵۔چھ افراد کو پنجاب میں ۴۰۰کنال زمین دی گئی جب کہ نیب کے سابق چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل محمد امجد کے نام لاہور میں سرور روڈ پر صرف آٹھ لاکھ روپے میں ایک پلاٹ کیا گیا جس کی اقساط بیس سال کے عرصے میں دی جانی تھیں۔اس وقت مارکیٹ میں اس پلاٹ کی قیمت ۲کروڑ روپے تھی۔جنرل مشرف نے بھی DHAلاہور میں ایک کمرشل پلاٹ جس کی مالیت ۲کروڑ روپے تھی صرف ایک لاکھ میں حاصل کیا جو ۲۰سال کے عرصے میں ادا کیے جاسکتے تھے۔ڈائریکٹر جنرل ڈیفنس سروسز کی رپورٹ کے مطابق ایسی بندر بانٹ کے سبب ۵/ارب روپے کا نقصان ہوا۔

۶۔بری فوج نے فی کس چالیس ہزار ڈالر کی قیمت پر ۱۰۰۰ہینو ٹرکوں کا معاہدہ کیا جب کہ مقامی گندھارا انڈسٹری یہی ٹرک فی کس ۲۵۰۰۰ کی قیمت پر دے رہی تھی۔۱۹۹۵ء میں ۳۰۰۰لینڈ روور جیپوں کی خریداری میں آرمی افسروں نے ۲/ارب رشوت کے طور پر وصول کیے۔

۷۔واپڈا کی آرمی انتظامیہ نے تین سالوں میں (۱۹۹۹-۲۰۰۲)تیرہ مرتبہ پاور ٹیرف بڑھایا،اس کے علاوہ فی کس ۱۰۵۰روپے کے بجلی کے میٹر خریدے جب کہ اوپن مارکیٹ میں ان کی قیمت ۴۵۶روپے تھی،اس کی وجہ سے خزانے کو ۱.۶۵/ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔

۸۔۱۹۹۶ءمیں پاکستانی بحریہ نے بغیر کسی وجہ کے اسلام آباد گالف کلب میں ایئر کنڈیشن نصب کیے جن پر ۱۳ملین روپے خرچ کیے گئے۔

حاضر سروس اور سابق فوجیوں کے بڑے بڑے گھپلوں میں سے چند یہ ہیں:

۱۔سابقہ چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے ایک دلال کرنل محمود کے ذریعے یوکرینین کمپنی سے ۳۰۰ٹینک خریدنے پر ۲۰ملین امریکی ڈالر بطور رشوت حاصل کیے۔

۲۔رؤف کلاسرا کے مطابق بہت سے اعلیٰ عسکری عہدے داروں نے اپنے قرضے معاف کرا لیے تھے۔اس خوش قسمت گروہ میں پانچ لیفٹیننٹ جنرل،دو میجر جنرل اور دیگر سینئر عہدے دار شامل ہیں اور اس کے علاوہ فوج کے زیر انتظام چلنے والے چند ادارے بھی شامل ہیں۔

۳۔فوج کے تحت چلنے والے اداروں کو بھی قومی خزانے میں سے اپنا حصہ ملا جب ایک ملکی مالیاتی ادارے نے آرمی ویلفیئر ٹرسٹ کا ۴۹.۱۴ملین روپے کا قرضہ معاف کیا، یہ ادارہ اب غیر فعال ہے(اس پر کوئی تعجب بھی نہیں!)۔

۴۔قومی اسمبلی میں موجود قرض معاف کرانے والوں کی فہرست میں سابق لیفٹیننٹ جنرل علی کلی خان اور اس کا باپ لیفٹیننٹ جنرل حبیب اللہ خان شامل ہیں۔فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنرل کلی خان نے نوے کی دہائی میں جب کہ وہ بری فوج میں خدمات انجام دے رہا تھا الائیڈ بنک آف پاکستان سے دو قرضے معاف کرائے۔پہلا قرضہ ۸.۱ ملین روپے کا تھا اور دوسرا قرضہ ۶.۱ملین روپے کا تھا جو جنانا دی ملوچو ٹیکسٹائل مل کے نام پر لیا گیا تھا، یہ کلی خان کے والد حبیب اللہ خان کی ملکیت تھی اور اس وقت کلی خان اس کا ایک ڈائریکٹر تھا۔جنرل حبیب کے مرنے کے بعد کلی خان اس ٹیکسٹائل کا چیف ایگزیکٹو بن گیا۔

۵۔Rex Been Batteriesکے لیفٹیننٹ جنرل (سابق)کے ایم اظہر جو بعد ازاں سیاست میں آ گیا، زرعی ترقیاتی بنک نے اس کا ۱۶ملین کا قرضہ معاف کیا۔

۶۔لیفٹیننٹ جنرل ایس اے برکی اور لیفٹیننٹ جنرل صفدر بٹ بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جو قومی اداروں کی سخاوت سے مستفید ہوئے۔اس فہرست میں ایک اور نمایاں نام ایئر مارشل اے رحیم خان کا ہے۔

۷۔ ایئر مارشل وقار عظیم نے بھی پاکستانی کویتی سرمایہ دارانہ کمپنی سے پندرہ ملین کا قرضہ معاف کروایا۔ لیفٹیننٹ جنرل ایس اے برکی، میجر جنرل زاہد علی اکبر، بریگیڈیئر ایم ایم محمود، بیگم عمر محمود اور سعید احمد نے بھی قرضے معاف کرائے۔

۸۔ علی کلی خان کے بھائی رضا کلی خان نے بھی ریحانہ وولن ملز پر سے ۲.۷ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔ یہ قرضہ مالیاتی ادارے SAPICO نے معاف کیا۔

۹۔ ایبٹ آباد کے ایک میجر جنرل ایم ممتاز، لیفٹیننٹ کرنل شوکت اور میجر تاج الدین (۲.۱ ملین) اور میجر جنرل غازی الدین بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔ میجر جنرل جی عمر نے بھی زرعی ترقیاتی بنک سے ساڑھے آٹھ ملین روپے کا قرضہ معاف کرالیا۔

۱۰۔ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر پر ۳۳ ارب روپے کی کرپشن ثابت ہوئی۔ جس بنا پر اُسے مستعفی ہونا پڑا۔

۱۱۔ اسی رضوان اختر کے بھائی کے بھائی عمران اختر نے 'جو کہ پی آئی اے لاجسٹک ڈیپارٹمنٹ کا ڈائریکٹر رہا ہے' A310 طیاروں کی خریداری میں ۵۰۰ ملین روپے کی خورد برد کی۔

۱۲۔ جنرل پرویز کیانی کے بھائی کامران کیانی نے ڈی ایچ اے لاہور کے اراضی کیس میں کھربوں روپے کی کرپشن کی۔

۱۳۔ اپریل ۲۰۱۶ء کو سابق کور کمانڈر لاہور لیفٹیننٹ جنرل نوید زمان کی کرپشن کا اندازہ لگانے کے لیے اتنا کافی ہے کہ موصوف کو ۲ ارب ۸۰ کروڑ روپے جمع کروانے کا پابند کیا گیا۔

۱۴۔ این ایل سی میں اربوں روپے کی کرپشن پر لیفٹیننٹ جنرل افضل مظفر اور میجر جنرل خالد ظہیر کو جبری ریٹائر کر دیا گیا۔

۱۵۔ اپریل ۲۰۱۶ء میں سابق کور کمانڈر کراچی لیفٹیننٹ جنرل سجاد غنی کو لوٹی گئی دولت میں سے ۳ ارب روپے کی رقم واپس کرنے کی ہدایت کی گئی۔

۱۶۔ لیفٹیننٹ جنرل عبید اللہ خٹک اور میجر جنرل اعجاز شاہد، بریگیڈیئر حیدر، بریگیڈیئر اسد، بریگیڈیئر سیف اللہ، بریگیڈیئر عامر، بریگیڈیئر رشید، کرنل حیدر، میجر نجیب کرپشن الزامات میں مجرم ثابت ہونے پر برطرف ہوئے۔

۱۷۔ واپڈا اور پاکستان کرکٹ بورڈ کے سابق چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل زاہد علی اکبر نے گذشتہ برس خود پاکستان آکر پلی بارگین کے تحت کرپشن کا اعتراف کرتے ہوئے ۲۰۰ ملین روپے واپس کر کے کلین چٹ حاصل کرلی۔

۱۸۔ بحریہ کا سابق سربراہ ایڈمرل منصور الحق ہوں جو گرفتاری کے بعد پلی بارگین کے تحت ۷.۵ ملین ڈالر نیب میں جمع کرا کے بری ہوا۔

۱۹۔ لیفٹیننٹ جنرل صفدر بٹ، میجر جنرل عبداللہ ملک، بریگیڈیئر ایم ایم محمود، کرنل ایم ظفر خان، محمد افضل خان اور بیگم حمیدہ فرحت نے بھی UBL سے فوائد حاصل کیے۔

اس کے علاوہ فہرست میں یہ نام بھی موجود ہیں:

۱۔ سابق بریگیڈیئر ایم اے بیگ اور قمر احمد، بی اے صدیقی، زبیر راشد، محمد صادق بیگ، ریاض الرحمن، بیگم میمونہ خاتون، بیگم مہر ریاض اور توفیق احمد نے UBL سے ۹.۱ ملین روپے کا قرضہ معاف کروایا۔

۲۔ سابق لیفٹیننٹ جنرل چودھری ایم انیس احمد، کرنل عطا اللہ، شاہد عطا، قمر النساء (۶.۲ ملین روپے)۔

۳۔ سابق کرنل نذر حسین کی عرفان رائس ملز (۶.۱ ملین روپے)۔

۴۔ چکوال کی مہر ٹیکسٹائل مل، کرنل محمد ایوب خان، چودھری نثار علی خان، چودھری اسد علی خان، بیگم سلطانہ زکیہ، محمد نواز، چودھری غلام علی خان، سابق میجر جنرل خادم ایچ راجہ، ایئر مارشل (سابق) اے رحیم خان اور بیگم ستار عظیم خان نے بھی قرضے معاف کرائے۔

۵۔ سابق ایئر کمانڈر امان اللہ کی محمد ٹیکسٹائل ملز نے یو بی ایل سے ۹۵ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔

۶۔ نیشنل فرکٹوس لمیٹڈ کے ایئر وائس مارشل (سابق) عطا الٰہی شاہ نے بھی ۴۳ ملین روپے کا قرضہ معاف کروایا۔

۷۔ سرانی کاٹن جیننگ فیکٹری کے مالک کیپٹن (سابق) شہراز لطیف اور ان کے تجارتی پارٹنر شہناز لطیف اور چودھری محمد اشرف نے بھی قرضے معاف کرائے۔

۸۔ ایئر مارشل (سابق) اے راشد شیخ، ایئر وائس مارشل (سابق) ایس معین الرب، گروپ کیپٹن (سابق) محمد اسماعیل خان اور سکائی رومز لمیٹڈ کے راشد سلمان نے ۴.۸ ملین روپے کے قرضے معاف کرائے۔

۹۔ بریگیڈیئر (سابق) ایس ایم بکر نقوی، میاں احمد ربانی، پرویز افتخار خان، عبدالعزیز، این ایم خانزادہ اور میجر (سابق) افضل الحق بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔

۱۰۔ میجر نسیم اے فاروقی، نعیم اے فاروقی، پرویز فاروقی، منیر احمد خان اور سلیم فاروقی نے ۱.۲ ملین روپے کے قرضے معاف کرائے۔

(بقیہ صفحہ ۸۵ پر)

وتلك الایام نداولها بین الناس

ابو دجانہ ثانی

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وتلك الایام نداولها بین الناس

’’اور یہ دن ہیں ‘جنہیں ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں‘‘…

یہ چاند اور سورج،اور یہ موسموں کی تبدیلی بھی غمگین اہل حق کے لیے دعوتِ فکر کے ساتھ ساتھ پیامِ مسرت بھی ہیں… کہ حالات کبھی ایک سے نہیں رہتے،کل تک Mulla Umar is not Accepted! کہنے والے آج طالبانِ کرام کے قدموں میں کس کس کروٹ لیٹ رہے ہیں،یہ ساری دنیا کے سامنے ہے…نیو ورلڈ آرڈر کے دعوے اور دعوے دار فقط اللہ ہی کی نصرت سے ماضی کا بھلایا جا چکا قصہ بن چکے… آج نظر آنے والی چند اور عارضی مشکلات کا سبب غیروں سے کہیں بڑھ کر اپنے ہیں…اسلام غالب ہونے کے لیے آیا تھا،غالب ہی رہا اور باذن اللہ غالب ہو کر رہے گا!آنکھوں دیکھے پر تو شک کیا جاسکتا ہے مگر غلبۂ اسلام کے امر ربی پر رائی کے دانے برابر بھی شک نہیں…اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو استقامت اور برکت عطا فرمائیں… کشمیر کے بھی دن بدل چکے ہیں …جو وقت جھوٹے پروپیگنڈے سے شہیدِ شریعت عبدالقیوم نجارؒ پر لایا گیا تھا،آج اس سے کہیں بدتر وقت سچے حقائق سے الزام تراشوں کی قسمت میں ہے!

وادی میں ’شریعت یا شہادت‘ کی صدائیں اپنے عروج پر ہیں… جہاد و ہجرت کی خوشبو سے چنار اور ندیاں معطر ہیں…شہادت کی نعمت لیے رحمت کی برف باریاں وادی کے حسن کو چار چاند لگائے جارہی ہیں…غدار اپنے تمام پتے کھیل کر بھی نامراد ہیں جب کہ امارت اسلامیہ کے سپاہی اپنی تمام تر غربت اور کسمپرسی کے باوجود کامیاب!یہ اللہ ہی کی رحمت ہے،وہ جس پر چاہے تیز مینہ کی طرح برسادے!

ابھی جموں میں مہاجرین کے ایک پانچ رکنی دستے نے اپنا عہد نبھایا…شہادت تو پاگئے مگر دشمن کی ایمبولینسیں بھی خالی نہیں گئی…پورا پورا مقابلہ کیا گیا،دشمن نے ائیر فورس سپیشل کمانڈوز میں سے ایک کا مردار ہونا خود تسلیم کیا…اور حقیقتاً یہ تعداد نہیں ہے، حقیقی تعداد اس سے کافی بڑھ کر ہے…’’قائدین‘‘ نے اس مجموعے میں شہید ہونے والے مجاہدین کو پہچاننے ہی سے انکار کر دیا…واللہ المستعان علی ما تصفون… ان غریبوں کا جرم یہ تھا کہ یہ کشمیری بھائیوں کی نصرت کما حقہ کرنا چاہ رہے تھے…یہ ہر سرکاری یا فوجی پالیسی کے باغی تھے…ان کی ہجرت و نیت اللہ ہی کے لیے تھی…ہم ان کے بارے میں یہی گمان کرتے ہیں جب کہ حسیبِ اصلی تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں…

دعوت و تنبیہ کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری ہی ہے اور علاج و مرمت کا بھی!سماجی رابطوں کی ویب سائٹس پر بھائیوں کی ویڈیوز دیکھی جاسکتی جس میں وہ مختلف ہند ونواز پارٹیوں کے قائدین کو سمجھاتے نظر آتے ہیں،وگرنہ ہٹ دھرم نفوس سے اللہ کی زمین کو پاک بھی کر دیا جاتا ہے…جیسا کہ ہزاروں مسلمانوں کی قاتل بی جے پی کے مقامی یوتھ لیڈر کے ساتھ شوپیاں میں ہوا… اللہ کے شیر دل بندے ہینڈ گرنیڈ (دستی بم) لیے گلی گلی مشرکین کے ترصد پر موجود ہیں…کسمپرسی کے باوجود کارروائیوں کی تعداد بالکل بھی مضبوط جہادی خطوں کی کارروائیوں سے کم نہیں ہے…اب ترال میں نیشنل کانفرنس کے لیڈر اشرف بھٹ کے گھر کے باہر سی آر پی ایف کی چوکی پر گرنیڈ حملے سے بات شروع کی جائے تو بھی دشمن کے زخمیوں،مرداروں کی اچھی خاصی تعداد بنتی ہے…اسی معرکے میں دشمن نے اپنے ایک سپاہی کا زخمی ہونا قبول کیا…کلگام میں بھی کچھ دل جلوں نے پی ڈی پی (مودی کی حمایتی،کشمیری حکمران پارٹی) کے لیڈر کا گھر ہی جلادیا…یہ واقعہ وادی کی عوام میں کفار کی غلامی سے نفرت اور جہاد سے محبت کا عکاس ہے اور آزاد مسلمانوں کو دعوتِ عمل بھی…اللہ جانے راجوڑی میں کیا بات بنی کہ جے کے پی اہل کار کو اس کے اپنے باپ ہی نے گولی مار کر قتل کر دیا…جو بھی بات ہو وادی میں زخم خوردہ دلوں کے لیے یہ خبر بھی خوش کُن ہی تھی…یہ ان مرتدین کے قتل اور گھروں کو آگ لگانے ہی کی برکت ہے کہ محبوبہ مفتی کو بھی ’’دہشت گردوں‘‘ کے گھر والوں سے ہمدردی ہونے لگی…موصوفہ کہتی ہے کہ ان کے گھر والوں کو کچھ نہ کہا جائے…جواب میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ جو کاشت کروگے کاٹنا بھی وہی پڑے گا… میدان میں سامنا کروگے میدان میں حاضر ہوں گے…ماؤں بہنوں کو بے عزت کروگے تو مجاہدین کے ہاتھ پاؤں شریعتِ مطہرہ نے باندھ رکھے ہیں،اسی لیے وہ تمہاری ماؤں بہنوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے مگر اپنے کیے کی سزا ضرور پاؤ گے!گھر اور املاک تمہاری بھی محفوظ نہیں رہ پائیں گی!ظلم کا بدلہ ظلم تو قطعاً نہیں ہوگا مگر اللہ کی توفیق سے بدلہ لیا ضرور جائے گا…ایمان کی پکار پر،عین امارت اسلامیہ کی طرز پر سرکاری اہل کار بھی اسلحے سمیت مجاہدین سے مل رہے ہیں…کچھ واقعات ظاہر ہو جاتے ہیں

جب کہ اکثریت اپنے مقامات ہی پر رب کے دشمن کے تعاقب میں موجود رہے گی...وقت آنے پر یہ تحفہ بھی مجاہدین کی طرف سے دیا جائے گا... حاجن میں مجاہدین کو اللہ نے بہت ہی بڑی کامیابی سے نوازا، جب ایئر فورس کے کمانڈوز' بھائیوں کو گھیرنے آئے تو ۳ ڈھیر کر دیے گئے اور درجنوں زخمی... گو کہ دشمن نے کپواڑہ سے چھ انصار کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے مگر کیا یہ گرفتاریاں اور مصائب مجاہدین کے راستے میں حائل ہو سکے...واللہ! کبھی نہیں! یہ ہتھکنڈے تو بھائیوں کے جذبوں کو مہمیز دینے والی چیزیں ہیں... کہ اب ہم نے اپنے بھائیوں کا انتقام بالضرور لینا ہے!

سامبورہ پامپور میں بھی شہادت ہوئی مگر عامۃ المسلمین نے بھی رباط میں کوئی کسر نہیں چھوڑی... یہاں محبِ جہاد عوام کے گوش گزار بر سرِ راہ ایک بات کرتے چلیں کہ جب تک غاصب کفار کی فوجیں جائے وقوعہ چھوڑ کر واپس نہ چلی جایا کریں کسی بھی خبر یا افواہ پر یقین مت کیا کیجیے... ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ دشمن جب سنگ باز بھائیوں کی مزاحمت سے تنگ آ جاتا ہے تو مشہور کیا جاتا ہے کہ مجاہدین محاصرہ توڑ کر جا چکے ہیں... جیسے ہی عامۃ المسلمین مزاحمت چھوڑ کر روانہ ہوتے ہیں دشمن دوبارہ اپنے آپریشن کا آغاز کرتا ہے... یقیناً وادی کے باشعور عوام دشمن کی اس حکمت عملی اور اس کے توڑ کو جان چکے ہیں مگر یہاں سنگ باز بھائیوں کی افادیت واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے...وادی میں مجاہدین اپنی عفیفہ و محترم ماؤں بہنوں کو بالعموم گھروں میں رہنے اور جلوسوں، جنازوں اور مظاہروں میں شمولیت سے منع کرتے ہیں...اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیں... آپ کے مجاہد بھائی اور بیٹے نفاذِ شریعت ہی کے لیے جانیں نچھاور کرتے ہیں اور محبین سے بھی عامل بالشریعہ ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں... خیر بات سامبورہ کے مقابلے کی ہو رہی تھی، وہاں بھی اللہ والوں کے مقابلے کو آئے کئی مردار ہوئے... دشمن نے حسب عادت ۲ ہی قتل تسلیم کیے...

پونچھ میں دو ہزار سے زیادہ گم نام قبریں دریافت ہوئی ہیں... یہ مظلوم کشمیریوں کی قبریں ہیں جنہیں مختلف بہانوں سے اغوا (گرفتار) کیا گیا اور پھر جرم لا الہ الا اللہ کی پاداش میں شہید کر دیا گیا... یہی مظلوم تو دنیا بھر کے مسلمانوں کو جہادِ کشمیر میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں اور ان قبروں میں اکثریت ان گم نام مہاجر مجاہدین کی بھی ہے جو مظلوم بہنوں کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے پر نور راہوں میں مارے گئے... نظامِ پاکستان کی غداری پر احباب اچھی طرح واقف ہی ہیں... اب دلوں کو ٹھنڈک پہنچائیے، بزدل مشرک حیران ہیں کہ امریکی اسلحہ کشمیری مجاہدین کے ہاتھ کہاں سے آ رہا ہے؟ ظالمو! یہ اسلحہ اس امت کے شیروں نے افغانستان میں امریکیوں سے غنیمت کیا اور اب تم پر استعمال ہو رہا ہے، باذن اللہ! اللہ نے چاہا تو تم سے غنیمت کیا گیا اسلحہ مجاہدین برما و سری لنکا کے ظالم بدھوں کے خلاف استعمال کریں گے! یہ ایک امت ہے شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک! فللّٰہ الحمد...

دشمن عسکری میدان کے بعد اخلاقی میدان میں کشمیری مسلمانوں کے مقابلے پر اترا ہے، مگر باذن اللہ

؎ پریشان ظلمت کا پالا ہی ہو گا......... فتح یاب آخر اجالا ہی ہو گا

کشمیر میں منشیات فروشی کے لیے باقاعدہ سرکاری طور پر لائسنس جاری کیے جاتے ہیں، یہاں کئی شراب خانے موجود ہیں...عامۃ المسلمین بھی عمومی طور اسلام کی غیرت سے سرشار ہیں، ان قبائح کے خلاف مزاحمت اور احتجاج بھی دیکھنے میں آتا ہے، مگر حل تو قطعاً یہ نہیں ہے! اس کا حل یہی ہے کہ عامۃ المسلمین اپنے مجاہد بیٹوں کے بازو مضبوط کریں... کشمیری مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی رگوں میں بہتے محبتِ اسلام کے جذبے کو نکالنے کے لیے بڑی تگ و دو کی جارہی ہے... کبھی میوزیکل کانسرٹ اور کبھی فلم فیسٹیول... پر قربان جائیں ملتِ اسلامیہ کشمیر پر کہ یہ سب ہتھکنڈے ان کو کبھی بھی راہ حق سے ہٹانے میں کارگر نہ ہو سکے! اللہ کی قسم! کشمیری زندہ قوم ہیں! ابھی کسی عدنان سمیع نامی گلوکار کا کانسرٹ تھا وہ بھی بالکل مفت! لوگوں کی اس قدر بڑی تعداد کی شرکت متوقع تھی کہ سری نگر میں خاص ٹریفک پلان تک لانا پڑا... مگر الحمدللہ کشمیری مسلمانوں نے اللہ کو ناراض نہیں کیا، مجاہدین کی امیدوں کی بھی لاج رکھ لی... اس مردود گلوکار کا منہ خالی کرسیاں ہی چڑاتی رہیں، اسے ذلیل و رسوا ہو کر وادی سے جانا پڑا... اور ان شاءاللہ آئندہ مشکل ہی وادی کی طرف منہ کرے گا!

اگر بات امت کے اٹوٹ انگ کشمیر کی ہو رہی ہے تو ہم زاہد بھائی کو کبھی نہیں بھولیں گے! بیان کیا جاتا ہے کہ آپ پانچ بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے، مگر کسی چیز نے بھی آپ کو

فرض کی ادائیگی سے نہ روکا... سیاستوں سے دور اور کم گو اس بھائی کو اکثر مسکراتے ہی دیکھا گیا... نفیس طبیعت کے مالک اس جوان نے جنگلوں میں طویل عرصہ کس طرح گزارا یہ اللہ ہی جانتے ہیں... اللہ آپکی شہادت قبول فرمائیں...

پانچ بہنوں کا تذکرہ ہوا ہے تو پاکستان نوازاحمقوں کا مجاہدینِ کشمیر پر ایک اور وار ملاحظہ ہو! ہمارے محبوب ترین بھائی یاور شہید رحمہ اللہ کے ایک دوست ماجد خان کو فیلڈ میں شامل کیا جاتا ہے... اس نوجوان کی مشہوری ساری دنیا کے میڈیا میں کی جاتی ہے کہ نامور فٹ بالر ہتھیار تھام کر آزادی پسندوں کی صفوں آن پہنچا ہے... اور کچھ عرصے بعد ہی اس نوجوان کو واپس گھر بھیج دیا جاتا ہے... ساری دنیا میں ایک مرتبہ پھر ہندوستان 'مجاہدین کشمیر کی تحقیر کرتا ہے... یہ ایک بات مگر صفائی کے طور یہ کہا جاتا ہے کہ ماجد خان کو والدین کی خدمت کے لیے واپس گھر بھیجا گیا ہے... والدین کی خدمت انتہائی اجر و ثواب اور نیکی کا عمل ہے... ہم تو دعا گو ہیں کہ اللہ پاک ہر مسلمان کو اس کی توفیق دیں مگر ظالمو! یہ اس نوجوان کو فیلڈ میں لیتے وقت کیوں نہ سوچا کہ اس بوڑھے والدین ہیں؟ اب واپس بھیج دیا ہے تو اُن سیکڑوں بوڑھے والدین کو بھی جواب دو ناجن کے بڑھاپے کے اکلوتے سہارے تمہارے کہنے پر اس راہ میں کھپ گئے... آج وادی میں مجاہدین کی ماؤں کو ہندوستانی پولیس اور ایجنسیاں تنگ کر رہی ہیں، ان کو زدو کوب کیا جا رہا ہے کہ مائیں ویڈیو جاری کریں کہ ہمارے لختِ جگر واپس آجائیں، جہاد چھوڑ دیں... چار سے پانچ ماؤں کی ویڈیوز جاری کروا بھی دی گئیں ہیں اور اس کے نتیجے میں کئی آزادی پسند گھر واپس بھی لوٹ آئے ہیں... اناللہ وانا الیہ راجعون

آئی جی پی منیر خان نے "لوکل ملی ٹینٹس" کو پیش کش کی ہے کہ اگر دوران معرکہ بھی ہتھیار پھینک دو گے تو معافی کے حق دار ٹھہرو گے... کوئی دھوکے میں نہ آئے! ماجد خان کو "اعلیٰ تعلیم" کے لیے ہندوستان بھیجا جا چکا ہے... کفار مسلمانوں سے کبھی راضی نہیں ہو سکتے یہاں تک ان کا دین نہ اختیار کر لیں... مجاہدین تو یہ بات اچھے سے ہی جانتے ہیں، ابھی ایک جھڑپ میں بھائی گرفتار ہوئے ہیں تو شیروں کی طرح لڑ کر، گولیاں کھا کر، ہتھیار ڈالنا سرنڈر ہونا ہمارے دین اور اقدار وروایات میں ہے ہی نہیں! الحمد للہ

شہید عبدالقیوم نجار رحمہ اللہ 'جو باتیں محبت سے مقامی وطن پرست قیادت کو سمجھانا چاہ رہے تھے وہ کھل کر سامنے آتی جا رہی ہیں... دال ساری ہی کالی ہے، اعلیٰ قیادت کے پہلو میں بیٹھے بااثر افراد 'بر سر عام مجاہدین کی تحقیر کر رہے ہیں، محبینِ جہاد کو گرفتار کروا رہے ہیں... چلیے! یہ سب اگر کسی سیاسی اختلاف کی وجہ سے کیا گیا تو SOG کے مراکز میں اِن کی آمد و رفت بھی مجاہدین کی نظر میں ہے... مگر 'شریعت یا شہادت' کے علم بردار مجاہدین فقط اسوہ محمدی علی صاحبھا السلام ہی پر عمل پیرا ہیں! اللہ حق سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور استقامت سے ڈٹ جانے کی توفیق دیں... اس قبل ہم جامعہ مسجد میں پیلٹ سے ضربائے گئے نوجوانوں اور کشمیر کا "ٹیلنٹ" دنیا کے سامنے لانے کے واقعات کا بھی ذکر کر چکے ہیں... اللہ معاف فرمائیں، آزادی پسند قیادت کے ہاں اسرائیلی وفود کے دورے... ہم ان معاملات کو علمائے امت کے سامنے پیش کرنے مجبور ہیں کہ شریعت ان حالات میں ان افراد کی بابت کیا حکم صادر کرتی ہے...

خیر واپس خوش خبریوں ہی کی طرف آتے ہیں... امام صاحب میں بھی مجاہدین نے SOG کے مرکز پر گرنیڈ سے حملہ کیا... اور راج پورہ میں بھی بھائیوں کے ہاتھوں پولیس اہل کار مارے گئے، دشمن نے ایک قبول بھی کیا الحمد للہ...

اسی طرح پلوامہ ہی میں مجاہدین کے ہاتھوں مزید دو مشرک فوج مارے گئے... اور پلوامہ سے ہی سے خوش کُن خبر یہ ہے مجاہدین نے بی جے پی کے یوتھ سیکریٹری ابھیجیت مشرا جی کو کمین میں جکڑ لیا... وہ خبیث اپنی بلٹ پروف گاڑی کی وجہ سے بچ نکلا... الحمد للہ آپ کے مجاہد بیٹے ہر دشمن اور اس کی تمام نقل و حرکت سے واقف ہیں... مجاہدین کو اللہ کی نصرت سے سب معلوم ہی ہوتا ہے کہ کب پولیس یا آرمی کا سپاہی ڈیوٹی سے چھٹی پر گھر پہنچے گا یا کب وہ اس مقام پر ہوگا کہ جہاں سے اس کو گرفتار یا قتل کرنے میں کوئی بے گناہ حائل نہ ہو سکے... کیا آپ تک شوپیاں میں چھٹیوں پر گھر آئے عرفان احمد نامی فوجی کے قتل کی خبر نہیں پہنچی جسے گولیوں سے بھون دیا گیا... اور یہ ابھی جیت مشرا کا معاملہ ہی امت کے دلوں کو اپنے مجاہد بیٹوں کی بابت ٹھنڈک پہنچانے کو کافی ہے...

بھائیوں نے اسلام آباد کے عین ڈی سی آفس کے پاس پولیس کی گشتی پارٹی کو کمین (گھات) میں جکڑ لیا... اسی طرح ہی کلگام قاضی گنڈ میں ہوا جہاں SOG والا قتل اور ۲ پولیس اہل کار زخمی ہوئے... اسی طرح کرال گنڈ میں بھی پولیس سٹیشن کے اندر دستی بم پھینک کر عقاب صفت غازی اپنے مرکز میں پہنچ گیا اور یہ جدید ترین معرکہ کلگام قاضی

گنڈ سے غم و فرحت کی ملی جلی خبریں ہمارے کانوں تک پہنچیں کہ انصار و مہاجرین کے ایک چھوٹے سے دستے نے دشمن کے بڑے قافلے پر کمین لگائی دشمن کو سخت نقصان اٹھانا پڑا... مگر یہ بھائی بھی محاصرہ میں آ گئے سہ پہر سے رات تک ان تقریباً ان تین سے چار بھائیوں اور ہزاروں بھارتی فوجیوں کے شدید جنگ جاری رہی جس میں دشمن کو مزید نقصان سے دوچار ہونا پڑا اور یہ اور دو مہاجرین اور ایک انصار سمیت تینوں بھائی بھی اپنی مراد یعنی شہادت پا گئے نحسبہ کذالك ...جب کہ ایک بھائی کی زخمی حالت میں گرفتاری کے دعوے کیے جا رہے ہیں... گو کہ اس طویل جنگ میں بھارتی افواج مسلمانوں کے کئی گھروں کو بارود لگا کر تباہ کیا مگر یہ معرکہ حقیقتاً انتہائی زبردست اور خونی رہا... دشمن نے اپنا بہت نقصان چھپالیا، مگر جائے وقوعہ سے آنے والی خبریں بہت ہی راحت افزا ہیں...

احبابِ گرامی! کشمیر میں آپ کے بھائی اور بیٹے دشمن کو ناکوں چنے چبوائے ہوئے ہیں... دشمن اپنا کثیر نقصان فقط اس لیے چھپانے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ کشمیری جہادی تحریک دیگر خطوں کی طرح اپنے وسائل میں اس قدر زیادہ مضبوط نہیں... اگر آپ نے اپنی دعاؤں سے، اموال سے یا بنفس نفیس جہاد میں شرکت جاری رکھی تو وہ دن دور نہیں جب باذن اللہ کشمیر میں مجاہدین کی جانب کی جانے والی کارروائیاں آپ ملاحظہ کرتے تھک جائیں گے مگر فتوحات کا وہ سلسلہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہی نہیں ہو گا... اور ان شا اللہ یہ ضرور ہو گا! جہادِ کشمیر غزوہ ہند کا دروازہ ہے، اس جہاد کو پاکستان و ہندوستان کی ایجنسیاں کبھی نہ روک پائیں گی کیونکہ اس کی سچی خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی زبان سے جاری ہوئی ہے... ابھی 'شریعت یا شہادت' کے علم بردار مجاہدین کی جدید ویڈیو بھی آپ احباب نے ملاحظہ فرمائی ہو گی... وزن اٹھائے جنگل اور پہاڑ سر کرتے وہ آپ کے بیٹے جن میں سے کچھ اپنے عہد بھی وفا کر گئے، پھر ٹھٹھرتی راتوں میں بغیر کسی کمبل و رضائی کے تھک کر کھلے آسمان تلے ہی سو جانے والے اور پھر بارش میں بھیگتے... اللہ، اللہ! یہ ابطال 'زمین کا نمک ہیں !اللہ استقامت اور فتح سے نوازیں اور نوجوانانِ امت کو ان کی راہ اپنانے کی توفیق دیں...

شیخ اسامہ محمود حفظہ اللہ' کے انٹرویو کا آئندہ حصہ بھی کشمیر کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے... بالخصوص کشمیر میں مجاہدین و محبین کو شیخ کے ارشادات کا شدید انتظار ہے... مگر عرض یہ تھی القاعدہ کی تمام تر جہد فقط اللہ ہی کے لیے رہی ہے نہ کہ اپنا نام پروان چڑھانے کے لیے! آج امت کتنی ہی سمتوں سے فقط اس مخلص جماعت کی گم نام قربانیوں کی وجہ سے محفوظ ہے، جن تذکرہ کیا ہی تب جائے نا کہ جب دشمن یا مجاہدین کے علاوہ اس بات کی کسی کو بھنک لگی ہو اور اللہ کی شان اکثر دشمن بھی نہیں جان پاتا کہ اس کے مقابل کون سی قوت اپنی مظلوم امت کی حفاظت کو سینہ سپر ہے... یہ سب باتیں فقط اس لیے عرض کیں کہ کشمیر سے القاعدہ کا رشتہ ہرگز نیا نہیں ہے... اللہ کے فضل سے یہ تعلق بہت ہی پرانا ہے... ہاں مجاہدین نے طویل عرصہ خاموشی سے اپنی خدمات امت کو فراہم کیں اور اب حالات کے ستم سے یہ راز بھی افشا ہی ہوتا جا رہا ہے... مجاہدین کشمیر ابھی بھی کشمیر میں عرب مجاہدین کے معسکرات سے واقف ہیں، جنہیں آئی ایس آئی کے گمراہ دُم چھلوں نے عرب مجاہدین سے خالی کروایا اور بعد میں خوشی سے بتاتے بھی پھرے...

مجاہدینِ کشمیر کے ابتدائی مربی اور استاد شہید احسن عزیز رحمہ اللہ کا شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور شیخ ایمن الظواہری رحمہ اللہ سے خاص اور انتہائی قریبی تعلق بھی قابل ملاحظہ ہے... بذاتِ خود محسنِ امت شہیدِ اسلام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اپنی شہادت سے قبل کشمیر کے معاملات میں کس قدر باریک بینی سے توجہ لیتے تھے اس کا اندازہ شیخ رحمہ اللہ کی ایبٹ آباد سے حاصل کی گئی دوستاویزات کے مطالعے سے لگایا جا سکتا ہے... صرف اتنا ہی نہیں یہ ابھی ۲۰۰۷ء ہی تو بات ہے کہ سری نگر کی مساجد میں مرکزی تنظیم القاعدۃ الجہاد کی دعوتی سی ڈیز تقسیم کی جاتی رہی ہیں... وزیرستان ہجرت کر آنے والے کشمیری مہاجر مجاہدین' جن میں سے اننت ناگ (اسلام آباد) کے بھائی عمر کشمیری تو اپنی منزل بھی پا گئے... غرض یہ کہ ایمان فروشوں کو جہادِ کشمیر میں شریعت یا شہادت کے علم بردار مجاہدین کی اس جدید اُٹھان کا ہوّا بنانے سے احتیاط ہی کرنی چاہیے... مجاہدین جس منہج پر اُٹھے تھے آج دہائیوں بعد بھی اسی منہج پر قائم ہیں! مجاہدین کا منہج سرکاری پالیسیوں کے ساتھ ہر دوسرے دن نہیں بدلتا... مجاہدین ہی اس امت کے محافظ ہیں، تھے اور رہیں گے... اور تمام تر مشکلات اور مصائب کے باوجود نفاذ شریعت کے اپنے اپنے ہدف سے پیچھے نہیں ہٹیں گے! کل کچھ پریشان وقت تھا تو کیا ہوا، آئندہ باذن اللہ! فرحت و فتوحات کا دور ہے کیونکہ

وتلك الايام نداولها بين الناس

☆☆☆☆☆

ایودھیا سے اقصیٰ، ایک ہی داستان

انعام الرحمان، بمبئی

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

مساجد، توحید کا منبر و آواز۔ جہاں سے دن میں پانچ بار ساری دنیا کے باطل حکمرانوں، خداوں اور مذاہب کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ طواغیت کے دربانوں، ظلم کی چکی میں پسے دلتوں، آدی واسیوں، عیسائیوں حتیٰ کہ خود حاملین توحید مسلمانوں کو بھی فلاح و فوز کی طرف بلایا جاتا ہے۔ ذات پات، اونچ نیچ کے ماروں کو انسانوں کو 'ہاریوں، کسانوں، مزدوروں، نوکروں سب کو معاشرے میں اعلیٰ سمجھے جانے والے افراد و طبقات کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ جھگڑتے خاندانوں اور قبیلوں کو مسجد میں آکر معاملات سنوارنے، صلح کرنے پر بلایا جاتا ہے۔

مساجد ہی سے تو ظالموں کے علاج کے لیے جماعتیں روانہ کی جاتی ہیں، کیا بدر و احد کی منصوبہ بندی مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ پر ہوئی؟

یقیناً اب تو ہمیں ایودھیا سے اقصیٰ تک گرائی جاتی، جلائی جاتی ساری مساجد کا قضیہ سمجھ آ ہی جانا چاہیے۔ وہاں مصر میں جامعہ رابعہ عدویہ ہو، یا پاکستان میں لال مسجد، دشمنی اور دشمن تو ایک ہی ہیں اور جرم و مجرم بھی۔

چلیے رام جنم بھوم ہی کا مسئلہ تھا تو ایودھیا ہی میں رام کی کتنی جنم بھومیوں کے دعویدار موجود ہیں، مگر سب مشرک ایک جٹ ہو کر حملہ آور بابری مسجد ہی پر ہوتے ہیں۔

تو اللہ کا فرمان یاد رکھ لیجیے:

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً (التوبۃ:۳۶)

یہ مسجد تو سولہویں صدی سے موجود تھی۔ احباب! جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں قوت رہی اس مسجد سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہیں، پھر انگریز کا دورِ غلامی ... مگر انگریز جاتے جاتے ہمیں ہندو مشرکوں کا غلام بنا گیا، سیکولرازم کے لاکھ راگ الاپیے، جمہوریت میں حکومت اکثریت ہی کی ہوتی ہے۔ اور جمہوریت اکثریت کے ہر ظالمانہ فیصلے کی تائید بھی کرتی ہے اور اس کو طاقت و جلا بھی بخشتی ہے۔

واللہ! جمہوریت کے ہوتے ہوئے نہ تو گجرات، آسام و کشمیر میں مسلمانوں کے قتل عام پر حیرت ہونی چاہیے اور نہ ہی یوگی اور مودی حکومت پر!

بابری مسجد سیکولرازم اور جمہوریت کے بھینٹ چڑھ گئی، وگرنہ اسلام کا فطری راستہ اپنایا جاتا تو ہند اسلام کا گہوارہ اور انسانیت کے لیے امن و آشتی کا مرکز ہوتا۔

وہ راستہ جو محمد بن قاسم اور سلطان محمود غزنوی رحمہما اللہ نے اپنایا تھا۔ وہی راستہ جس کا آغاز موتہ و تبوک سے شاملی اور پلاسی تک آکر تھم گیا، اسی فطری راستے سے ہی اسلام ہم تک پہنچا۔

راز کی بات کہتا ہوں، تم سے سنو!

پھر سے تاریخ بغداد و اندلس پڑھو!

یہ ترقی کسی کام نہ آئے گی.........

اور ہی کچھ ہے وجہِ ظفر دوستو!

اے عزیز ہم وطنو! آنکھیں تو کھولو ذرا کڑیاں ملاؤ، حلب سے گجرات تک مسلمانوں کا قتل عام! اور موصل سے سری نگر تک لٹتی عزتیں، یہ ایک ہی معرکہ ہے! دشمن بھی ایک ہی ہے اور امت کی حفاظت کو جان دیتا مٹھی بھر گروہ بھی ایک!

مسجد اقصیٰ کو آگ لگائی جائے، یا رابعہ و لال مسجد میں قتل عام کیا جائے، یا بابری مسجد مسمار ہی کر دی جائے، یہ ایک ہی تسلسل ہے۔ یقین نہ آئے تو عراق، افغانستان، صومالیہ، یمن میں بمباریوں سے تباہ کی جانے والی سیکڑوں مساجد ملاحظہ کر لیجیے!

یہ لٹی پٹی مساجد، ویران سجدہ گاہیں

بے بسی سے تک رہی ہیں، کسی غزنوی کی راہیں

سپریم کورٹ کا فیصلہ حق میں آئے مخالف میں ہمیں اس کچھ سروکار نہیں، یہی کفریہ عدالتیں، مسلم پرسنل لاز تک میں نقب لگا چکی، شریعت کے کتنے ہی احکام معطل کر چکیں، سیکولر ملک کی فضائی فوج میں مسلمان کو داڑھی رکھنے تک کی اجازت نہیں، یہی عدالتیں یعقوب میمن کو قتل کر دیتی ہیں اور کرنل پروہت کو آزاد!

بابری مسجد کی شہادت کو پچیس سال مکمل ہو گئے ہیں، بابری مسجد کا ملبہ ہماری غیرت کے جاگنے کا منتظر ہے۔ بابری مسجد بذات خود ہمارے لیے دعوتِ عمل ہے۔ ایودھیا میں اسلام کی سطوت کا مٹا دیا گیا نشان 'اللہ کے اذن سے دوبارہ تازہ و تابندہ ہونے والا ہے، بس معمولی سی قربانی اور اسلام ایک مرتبہ اپنی وہی پرانی سی آب و تاب کے ساتھ ہند کے ریگستانوں اور باغات کو منور کر رہا ہو گا۔ اے اللہ کے بندو، لال قلعہ تکبیر کے نعرے سننے کو سالوں سے ترس رہا ہے۔ ہمارے روہنگیا بھائی پھر کسی اور نگزیب کا راستہ تک رہے ہیں۔ کیونکہ

پریشان ظلمت کا پالا ہی ہو گا.................. فتح یاب آخر اجالا ہی ہو گا

کشمیر و خراسان میں آپ کے بھائی نہ صرف آپ کا، آپ کی مدد اور دعاؤں کا انتظار کر رہے ہیں بلکہ وہ اس بات کے بھی منتظر ہیں کہ آپ کس طرح اپنی محنت سے ان کی راہ کو ہموار کرتے ہیں۔

اللھم یا ذوالجلال ولا کرام قدر فتح الھند بایدینا ویسرہ لنا ثم بارك لنا فیه

برحمتك یا ارحم الرحمین

☆☆☆☆☆

ثناخوان تقدیس مغرب کہاں ہیں؟

آصف محمود

دنیا نے اگلے روز یروشلم کی راکھ پر بیٹھ کر حقوق انسانی کا عالمی دن منایا اور امریکہ اور اس کے فکری طفیلیوں نے ہمیں اقوال زریں سنا سنا کر سمجھایا کہ انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں۔ اس طوفان بدتمیزی کے ہنگام مجھے میڈیلن البرائٹ کی بہت یاد آئی۔ یہ غالباً ۱۹۹۶ء کی بات ہے۔ محترمہ امریکی کے ٹی وی پروگرام ۶۰ منٹ میں مدعو تھیں۔ میزبان نے سوال کیا: ''عراق پر امریکی پابندیوں سے پانچ لاکھ سے زیادہ بچے مر چکے ہیں، کیا اتنی بھاری قیمت دی جانی چاہیے؟'' اعلیٰ مغربی تہذیب کی علم بردار عورت کا جواب تھا:

''جی ہاں! یہ ایک مناسب قیمت ہے، دی جانی چاہیے!''۔

ویسے کیا آپ کو علم ہے کہ حقوق انسانی کے بقلم خود چمپین امریکہ نے ابھی تک ''کنونشن آن دی رائٹس آف چائلڈ'' یعنی بچوں کے حقوق کے کنونشن کی توثیق نہیں کی۔ دلچسپ بات یہ کہ اس کنونشن کے سات آرٹیکلز خود امریکہ نے لکھے تھے جن میں سے تین براہِ راست امریکی آئین میں سے لیے گئے اور خود صدر ریگن نے تجویز کیے تھے۔(بحوالہ: نینسی۔ای۔واکر، کیتھرین بروکس، لارنس ایس رائٹسمین، Children Rights in the United States: In Search of National Policy، (ایس اے جی ای)۱۹۹، صفحہ ۱۴۰)

افغانستان کو اس نے امن کے نام پر برباد کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ آدمی حیرت اور صدمے سے دوچار ہو جاتا ہے جب وہ یہ خبر سنتا ہے کہ افغانستان میں امریکی فوجی مرنے والے معصوم شہریوں کے اعضا کاٹ کر بطورِ ''یادگار'' محفوظ کر لیتے ہیں اور فخر سے دوستوں کو دکھاتے ہیں۔ جرمن روزنامے ''ڈر سپیگل (Der Speigal)'' اور امریکی میگزین ''رولنگ سٹون'' (Rolling Stone) نے ایسی تصاویر بھی شائع کیں جن میں امریکی فوجی مقتول افغانوں کی لاشوں کے پاس فاتح کے طور پر کھڑے ہیں جن کے سر کاٹے جا چکے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ان سروں کی یہ فوجی ٹرافیاں بناتے ہیں۔ جیسے شکاری کبھی ہرن شکار کر کے ٹرافیاں بناتے تھے۔(بحوالہ، ایشین ٹریبون، یشین ٹریبون، US War Crimes In Afhanistan: Severed Human Heads Brandished25 اپریل ۲۰۱۱ء)

ایشین ٹریبیون (Asian Tribune) کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ افغانستان میں تعینات ''ففتھ سٹرائکر بریگیڈ'' کے ''تھرڈ پلاٹون'' کی ''براوو کمپنی'' کے ایک فوجی کارپورل جرمی مارلوک (Jermy Marlock) نے ایک پندرہ سالہ نہتے افغان لڑکے گل مدین کو قتل کرنے کے بعد اس کی انگلی یادگار کے طور پر اپنے پاس محفوظ کر لی۔

(بحوالہ، ایشین ٹریبیون، ۲۵ اپریل ۲۰۱۱ء)

جنگی جنون جتنا بھی بڑھ جائے، یہ وہ جرم ہے جس کا کوئی انسان تصور تک نہیں کر سکتا لیکن امریکہ کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے یہ امریکی فوجی پہلی بار اس گھناونے جرم کے مرتکب نہیں ہو رہے بلکہ وہ اس سے قبل جاپانیوں کو بھی اسی ''حسنِ سلوک'' کا نشانہ بنا چکے ہیں۔ وحشت و بربریت کے ان مظاہر کا تعلق اگر محض امریکی فوج کے نچلی سطح کے اہلکاروں تک محدود ہوتا تب بھی ایک ناقابل برداشت اور شرمناک اقدام تھا لیکن ہمیں یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ امریکی کانگریس کے اراکین تک مرنے والوں کے اعضاء ایک دوسرے کو تحفے میں پیش کرتے رہے ہے۔

امریکہ کی ''سدرن الینائس یونی ورسٹی'' (Southern Illinois) کے شعبہ تاریخ کے پروفیسر جیمز جے وینگارٹنر کا کہنا ہے کہ ایک رکن کانگریس نے امریکی صدر فرینکلن روزویلٹ کو ایک Letter opener تحفے میں دیا جو ایک مقتول جاپانی فوجی کے بازو کی ہڈی سے بنایا گیا تھا(بحوالہ، جیمز۔جے۔ویگارٹنر، Trophies of War: US Troops and the Mutilation of Japanese war Dead '' یونی ورسٹی کیلیفورنیا پریس جرنل ۱۹۹۲ء'' صفحہ ۶۵)

ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکی فوجی جاپانی فوجیوں کے سر کاٹ کر پکاتے اور کھاتے بھی رہے۔ یہ رپورٹ بھی کسی دوسرے حریف ملک کی نہیں بلکہ امریکہ کی اپنی یونی ورسٹی آف السٹر (University of ULSTER) کے پرفیسر سمن ہارے سن (Simon Harrison) کی ہے۔(بحوالہ، ہاری سن سمن، Skull Trophies of the Pacific War جرنل آف دی رائل انتھروپولوجیکل انسٹی ٹیوٹ، یونی ورسٹی آف السٹر۔۲۰۰۸ء، صفحہ ۸۲۷)

یہ برائی اتنی عام ہو گئی تھی کہ امریکی شاعر ونفیلڈ ٹاونلے سکاٹ جس اخبار میں ملازمت کرتا تھا اس اخبار کے دفتر میں بھی ایک جاپانی فوجی کے سر کی بنی ہوئی ٹرافی آویزاں کر دی گئی۔ سکاٹ نے اس پر ایک نظم بھی لکھی:

دی یو ایس سولجر ود دی جاپانیز سکل (The US Soldier with the Japanese Skull)۔(بحوالہ، ہاری سن سمن، Skull Trophies of the Pacific War جرنل آف دی رائل انتھروپولوجیکل انسٹی ٹیوٹ، یونی ورسٹی آف السٹر۔۲۰۰۸ء، صفحہ ۸۲۲)

ہاورڈ یونی ورسٹی کے پروفیسر اور آکسفورڈ یونی ورسٹی کے سینئر ریسرچ فیلو معروف برطانوی مورخ نیال فرگوسن (Nail Ferguson) جن کا ٹائم میگزین نے ۲۰۰۴ء میں دنیا کے ۱۰۰ موثر ترین آدمیوں میں شمار کیا تھا اور جو امریکی صدارتی امیدوار جان میک کین کے مشیر بھی رہ چکے ہیں، اس بربریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''دشمن کی کھوپڑیوں سے ابال کر کھال اتار کر یادگار کے طور پر رکھنے کا عمل ایک عام چیز تھی۔ کان، ہڈیاں اور دانت تک اکٹھے کیے گئے (بحوالہ، نیال فرگوسن، The War of the World: Historys Age of Hatred پینگوئن بکس، لندن صفحہ ۵۴۶۔ ISBN 978-0-14-101382-4)

یہ بربریت اس قدر عام تھی کہ سمن ہاری سن کے مطابق ۱۹۸۴ء میں جب جاپانی فوجیوں کی باقیات واپس کی گئیں تو ۶۰ فی صد لاشوں کے سر تن سے جدا ہو چکے تھے (بحوالہ، ہاری

سن سمن، Skull Trophies of the Pacific War جرنل آف دی رائل انتھروپولو جیکل انسٹی ٹیوٹ، یونی ورسٹی آف السٹر۔۲۰۰۸ء، صفحہ ۸۲۸)

امریکہ کے معروف پروفیسر جیمز۔جے۔ویگارٹنر کا کہنا ہے کہ چونکہ امریکی معاشرہ جاپانیوں کو جانور سمجھتا تھا اس لیے ان کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں کے ساتھ اگر وہی سلوک کیا گیا جو جانوروں کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں کے ساتھ ہوتا ہے تو اس میں حیرت کیسی؟(بحوالہ، جیمز، جے۔ویگارٹنر، Trophies of War: US Troops and the Mutilation of Japanese war Dead "یونی ورسٹی کیلیفورنیا پریس جرنل" ۱۹۹۲ء صفحہ ۵۴)

ہمیں یہ جان کر دکھ بھی ہوتا ہے اور حیرت بھی کہ امریکی فوجی تفنن طبع کے طور پر قتل کرتے ہیں اور اس پر کوئی ندامت محسوس نہیں کرتے بلکہ فخریہ اور اعلانیہ طور پر اس کا اظہار کرتے پائے جاتے ہیں۔یہ عہد قدیم کی کوئی وحشی قوم نہیں بلکہ دور جدید کی وہ قوم ہے جسے اپنی تہذیب پر فخر ہے اور جو خود کو حقوق انسانی کا علمبردار تصور کرتی ہے۔

امریکی صحافی اینڈریو ٹا ٹلگمین (Andrew Tilghman) کا کہنا ہے کہ بغداد کے نواح میں ایک فوجی کیمپ میں ایک فوجی نوجوان سے جب انہوں نے سوال کیا کہ یہاں آکر کیا محسوس کر رہے ہو تو اس کا جواب تھا کہ اسے مزہ آرہاہے، یہ ایک ایڈونچر ہے۔اور یہ کہ وہ عراق آیا ہی اس لیے ہے کہ اسے بڑی خواہش تھی کہ وہ لوگوں کو قتل کر سکے(بحوالہ، ینڈریوٹا ٹلگمین، I Came Over Here Because I Wanted To Kill People دی واشنگٹن پوسٹ، ۳۰ جولائی ۲۰۰۶ء)

گذشتہ سطور میں جس امریکی فوجی جرمی مارلوک کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے ایک بے گناہ اور نہتے ۱۵ سالہ افغان نوجوان لڑکے گل مدین کو قتل کرکے یادگار کے طور پر اس کی انگلی کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کرلی اسی کے بارے میں دی گارجین (The Guardian) کی رپورٹ میں ایک اور خوفناک انکشاف کیا گیا ہے کہ اس نے یہ قتل تفریح کے طور پر کیا تھا تاکہ مزہ لیا جاسکے۔رپورٹ کے مطابق "بعدازاں اسی روز مالوک نے ہولمز کو بتایا کہ یہ قتل تفریح کے طور پر کیا گیا۔" (بحوالہ، کرس مک گریل، US Soldiers Killed Afghan Civilians for Sport : Collected Fingers as Trophies دی گارجین، ۹ دسمبر ۲۰۱۰ء)

سری نگر سے قندھار تک اور فلوجہ سے یروشلم تک صرف مسلمان کا لہو بہہ رہا ہے اور کٹہرے میں بھی وہی کھڑا ہے۔وہی گھائل ہے لیکن اسی کو انتہا پسند کہا جاتا ہے۔اسی کی پور پور لہو ہے لیکن وہی دہشت گرد ہے۔اسی کی زمین پر قبضہ کرکے اس کے گھروں کو میدان جنگ بنادیا گیا لیکن اسی کو امن کے لیے خطرہ قرار دیا جارہا ہے۔اس کے بچے اس عالم میں قتل کیے جارہے ہیں کہ ماں کے دودھ کی خوشبو ابھی ان کے ہونٹوں سے جدا نہیں ہوئی ہوتی لیکن وہی وحشی کہلاتا ہے۔جن کے نتھنوں سے لہو ٹپکتا ہے اور جن کے فسانوں سے بوئے خون آتی ہے وہ امن کے علم بردار ہیں، وہ مہذب ہیں، وہ شائستہ ہیں۔

اب سوال صرف اتنا سا ہے: ثناخوان تقدیس مغرب کہاں ہیں؟ کہیں مل جائیں تو بس اتنا کہنا ہے: کوئی شرم ہوتی ہے کوئی حیا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: پاکستانی فوج کی بدعنوانیوں کی چند جھلکیاں

۱۲۔Aswan Tentage and Canvas کے کرنل (سابق) ایم محمود نے بنک سے ۲۷ ملین روپے کا بہت بڑا قرضہ معاف کرالیا۔ان کے دیگر تجارتی پارٹنر سابق کرنل محمد یعقوب، محمد افضل چغتائی، محمد صدیقی، حاجی غلام صابر اور ادریس احمد بٹ تھے۔

۱۲۔Locus Enterprises کے کیپٹن (سابق) شوکت نے ۸.۸ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔ان کے کاروباری شراکت داروں میں وقار عباس، خالد خان، کرنل (سابق) ایم صادق خان، نبیل حسن، مسعود عباسی اور عبدالرزاق شامل تھے۔

۱۳۔MS Alliance textile mills جہلم کے راجہ افتخار کیانی کا ۱۶ ملین کا قرضہ مسلم کمرشل بینک نے معاف کردیا۔

۱۴۔ایک لیفٹیننٹ کرنل جو کہ Meditex Intl. کا مالک تھا اُس نے حبیب بینک سے ۳۲۲.۶ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔اس کا کاروباری شریک کرنل بشیر احمد تھا۔

۱۵۔کمانڈر عبداللطیف نے بھی دس ملین کا قرضہ معاف کرایا۔لاہور کے Shangrilla Macropole Inn کا بھی ۴.۳ ملین روپے کا قرضہ معاف ہوا۔

۱۶۔بریگیڈیئر محمد اسلم خان اور اس کی کمپنی نے ۴.۳ ملین روپے کے قرضے معاف کرائے۔

۱۷۔فیروز سنز ٹیکسٹائل ملز میرپور کے مالک کرنل منیر حسین اور میجر جنرل قاضی نسیم مجید بھی مستفید ہونے والوں میں شامل ہوں۔

۱۸۔Steel Mills Special Iron and کے کرنل سلیم، لیفٹیننٹ جنرل حبیب اللہ خان، بریگیڈیئر ایم جان خند اوالا، راجہ کلی خان، کرنل ایم شریف خان، بیگم تہمینہ حبیب اللہ، ایم آئی خرم، ایم نذیر خان اور آئی اے خرم بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔

۱۹۔میجر محمد انور، ایس اعجاز علی شاہ، ایس امجد علی شاہ، ایس غلام قادر، ایس آفتاب علی شاہ، ایس علی گوہر شاہ اور ایس امین شاہ بھی فہرست میں شامل ہیں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی سال ۲۰۱۲ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی بری فوج نے مالی معاملات میں ۵۶/ارب ۴۵ کروڑ روپے کی مالی بے قاعدگیاں کی گئیں۔

(یہ رپورٹ جرائد، ویب سائٹس اور آرمی کی دستاویزات سے تیار کی گئی ہے)

☆☆☆☆☆

۷ دسمبر ۲۰۰۱ء، یومِ سقوطِ قندھار، سقوطِ امارتِ اسلامیہ

عدیل الرحمان

جب ۲۷ ستمبر ۱۹۹۶ء سے قائم طالبان حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا تھا اور یہ کہہ کر کیا تھا کہ طالبان دقیانوسی خیالات کے حامل لوگ ہیں جو صرف امن عالم کے لیے اور افغانستان کے لیے خطرہ ہیں اور ہم امریکی فوج افغانستان میں ترقی کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والے ہیں لیکن آج ۱۶ سال بعد بھی دنیا میں افغانستان سے زیادہ غریب صرف تین امریکی ملک ہیں۔ افغانستان انسانی ترقی کے چارٹ پر دنیا کے ۱۷۳ ملکوں میں سے ۱۶۹ نمبر پر ہے۔ رپورٹ کے مطابق افغانستان میں ہر پانچواں بچہ پانچ سال کی عمر سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے اور عام زندہ رہنے اوسط شرح ۴۴ سال ہے۔ افغانستان میں بدامنی اور غربت سے سب سے زیادہ متاثر عورتیں ہوئی ہیں اور ہر آدھے گھنٹے میں ایک افغانی عورت زچگی کی پیچیدگیوں کا نشانہ بن جاتی ہے۔ افغانستان میں دنیا کا بدترین تعلیمی نظام ہے اور ملک میں بالغ شرح تعلیم صرف ۲۸.۷ فیصد ہے۔ منشیات کا کاروبار بھی آج بھی افغانستان کی معیشت کا اہم ستون ہے اور وہ آج دنیا کو منشیات مہیا کرنے والے ملکوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہے۔ طالبان کو حکومت سے نکالے جانے کے باوجود جسمانی تشدد آج بھی جاری ہے۔

۲۷ ستمبر ۱۹۹۶ء کو طالبان نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں کابل پر قبضہ کیا۔ انھوں نے افغانستان کو اسلامی امارت قرار دیا اور طالبان نے انھیں امیر المومنین تسلیم کر لیا۔ طالبان نے ۲۰۰۰ء تک افغانستان کے ۹۵ فی صد علاقے پر قبضہ کر کے ایک اسلامی حکومت قائم کی۔ اس زمانے میں افغانستان میں نسبتاً امن قائم رہا اور پوست کی کاشت بھی بالکل ختم ہو گئی۔ طالبان کو بجز پاکستان اور سعودی عرب کے کسی نے سرکاری طور پر تسلیم نہ کیا اور مغربی دنیا نے شمالی اتحاد کی مدد جاری رکھی جو افغانستان کے شمال میں کچھ اختیار رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک خالص اسلامی حکومت مغربی دنیا اور بھارت کو ہرگز قبول نہ تھی۔ یاد رہے کہ طالبان سے پہلے بھارت کو افغانستان میں خاصا عمل دخل تھا۔ طالبان کے دور میں پہلی دفعہ پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر ایک طرح سے دوستانہ امن قائم رہا۔ مگر پاکستان نے طالبان کے خلاف امریکہ کی مدد کر کے نہ صرف طالبان کا اعتماد کھویا بلکہ ایک پاکستان دشمن اور بھارت دوست حکومت افغانستان میں قائم ہو گئی۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکی ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملوں کے بعد ۱۳ ستمبر ۲۰۰۱ء کو پاکستان میں امریکی سفیر ونڈی چیمبرلین کے ذریعے پرویز مشرف کے سامنے واشنگٹن نے ۷ مطالبات رکھے جنہیں پرویز مشرف نے فوری طور پر تسلیم کر لیا اور یوں امریکی جنگ میں پاکستان باقاعدہ طور پر شامل ہو گیا۔ راتوں رات تین دہائیوں پر مشتمل افغان پالیسی تبدیل کر دی گئی۔ اور افغانستان پہ حملے کے لیے امریکہ کو باقاعدہ ایئر بیس دے دیے گئے۔ اور اس جنگ کو خود اپنے گھر کے اندر لایا گیا۔

۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ نے افغانستان پر باقاعدہ حملہ کر دیا۔ امریکی جنگی طیارے پاکستان کی سرزمین سے اڑ کر طالبان کی عسکری تنصیبات اور مورچوں پر زبردست بم باری کرنے لگے۔ اس خوف ناک بم باری نے مجاہدین کو منتشر کر دیا اور وہ شہروں سے انخلا کر گئے۔ اسی دوران امریکی فوجی افغانستان آ پہنچے۔ انہیں افغان شہروں پر قبضہ کرنے میں خاص مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

۹ نومبر ۲۰۰۱ء کو مزار شریف فتح ہوا۔

۱۲ نومبر ۲۰۰۱ء کو سقوط کابل ہوا۔

۷ دسمبر ۲۰۰۱ء تک قندھار پہ امریکی قبضہ ہو گیا تھا۔

آخری شہر جو فتح ہوا وہ پاک افغان سرحد پر اسپین بولدک تھا۔

۷ دسمبر ۲۰۰۴ء کو امریکیوں نے کابل میں اپنے کٹھ پتلی اور سی آئی اے کے کارندے، حامد کرزئی کی حکومت قائم کر دی۔

امریکی حکومت کو توقع کے برعکس افغانستان میں بہت آسانی سے کامیابیاں مل گئی تھیں۔ اس امر نے امریکی حکمرانوں کو مزید تکبر میں مبتلا کر دیا۔ اب وہ عراق پر حملے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ افغانوں کو خانہ جنگی، غربت اور جہالت سے نجات دلا کر امن، خوشحالی اور آزادی کے تحفے دیں گے۔ چنانچہ حامد کرزئی حکومت کو امریکہ اور دیگر مغربی ممالک سے اربوں ڈالر ملنے لگے تاکہ وہ افغانستان میں عوام دوست ترقیاتی منصوبے شروع کر سکے۔ افغان فوج کھڑی کرنے کے لیے بھی کثیر رقم دی جانے لگی۔

امریکہ کو یقین تھا کہ شکست خوردہ طالبان اب کبھی سر نہیں اٹھا سکتے۔ تاہم امریکی حکمرانوں کو علم نہیں تھا کہ پختون کبھی دوسروں کو زبردستی اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ جیسے ہی طالبان منظم ہوئے انہوں نے امریکہ اور نیٹو افواج کے خلاف چھاپہ مار جنگ شروع کر دی تاکہ انھیں افغانستان سے نکلنے پر مجبور کر دیں۔ امارت اسلامیہ کو افغانستان کے عوام میں اب بھی حمایت حاصل تھی۔

اسی حمایت سے فائدہ اٹھا کر طالبان چھوٹے چھوٹے گروہوں میں امریکی و سرکاری فوج پر حملے کرنے لگے۔ یوں حملہ آوروں کے خلاف طالبان کی گوریلا جنگ کا آغاز ہوا جو اب تک

جاری ہے۔طالبان کی چھاپہ مار کارروائیوں کے نتیجے میں امریکی غرور چکنا چور ہو گیا۔ امریکی حکمران پھر کامیابی پانے کی خاطر پینترے بدلنے لگے۔ کبھی وہ ترقیاتی منصوبے شروع کرکے افغان عوام کا دل جیتنے کی سعی کرتے۔ کبھی افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد بڑھا دیتے تاکہ بزور قوت طالبان کو شکست دی جاسکے۔ مگر کوئی بھی حربہ امریکیوں کو افغان جنگ میں کامیابی نہیں دلوا سکا۔

اعداد و شمار کی رو سے امریکہ اور نیٹو ممالک نے افغانستان کی تعمیر نو پر تقریباً ایک ہزار ارب ڈالر کی رقم خرچ کر ڈالی۔ یہ دماغ چکرا کر رکھ دینے والی بڑی رقم ہے۔ پاکستانی کرنسی میں یہ ۸۴۰۰ کھرب روپے بنتے ہیں۔ اس رقم کی وسعت کا اندازہ یوں لگائیے کہ پاکستانی حکومت پہ کل قرضوں کی رقم تقریباً ساٹھ کھرب روپے ہے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد امریکہ نے ''مارشل پلان'' شروع کیا تھا تاکہ جنگ سے تباہ حال مغربی یورپ کے ممالک کی تعمیر نو ہو سکے۔ اس منصوبے پر ۱۲/ ارب ڈالر خرچ ہوئے جو آج کے حساب سے ۱۲۰/ ارب ڈالر بنتے ہیں۔

مارشل پلان کی مدد سے فرانس، برطانیہ، مغربی جرمنی، اٹلی، ہالینڈ، بیلجیئم وغیرہ نے جنگ کی تباہ کاریوں پر قابو پایا اور معاشی و معاشرتی طور پر دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ دوسری جانب امریکہ نے افغانستان میں ۸۰۰/ ارب ڈالر سے زائد رقم خرچ کر دی مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا؟ آج بھی تین کروڑ تین لاکھ افغانیوں میں سے ۴۰ فی صد خطِ غربت سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ انہیں زندگی کی بنیادی سہولیات بھی میسر نہیں۔ وہ بمشکل اتنی آمدن کما پاتے ہیں کہ جسم اور روح کا رشتہ استوار رکھ سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اربوں ڈالر امریکی و مغربی امداد سے صرف افغان حکمران طبقہ مستفید ہوا جس کی کل آبادی میں تعداد محض ۰.۹۹ فی صد بنتی ہے۔ اس حکمران طبقے میں جنگی سردار، سرکاری افسر، سیاست داں اور بااثر افغان شامل ہیں۔ یہ افغان طبقہ بیشتر غیر ملکی امداد کھا پی گیا، اسی بنا پر عام افغانوں کی حالت سدھر نہ سکی۔ وہ اب افیون کاشت کرکے کماتے ہیں جس پر طالبان نے پابندی لگا دی تھی۔

یہ کرپٹ 'عیار اور مکار حکمران طبقہ اب بھی افغانستان پر مسلط ہے۔ چونکہ افغانستان میں صرف یہی طبقہ امریکی حکومت کے اشاروں پر ناچتا ہے اور اسے کچھ طاقت بھی حاصل ہے لہٰذا امریکی حکومت اس کا دامن چھوڑنا نہیں چاہتی۔ حالانکہ خود امریکہ کے کئی اپنے سرکاری ادارے اور تھنک ٹینکس اپنی تحقیقی رپورٹوں میں افغان حکمران طبقے کو دنیا کی کرپٹ ترین حکومت قرار دے چکے۔ امریکہ اب بھی اربوں ڈالر سالانہ دے کر اس طبقے کو پال رہا ہے۔ چنانچہ اس نے پنے آقا کے پیچھے ہی دم ہلانی ہے۔

امریکی حکومت جو حکم دے، افغان حکمران طبقہ آنکھیں بند کرکے اس پر عمل کرتا ہے۔ امریکہ افغانستان کی افواج کو بھی کثیر رقم فراہم کر رہا ہے۔ حقیقتاً یہ افواج کھڑی کرنے پر ہی امریکہ کی سب سے زیادہ رقم خرچ ہوئی جو تقریباً ۶۰۰/ ارب ڈالر بنتی ہے۔ کابل کی افغان حکومت غیر ملکی و افغان افواج کے بل پر قائم و دائم ہے۔ گو طالبان کی گوریلا جنگ نے ان افواج کو شدید مشکلات میں گرفتار کر رکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج بھی امریکہ اور نیٹو کی اچھی خاصی بڑی فوج سرزمین افغانستان پر موجود ہے۔ یہ ۲۶ ہزار ملٹری کنٹریکٹروں '۶۹۵۴ امریکی فوجیوں 'امریکی سی آئی اے کے ۲۸۵۰ اہل کاروں اور ۵۸۵۹ نیٹو فوجیوں پر مشتمل ہے۔

۱۸ اکتوبر ۲۰۱۶ء تک کے اعداد و شمار کے مطابق ۲۳۸۶ امریکی فوجی ہلاک اور ۲۰۰۴۹ زخمی ہو چکے تھے جب کہ ۱۱۷۳ غیر فوجی شہری بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ صرف امریکی فوج کے اعداد و شمار ہیں جب کہ باقی اتحادی افواج کی ہلاکتوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے نیز یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو امریکہ کی طرف سے جاری کردہ ہے۔ جب کہ مجاہدین کی طرف سے جاری کیے جانے والے اعداد و شمار اس سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

بنیادی طور پر جدید ترین اسلحے سے لیس اسی فوج کے سہارے کابل میں کٹھ پتلی افغان حکومت قائم ہے۔ اگر آج یہ امریکی و مغربی فوج رخصت ہو جائے' تو طالبان جلد یا بدیر کابل پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

''اے تمام اطراف کے مسلمانو اور مجاہدین بھائیو! القدس کی آزادی ہماری گردنوں پر قرض ہے اور اس کو آزاد کرنے کے لیے ہمیں اسرائیل کے حامیوں کی مسلم امہ پر تجاوز کی ان کے خون اور معیشت سے قیمت وصول کرنی ہوگی۔ یہ ہمارے اوپر ذمہ داری ہے کہ اسرائیل کے پڑوس کے خطوں میں اسلامی حکومت کے قیام کے لیے کوشش کریں۔ یہ ایک کثیر الجہت محاذ ہے۔ مجاہدین کے درمیان جاری اختلاف ان کی طاقت کو تباہ اور فتح میں رکاوٹ بنتا ہے۔ آغر سے تانغر تک اور قوقاز سے وسطی افریقہ تک۔ دشمن کے مقابلے میں ہمارا متحد ہونا ہمارے اوپر فرض ہے''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

دینی مدارس اور علما پر حملے

مصدر: امارت اسلامیہ افغانستان کی رسمی ویب سائٹ 'الامارہ اردو'

افغانستان کے بارے میں امریکی صدر ٹرمپ کی نئی جنگی حکمت عملی کے اعلان کے بعد افغان شہریوں کے گھروں، دکانوں، فصلات، مساجد، مدارس، اسکولوں اور دیگر عوامی مقامات پر امریکی فوجیوں کے چھاپوں، بمباریوں اور حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ان حملوں میں شہریوں کو وسیع پیمانے پر جانی نقصان ہوا ہے۔ ان کے گھر تباہ کیے جا رہے ہیں۔

خاص طور پر دینی مدارس، مساجد اور علمائے کرام پر قابض امریکی اور کٹھ پتلی حکومت کے حملوں میں زیادہ شدت آئی ہے۔ افغانستان کے مختلف علاقوں میں دینی مدارس اور مساجد پر فضائی حملے کیے گئے ہیں۔ ان کو جلا دیا گیا۔ طلباء، علماء اور اساتذہ کو گرفتار یا شہید کیا جا رہا ہے۔

۷ نومبر کو صوبہ لوگر کے ضلع چرخ کے علاقے "ملا علیم" گاؤں پر امریکی اور اجرتی فوجیوں نے چھاپہ مارا، جس میں دو مدارس اور گھروں کی تلاشی لی گئی اور مدرسے کے طلباء سمیت پانچ شہریوں کو حراست میں لے لیا گیا۔

۲۰ نومبر کو مشرقی صوبے ننگرہار کے ضلع شیر زاد کے علاقے مرکی خیل پر قابض امریکی اور کٹھ پتلی فورسز نے مل کر چھاپہ مارا۔ جس میں ایک عالمِ دین "مولوی شیر یندل صاحب" کو شہید اور تین افراد کو گرفتار کیا گیا۔

۲۲ نومبر کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع نرخ کے علاقے عمر خیل میں قائم ایک دینی مدرسے پر امریکی اور افغان فورسز نے چھاپہ مارا۔ امریکی فوجیوں نے آٹھ چھوٹے طالب علموں کو ایک دیوار کے نیچے بٹھانے کے بعد ان پر گولیاں برسا دیں۔

اسی دن صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد کے علاقے کامران خیل میں پولیس نے ایک عالمِ دین مولوی حمد اللہ کو شہید کر دیا۔

۲۶ نومبر کو قابض افواج نے صوبہ لغمان کے ضلع قرغی کے علاقے چار باغ اور امیبڑ میں ایک عالمِ دین سمیت پانچ شہریوں کو شہید اور تین افراد کو گرفتار کر لیا۔

۱۲ اکتوبر کو صوبہ غزنی کے ضلع ناوا کے علاقے تنگی میں حملہ آوروں نے چھاپہ مارا۔ جس میں دو شہریوں حمد اللہ اور لطف اللہ اخوندزادہ کو شہید اور خواتین اور بچوں سمیت دس افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔

۱۲ اکتوبر کو صوبہ زابل کے ضلع شاجوئی اور ضلع نوبہار کے درمیان لوڑ مرغہ غٹ بٹ خیل کے علاقے میں ایک مسجد پر امریکی طیاروں نے بمباری کی، جس میں تین طالب علم شہید ہوئے۔ جب کہ پانچ شہریوں کو گرفتار کیا گیا۔

۲۲ اکتوبر کو امریکی اور کٹھ پتلی فورسز نے صوبہ غزنی کے ضلع ناوہ کے علاقے چادر ماندہ پر چھاپہ مارا اور علاقے کے معزز دینی رہنما اور روحانی شخصیت قطب اللہ اخوندزادہ سمیت تین افراد کو شہید اور ایک خاتون سمیت اس کے خاندان کے تمام افراد کو حراست میں لے لیا۔

۱۱ ستمبر کو صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے علاقے شیر میں پولیس نے فائرنگ کر کے دو طالب علموں کو شہید اور ایک زخمی کر دیا۔

۱۵ ستمبر کو صوبہ بغلان کے ضلع برکی میں کٹھ پتلی فوجیوں نے مولوی کمال الدین کے مدرسے پر قبضہ کر کے اس میں مورچے قائم کیے۔ دیواروں کو گولیوں سے سوراخ زدہ کر دیا۔ جس سے مدرسے کی عمارت مخدوش ہو گئی ہے۔

۱۷ ستمبر کو صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک کے علاقے بالائی میں پولیس نے ایک عالمِ دین مولوی عبد الہادی اخوندزادہ کو شہید اور ان کے بیٹے اور اہلیہ کو زخمی کر دیا۔

۲۷ ستمبر کو صوبہ بادغیس کے ضلع درہ بوم کے بازار میں فورسز کے راکٹ حملے میں مقامی مدرسے کے دو طالب علم شہید ہو گئے۔

دینی مراکز پر حملوں اور علمائے کرام اور طالب علموں کی شہادت کے مذکورہ اعداد و شمار بطور نمونہ پیش کیے گئے ہیں۔ افغانستان کے مختلف علاقوں میں ہر روز حملہ آوروں اور کابل حکومت کے چھاپوں، بمباریوں اور حملوں میں نہتے شہریوں کے مکانات تباہ، خواتین اور بچے شہید ہوتے ہیں۔ جب کہ مختلف بہانوں سے بے گناہ اور نہتے شہریوں کو گرفتار کر کے انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

مجاہدین اپنے شہریوں کی جان، مال، عزت اور اقدار کے تحفظ اور بالخصوص دینی مراکز کے دفاع کے لیے پر عزم ہیں۔ وہ کوشش کریں گے کہ ہر ممکن طریقے سے دستیاب وسائل کو بروئے کار لا کر ظالم دشمن کے حملوں کی روک تھام کی جائے۔ ان کے مذموم مقاصد اور عزائم کو خاک میں ملایا جائے اور اپنے مظلوم عوام کا بدلہ لیا جائے۔

☆☆☆☆☆

عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

صومالیہ:

15 نومبر: حرکۃ الشباب المجاہدین میں موجود ہمارے بھائیوں نے ولایہ باي وبکول کے شہر حدر میں ایتھوپیا کے فوجی مراکز پر طوفانی یلغار کی جس کے نتیجے میں دشمن کو شدید جانی نقصان کا سامنا ہوا۔ ساحلی شہر براوی میں یوگنڈا کے فوجی کیمپوں پر مجاہدین نے اس وقت شدید گولہ باری کی جب صومالی وزیر اعظم حسن علی خیری وہاں کے دورے پر تھا۔

16 نومبر: مقدیشو کے علاقے عیاشا میں سرکاری فوج کے قافلے پر حملہ کیا گیا۔

16 نومبر: مقدیشو کے علاقے ھروا میں اعلی سرکاری افسر 'نورآفي' مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوا۔

16 نومبر: مقدیشو کے علاقے یاقشید محلہ عیمسکا میں مجاہدین کا فوج کی چوکی پر خونی تعارض ہوا۔

16 نومبر: مقدیشو کے علاقوں یاقشید اور ودینیلي میں دشمن کے مراکز پر چار ہینڈ گرنیڈ حملے کیے گئے جس میں دشمن کو شدید مالی وجانی نقصان کا سامنا ہوا۔

18 نومبر: مقدیشو کے علاقے ھروا میں مجاہدین نے سرکاری فوج کے دو مراکز پر گرنیڈ سے حملہ کیا۔

20 نومبر: مقدیشو سے 30 کلومیٹر شمال مشرق کے شہر بلعد میں مجاہدین نے سرکاری فوج کے کاروان کو کمین میں جکڑ لیا جس کے نتیجے میں 7 سپاہی قتل اور کئی زخمی ہوئے۔

21 نومبر: ایتھوپیا کی کٹھ پتلی ملیشیا 'لیو بولس' کے مراکز پر شدید ترین تعرض کے بعد ولایہ ھیران وسط کے شہر بلدوین کے علاقے مردولي پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہو گیا۔

21 نومبر: ساحلی شہر براوی میں مجاہدین نے یوگنڈا کی فوجی گاڑی کو بارود سرنگ کے دھماکے سے تباہ کر دیا۔

21 نومبر: ولایہ شبیلي السفلی کے علاقے جلوین میں جھڑپیں ہوئیں اور کمین میں دو سرکاری اہل کار قتل اور انکا اسلحہ غنیمت بنالیا گیا۔

21 نومبر: مجاہدین نے ساحلی شہر مرکا میں افریقي یونین کے قافلے کو سخت کمین میں جکڑ لیا سخت جھڑپوں کے سبب دشمن سخت ہزیمت سے دوچار ہوا۔

22 نومبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر ونلوین میں پولیس سٹیشن پر دستی بم کے حملے میں 3 اہل کار زخمی ہوئے۔

22 نومبر: مقدیشو کے علاقے ھدن میں دشمن کے قافلے پر بارودی سرنگ کے دھماکے میں 3 اہل کار قتل ہوئے۔

22 نومبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر بولو مریر میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے یوگنڈا کی بکتر بند گاڑی تباہ اور تمام سوار قتل ہوئے۔

23 نومبر: ساحلی شہر براوی میں سرکاری فوج کے مراکز پر کیے جانے والے حملے میں کئی سپاہی قتل اور زخمی ہوئے۔

23 نومبر: وسطی مقدیشو کے علاقے بکارہ میں سرکاری اہل کار قتل اور اسلحہ غنیمت کیا گیا۔

23 نومبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر جلوین میں یوگنڈا کے فوجی قافلے پر کمین کے نتیجے میں 4 اہل کار قتل اور 3 زخمی ہوئے۔

23 نومبر: ولایہ جوبا کے شہر دوبلي کی حدود میں سرکاری فوج کے مرکز پر حملہ میں دشمن کو سخت مالی وجانی نقصان اٹھانا پڑا۔

24 نومبر: غاصب افریقي یونین کی فوجی گاڑی سواروں سمیت ساحلی شہر مرکا میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ کر دی گئی۔

27 نومبر: اسلامی صوبے جوبا کے شہر جلب میں دو سرکاری فوجی اسلحے سمیت حرکۃ الشباب المجاہدین کے سامنے سرنڈر ہو گئے۔

27 نومبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر قریولي میں سرکاری فوج کا ایک سپاہی قتل اور اس کے اسلحہ غنیمت بنالیا گیا۔

27 نومبر: أفجوي شہر میں سرکاری فوج کے مورچوں کے اندر بارودی سرنگ کا دھماکہ کیا گیا جس میں 3 سپاہی قتل ہوئے۔

28 نومبر: شمال شرقی صومالیہ کے شہر جولیس میں ڈرون طیارہ گرا کر مجاہدین نے قبضے میں لے لیا۔

28 نومبر: جنوبی صومالیہ میں ولایت جوبا کے قریب دوبلي شہر اور تابتو قصبے کے درمیان مجاہدین نے کینیا کی فوجی بکتر بند گاڑی تباہ کر دی جس میں کئی اہل کار قتل ہوئے۔

28 نومبر: مقدیشو کے علاقے یاقشید میں 4 سرکاری اہل کار قتل ہوئے۔

28 نومبر: مقدیشو کے علاقے ھروا میں سرکاری فوج کے مرکز حملہ کیا گیا جس میں دشمن کو بھاری نقصان ہوا۔

29نومبر: مقدیشو کے قریب افجوی میں ایک سرکاری اہل کار قتل اور اسکا اسلحہ غنیمت بنالیا گیا۔

29نومبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر قریولي میں یوگنڈا کے فوجی قافلے پر کمین میں کئی اہل کار قتل ہوئے۔

30نومبر: مجاہدین نے کینیا اور صومالیہ کی خودساختہ سرحد کے قریب ھوزنقو قصبے میں صومالی اور کینیائی فوجوں کے مراکز پر حملہ کیا۔

30نومبر: ھوزنقو ہی میں مجاہدین نے سرکاری فوجوں اور کینیا کی افواج کے جم گھٹ پر بارودی سرنگ کے دھماکے کیے جس میں درجنوں قتل ہوئے۔

30نومبر: مقدیشو کے علاقے اَفجوي میں سرکاری فوجی قتل، اسلحہ غنیمت ہوا۔ بلدوین شہر کے قریب عیل عدي نامی علاقے میں مجاہدین کی سخت جنگ کے بعد سرکاری فوجیں فرار ہوئیں اور علاقے پر مجاہدین کا مکمل قبضہ ہوا۔

30نومبر: بیدوا اور بورھکبا شہروں کے درمیان مجاہدین کی کمین میں فوجی گاڑی تباہ ہوئی جس میں درجنوں فوجی ہلاک ہوئے۔ ایک فوجی گاڑی غنیمت ہوئی۔

30نومبر: بوصاصو شہر میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں پنٹ لینڈ کے 11 اہل کار قتل ہوئے۔

1دسمبر: ولایہ ھیران کے علاقے ھیس میں مجاہدین کی کمین میں 5 سرکاری فوجی قتل اور 7 زخمی ہوگئے۔

2دسمبر: اسلامی صوبے جوبا کے شہر جلب میں دو سرکاری فوجیوں نے خود کو مجاہدین کے حوالے کردیا۔

3دسمبر: بلعد شہر کے قریب سرکاری فوجوں پر کمین میں دشمن کا قائد محافظوں سمیت قتل اور گاڑی تباہ ہوئی اور دوشکا گن غنیمت ہوئی۔

3دسمبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہروں اَفجوي اور ونلوین کے درمیانی روڈ پر بارودی سرنگ کے دھاکہ، سرکاری فوج کی گاڑی تمام سواروں سمیت تباہ ہوئی۔

4دسمبر: مجاہدین نے مقدیشو کے فوجی ہیڈ کوارٹر کے اندر شدید ترین دھاکہ کیا۔

5دسمبر: ولایہ جوبا کے شہر اَفمدو میں دشمن کے مراکز پر حملے کے نتیجے میں سرکاری اور کینیا کی فوج کے درجنوں سپاہی قتل ہوئے۔

5دسمبر: ولایہ ھیران کے علاقے کلبیر اور جرعلي کی درمیانی سڑک پر بارودی سرنگ کے دھماکے میں سرکاری فوجیوں سے بھری گاڑی تباہ ہوئی جبکہ سوار ہلاک وزخمی ہوئے۔

6دسمبر: وسطی صومالیہ کے جالکعیو شہر میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے پنٹ لینڈ کا عہدے دار کا قتل ہوا۔

8دسمبر: جنوب مغربی صومالیہ میں ولایہ جیذو کے شہر جربھاري میں سرکاری فوجوں اکٹھ پر بارودی سرنگ کے دھماکے میں درجنوں ہلاک ہوئے۔

8دسمبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر شلانبود میں افریقی یونین کے فوجی قافلے پر کمین لگائی گئی۔

8دسمبر: شمال مشرقی صومالیہ کے ساحلی شہر بوصاصو کے اطراف میں پنٹ لینڈ کے فوجی مراکز پر تعرض کیا گیا۔ اس کارروائی میں درجنوں قتل ہوئے اور دشمن کو شدید مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

8دسمبر: جنوب مغربی صومالیہ کی ولایہ باي وبکول کے شہر قنسحدیري سرکاری فوجوں کے مراکز پر حملے کیے گئے۔

10دسمبر: مقدیشو کے علاقے ودجر میں سرکاری فوج پر حملے میں ایک اہل کار قتل۔ مقدیشو کے علاقے علیشا میں بھی سرکاری فوج کا ایک اہل کار قتل اور گاڑی غنیمت ہوئی۔

کینیا

16نومبر: مجاہدین نے کینیا میں ساحلی شہر لامو کے علاقے مرراني میں صلیبی پولیس سٹیشن پر حملہ کیا جس میں دشمن کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

29نومبر: کینیا کے ساحلی شہر لامو کے علاقوں ویتو اور جامبا کے درمیان اللہ کے شیروں نے کینیا کے حفاظتی دستوں کو سخت ترین کمین میں جکڑ لیا جسکے نتیجے میں 3 گاڑیاں تباہ اور درجنوں ہلاک وزخمی ہوئے۔

مالی اور بر کینا فاسو

14نومبر: تمبکورت اور انفیف کے درمیانی راستے پر اقوام متحدہ کی غاصب فوجوں کی ایک بکتر بند گاڑی سواروں سمیت بارودی سرنگ کے دھاکہ سے تباہ کردی گئی۔

16نومبر: جماعت نصرۃ الاسلام والمسلمین میں موجود ہمارے بھائیوں نے ولایہ موبتي کے علاقوں سینبي اور بونی کے درمیان ایک مقام پر غاصب فوج کے دو سپاہی قتل کردیے۔

16 نومبر: ولایہ غاو کے علاقے انسنفو کے قریب مجاہدین نے سرکاری فوج کے ٹھکانوں پر حملے کے دوران تین سپاہی قتل کیے۔

17 نومبر: مالی کی سرحد کے قریب سوم شہر سے 60 کلو میٹر کے فاصلے پر تاور مبا قصبے میں مجاہدین نے G5 کی فوجوں پر شدید حملہ کیا جس میں بعض ذرائع کے مطابق 6 دراندا ز فوجی قتل ہوئے۔

18 نومبر: مالی کے علاقے دیونغانی میں مالی کی افواج کو انتہائی محکم کمین میں جکڑ لیا گیا جس کے نتیجے میں دو بکتر بند گاڑیاں تباہ اور 8 اہل کار قتل ہوئے مجاہدین نے فرار ہونے والے دشمن کی ایک گاڑی کو آگ بھی لگائی۔

20 نومبر: برکینافاسو میں مالی کے بارڈر کے قریب مجاہدین نے بارڈر پیٹرول کے ایک بڑے دستے پر شدید ترین حملہ کیا جس میں کئی اہل کار قتل ہوئے۔

21 نومبر: مالی کی سرحد کے قریب نونعودوم کے علاقے میں پیٹرولنگ پولیس کے دستے پر شدید ترین حملے میں کئی سپاہی قتل ہوئے 2 کلاشنکوف اور دیگر عسکری ساز و سامان غنیمت بنالیا گیا۔

24 نومبر: سرحد کے دونوں جانب مجاہدین کی شدید ترین کاروائیاں کی گئیں۔ اقوام متحدہ کی فوج کے علاوہ دسیوں مقامی کٹھ پتلی سپاہی بھی ہلاک و زخمی ہوئے۔ منکا نامی علاقے میں جمعے کی صبح مجاہدین نے اقوام متحدہ کی ظالم فوج اور مالی کے سرکاری اہل کاروں کے ایک بہت بڑے دستے اوران کے مرکز پر تعارض کیا جس نے نتیجے میں 5 اہل کار قتل اور 16 زخمی ہوئے جب کہ مالی نقصان بھی انتہائی زیادہ ہوا۔ اس معرکے میں اللہ رب العزت نے امت کے دو بیٹوں ادریس الانصاری اور عبد اللہ الانصاری کو نفاذ شریعت کی راہ میں قبول فرمایا۔

اسی دن ہی مجاہدین نے ادویزا اور ھیذاری کے درمیان اقوام متحدہ کی فوجوں کو کمین میں جکڑا جس کے نتیجے میں 5 فوجی جہنم واصل ہوئے

یمن:

18 نومبر: انصار الشریعہ کے مجاہدین نے قیفۃ کے تزویراتی اہمیت کے حامل محاذ جبل نوفان پر حوثی کفار کا بڑا حملہ پسپا کیا درجنوں حوثی قتل اور ہتھیار غنیمت کر لیے گئے۔ حوثی جنگ جو یہاں کئی بکتر بند گاڑیوں کے قافلے سمیت حملہ آور ہوئے تھے، جنہیں اللہ کے فضل سے منہ کی کھانا پڑی۔

20 نومبر: ولایہ ابین کے علاقے المحفد الحزام الامنی کے سپاہیوں کی گاڑی کو مجاہدین نے بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا جس میں ایک اہل کار قتل اور دوسرا زخمی ہوا۔

23 نومبر: موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق ولایہ ابین کے علاقے جبل عکد میں الحزام الامنی کے دسیوں اہل کار بارودی سرنگ کے دھماکوں میں زخمی ہوئے۔ الحزام الامنی کا ابو شرارہ نامی قائد کئی اہل کاروں سمیت ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں قتل ہوا۔

23 نومبر: ولایہ ابین کے علاقے مودیۃ میں الحزام الامنی کی فوجوں پر بارودی سرنگ کے دو حملے کیے گئے۔

23 نومبر: ولایہ ابین کے علاقے الوضیع اور المحفد میں الحزام الامنی کے جتھے پر بارودی سرنگ کا دھماکہ کیا گیا۔

23 نومبر: ولایہ رداع کے علاقے یکلا میں حوثی کفار کا بڑا حملہ پسپا کر دیا گیا۔

23 نومبر: ولایہ ابین کے علاقے شبام میں قوات النخبۃالحضرمیہ کا اہل کار مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوا۔

23 نومبر: ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں دو اہل کار قتل اور ایک زخمی ہوا۔

24 نومبر: ولایہ اِب کے علاقے السبرۃ میں حکمت عملی کے تیار کیے گئے بم سے حوثی کفار کے مجموعے پر دھماکہ کیا گیا جس میں کئی حوثی جنگ جو ہلاک ہوئے

27 نومبر: ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں الحزام الامنی کے کئی اہل کار زخمی ہوئے۔

1 دسمبر: ولایہ حضر موت کے علاقے دوعن میں النخبۃالحضرمیہ نامی مرتد ملیشیا کی چھاونی پر گراڈ میزائلوں اور B10 کے گولوں سے بم باری کی گئی جس سے دشمن شدید جانی و مالی نقصان سے دوچار ہوا۔

4 دسمبر: ولایہ شبوۃ کے شہر عتق کے قریب النخبۃ الشبوانیہ نامی مرتدین کے گروہ کے قافلے پر کمین کے نتیجے میں فوجی گاڑی تباہ اور 5 سپاہی قتل ہوئے۔

9 دسمبر: ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں الحزام الامنی کی فوجوں پر 82 mm کے توپخانے سے بم باری کی گئی۔

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ ستمبر میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیشِ خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم ستمبر:

☆صوبہ نیمروز کے صدر مقام زرنج شہر میں مجاہدین نے 2 انٹیلی جنس اہل کاروں کو نشانہ کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

2 ستمبر:

☆صوبہ پکتیکا میں عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کے خصوصی فرمان کی رو سے عید کی مناسبت سے گرفتار ہونے والے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے 12 فوجیوں کو اسلامی اور انسانی ہمدردی کے بنیاد پر رہا کر دیا گیا۔

4 ستمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں کیچو کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 6 ہلاک، 2 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع سید خیل میں سپیشل فورس اہل کاروں نے اور کٹھ پتلی مذکورہ ضلع کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

5 ستمبر:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع جوند میں بم دھماکہ سے پولیس چیف (عبد القدوس) محافظ سمیت زخمی، جب کہ یونٹ کمانڈر 3 اہل کاروں سمیت ہلاک ہوا۔

6 ستمبر:

☆صوبہ روز گان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے پانچ ٹینک تباہ اور 14 اہل کار ہلاک وزخمی، جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔

☆صوبہ نیمروز ضلع خاشرود میں ہونے والے بم دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار کمانڈر (احمد ضیاء علیزاد) ہلاک، جب کہ کمانڈر (ذبیح) سمیت 2 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی ضلع اجرستان میں ضلعی مرکز مجاہدین نے فوجی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔ ہیلی کاپٹر میں عملہ سمیت متعدد فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ملکی سطح پر جارح امریکی فوجوں کے سب سے بڑے اڈے بگرام ایئر بیس کے گیٹ نمبر 3 کے سامنے جارح فوجوں کا مجمع اکٹھا تھا، کہ اس دوران امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید محمد ادریس تقبلہ اللہ نے بارود بھرے موٹر سائیکل سے شہیدی حملہ انجام دیا۔ اس مبارک فدائی حملے کے نتیجے میں 20 جارح امریکی ہلاک و زخمی ہوئے۔

7 ستمبر:

☆صوبہ دائی کنڈی ضلع اجرستان میں ضلعی مرکز کے قریب تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کی ملبہ کو جمع کرنے کے لیے 3 ہیلی کاپٹر علاقے میں مصروف العمل تھے، جن میں سے ایک ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے نشانہ بنا کر مار گرایا۔

8 ستمبر:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں گل چین کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور اس میں تعینات 6 اہل کار ہلاک، جب کہ 2 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، پانچ کلاشنکوف، ایک بم آفگن اور 2 موٹر سائیکلوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں سرفلیک کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے ایک گرفتار جب کہ دیگر نے نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور ایک بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں کنسک کے علاقے میں فوجیوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 4 ٹینک تباہ اور 2 اہل کار ہلاک، جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

9 ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان کے علاقے میں مجاہدین نے 2 فوجیوں کو لیزر گن سے نشانہ بنا کر مار ڈالے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں ناوہ کے علاقے میں واقع 6 فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اعلیٰ افسر سمیت 3 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب بیس اکمالاتی کے علاقے میں پولیس کمانڈر کی گاڑی میں مجاہدین کی نصب کردہ مقناطیسی بم سے دھماکہ ہوا، جس سے کمانڈر انور سمیت 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین نے پولیس کارروان اور چوکی پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 پولیس اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین نے سور تنگی کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

10 ستمبر:

☆صوبہ فراہ ضلع پشترود میں فوجی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے ضلع خاص روزگان میں 2 چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3 پولیس ہلاک، جب کہ کمانڈر (حمید اللہ) سمیت 2 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں شفاخاک کے علاقے میں فوجیوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

11 ستمبر:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں امریکی فوجی سیغان کے علاقے میں ٹینکوں کے آس پاس سڑک کے کنارے کھڑے تھے، اس دوران امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد طالب علم شہید احمد تقبلہ اللہ نے بارودی بھری گاڑی سے شہیدی حملہ انجام دیا۔ اس مبارک شہیدی حملے کے دوران 13 وحشی موقع پر واصل جہنم جب کہ 11 زخمی ہونے کے علاوہ 3 بکتر بند ٹینک بھی مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

12 ستمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع میزان میں مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 3 ہلاک، جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں مجاہدین نے فوجی سپلائی کانوائے پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک اور 6 آئل بھرے ٹینکر جل کر خاکستر ہوئے اور ساتھ ہی دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں سپید سنگ کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کی گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے علی خان قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان اور بیات کے علاقے میں گاڑی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں کارروان پر ہونے والے حملے میں ایک ٹینک تباہ اور 2 فوجی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بہسود میں سراچہ پل کے علاقے میں بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں مجاہدین کے حملے میں حصارک ڈسٹرکٹ چیف عبد الخالق 2 محافظوں سمیت زخمی اور ان کی گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سید کرم دھماکوں سے ایک فوجی ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ معروف جنگجو کمانڈر ظہور الدین سمیت پانچ اہل کار ہلاک متعدد زخمی ہوئے۔

13 ستمبر:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں ہستوگنہ کے علاقے میں پولیس کارروان پر ہونے والے حملے میں ایک اہل کار ہلاک جب کہ دوسرا زخمی اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں پولیس گاڑی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں گاڑی تباہ اور 2 اہل کار قتل جب کہ تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع جانی خیل میں مجاہدین نے سابق پولیس چیف کمانڈر محمد حسین کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا اور ان کے اسلحہ کو غنیمت کر لیا۔

14 ستمبر:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے آقمست، چکنہِ بالائی بام، جودانہ اور قرائی کے علاقوں میں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے اب تک پانچ وسیع علاقے اور 2 اہم چوکیاں فتح، ایک اہل کار ہلاک، 3 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے ایک کلاشنکوف سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع خیبر میں بورغن بالا اور بورغن پایں کے علاقوں میں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے دو وسیع علاقے اور ایک چوکی فتح، 2 اہل کار زخمی، جب کہ دیگر نے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے قریب کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے یکے بعد دیگرے دھماکوں سے 2 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

15 ستمبر:

☆صوبہ قندہار کے ضلع دامان میں قندہار ائیر بیس کے قریب قابض فوجیوں کے کانوائے پر فدائی مجاہد محمود قندہاری تقبلہ اللہ نے بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے شہیدی حملہ سر انجام دیا۔غاصبین کا ایک ٹینک تباہ اور 7 قابض فوجی موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع آقچہ کے جار شہید اور ضلع خانقاہ کے قلیچ آباد کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس میں اب تک 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے ہیں۔

16 ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے مربوطہ سرکار کے علاقے میں واقع چوکی میں رابط مجاہد نے وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس سے 2 جنگجو ہلاک ہوئے۔رابط مجاہد ایک کارمولی اور ایک کلاشنکوف سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے الکوزوں شاخ کے مقام پر گشتی پارٹی پر بم دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو میں واقع دفاعی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر (عبدالمنان) سمیت 5 اہل کار موقع پر قتل ہلاک، جب کہ 5 مزید زخمی ہوئے۔مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 10 کلاشنکوف اور 3 موٹر سائیکلوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں واقع چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 4 چوکیاں اور وسیع علاقے فتح ہوئے۔

17 ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع شوراب میں ائیر بیس پر 7 میزائل داغے، جو امریکی افواج کی رہائش گاہ پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں سرکار کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس پر لیزر گن حملہ کیا، جس سے 3 اہل کار ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس سے 3 اہل کار مزید ہلاک، اور 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ ذال میں مجاہدین نے رابط اہل کار کے تعاون سے افغان مزار نامی جنگجوؤں کی چوکی پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 8 جنگجو قتل ہونے کے علاوہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع خانقاہ میں بیش کپہ اور ضلع آقچہ کے جبار شہید کے علاقوں میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9 اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں رباط کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعنیات جنگجوؤں میں سے 10 ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مجاہدین نے ایک گاڑی، ایک مارٹر توپ، 10 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

18 ستمبر:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں ژڑئی غونڈ کے علاقے میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 9 جنگجوؤں نے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔سرنڈر ہونے والوں نے ایک ہیوی مشن گن اور 8 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتونکوٹ میں 7 جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔سرنڈر ہونے والوں نے ایک ہیوی مشن گن اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع آقچہ میں جبار شہید کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ متعدد زخمی ہوئے، مجاہدین نے ایک راکٹ، ایک امریکی ایم 16 گن اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد سپلائی کانوائے پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 سپلائی گاڑیاں تباہ اور 3 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع جلریز میں زیمن کے علاقے کٹہ سنگ نامی چوکی پر سیکورٹی اہل کاروں کو مجاہدین نے سنائپر گن کا نشانہ بنایا، جس میں ایک پولیس اہل کار مارا گیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں امریکی طیاروں کی مدد سے کٹھ پتلی افواج نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 4 ٹینک تباہ اور 6 اہل کار ہلاک، 8 زخمی ہوئے۔جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں کوچیان کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔مجاہدین نے ایک کارمولی بندوق، ایک ہیوی مشن گن اور ایک کلاشنکوف سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک سے میں نہر سراج کے علاقے کے یخچال کے مقام پر سنگور جنگجوؤں پر بم دھماکہ ہوا، جس سے 2 اہل کار قتل ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک سے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 3 اہل کار لیزر گن سے نشانہ بنا کر قتل کر دیے گئے اور 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں امان اللہ کاریز کے علاقے میں مجاہدین نے لیزر گن سے 2 اہل کاروں کو نشانہ بنا کر مار ڈالے۔

19 ستمبر:

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں قلعہ نہری کلان کے علاقے میں مجاہدین نے بگرام جیل کے انٹیلی جنس سروس افسر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ بہاؤالدین میں قریہ جنگہ کے علاقے میں چوکی پر ہونے والے حملے میں 2 جنگجو قتل اور 2 کلاشنکوفیں مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے جنگل باغ کے علاقے میں فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور اس میں تعینات 5 اہل کار ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 2 کلاشنکوفوں اور ایک بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں منڈیکک کے علاقے میں بم دھماکوں سے کاماز گاڑی اور ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

20 ستمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں صاحب خان کے علاقے میں واقع پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان میں صدر مقام مہترلام شہر میں پنچ پائی کے علاقے میں جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 4 کٹھ پتلی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے مہترلام شہر کے لوئے خوڑ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں یکہ خان کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے مذکورہ علاقہ اور 3 چوکیاں فتح، 3 اہل کار ہلاک، کمانڈر سمیت 2 زخمی، جب کہ پانچ گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر ایک ہیوی مشن گن اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں چھاونی کے علاقے میں مجاہدین نے رنگ نامی فوجی کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا اور ساتھ ہی دشمن پر دھماکے بھی ہوئے، جس کے نتیجے میں 5 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

21 ستمبر:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ننگرہار ایئرپورٹ کے گیٹ نمبر 1 میں جارح امریکی فوجوں کی گاڑی پر حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی اور اس میں سوار 3 امریکی فوجی موقع پر واصل جہنم جب کہ 2 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار عطاء الدین کو مسلحانہ کارروائی کے دوران قتل کر دیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع جغتو میں مہمند کوتل کے علاقے میں ڈسٹرکٹ پولیس چیف کی گاڑی مجاہدین کی نصب کردہ بم سے تباہ ہوئی اور اس میں سوار پولیس ضلعی سربراہ کمانڈر میر اجان جعفری 4 محافظوں سمیت موقع پر ہلاک ہوا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں صاحبزادہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک اہم یونٹ، 19 چوکیاں اور مذکورہ علاقے سارے فتح، 3 اہل کار ہلاک، کمانڈر سمیت 2 اہل کار زخمی، جب کہ 8 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، 2 امریکن بندوق، ایک موٹر سائیکل، ایک مارٹر توپ، ایک رائفل گن، 2 ہیوی مشن گن، ایک مسلسل، ایک راکٹ لانچر اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

22 ستمبر:

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر میں دہ قاضی کے علاقے میں امریکی بکتر بند ٹینک مجاہدین کی نصب کردہ بم بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 وحشی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں طورخم، جلال آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کے کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع ناوہ میں ایئر بیس کے قریب ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار امریکی ہلاک ہوئے۔

23ستمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں کابل، قندہار قومی شاہراہ پر واقع تین پولیس چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، اللہ تعالی کی نصرت سے دو چوکیاں فتح ایک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، 3 کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے پولیس کاررواں اور چوکی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع اور گون میں جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جو اللہ تعالی کی نصرت سے فتح اور وہاں تعینات 4 جنگجو ہلاک جب کہ 5 زخمی ہونے کے علاوہ 2 ہیوی مشین گنیں، 6 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع اور گون میں چوکیوں فوجی پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تین چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور مجاہدین نے 2 ہیوی مشین گنیں، 6 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

24ستمبر:

☆صوبہ فاریاب کے جمعہ بازار میں آپریشن کرنے والے فوجی قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 23 ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوئی۔ جھڑپوں میں متعدد کمانڈوز بھی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ٹینکوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں شفا خاک کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 8 اہل کار ہلاک، جب کہ 6 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں قاری چوکی کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، ضلعی پولیس چیف (جنرل عمر خان) سمیت 5 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے حلقہ نمبر 5 کے مربوطہ افشار کے علاقے میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید طٰہٰ تقبلہ اللہ نے بارود بھری گاڑی کو امریکی فوجوں کے کاررواں سے ٹکرا دیا، جس کے نتیجے میں 3 صلیبی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 16 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

25ستمبر:

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین کے حملے میں 2 جنگجو ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو بھی نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں کٹھ پتلی فوجوں سے شدید جھڑپیں ہوئیں، جن کے نتیجے میں 5 ٹینک، ایک کاماز گاڑی تباہ، 27 فوجی و پولیس اہل کار ہلاک، جب کہ 35 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع بندر میں مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ضلعی مرکز، 2 یونٹ، 10 چوکیاں اور میرائی پوشتہ، میرائی پایسور، سردئی، ابگرمک اور شادوست کے وسیع علاقے فتح ہونے کے علاوہ 2 اہلکار ہلاک، 13 زخمی جب کہ 15 گرفتار ہوئے۔

26ستمبر:

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں دشمن کے دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، پانچ ٹینک تباہ، اور 24 اہل کار ہلاک، جن کی لاشیں تا حال وہاں پڑی ہوئی ہیں۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن، پانچ کلاشنکوف اور 2 بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں زقوم چارراہی کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے 6 اہل کار ہلاک، جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع نوبہار میں بابو گاؤں کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں فوجی قافلے پر یکے بعد دیگرے متعدد بم دھماکے ہوئے، جس سے 8 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

27ستمبر:

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں ایئر بیس پر مجاہدین نے صوبائی ایئر بیس پر میزائل داغے، جو اہداف پر گرے۔ اس مبارک حملے سے 3 امریکی ہلاک، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے ہے۔ اس حملے کے بعد بزدل امریکی صوبہ فراہ سے فرار ہوئے۔

☆امریکی وزیر دفاع کی کابل آمد کے موقع پر مجاہدین نے کابل ایئرپورٹ پر درجنوں میزائل داغے، جو ہوائی اڈے کے اندر گرے اور عینی شاہدین کے مطابق ایئرپورٹ میں ہر طرف خوف وہراس پھیل گیا ہے۔ واضح رہے کہ میزائل حملے کا ہدف امریکی وزیر دفاع اور نیٹو جنرل سیکریٹری کا طیارہ تھا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے امریکی ٹینک کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا، ٹینک میں سوار امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشتکوہ میں پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، 4 کلاشنکوف اور ایک بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں فوجیوں اور چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ٹینک تباہ، ضلعی پولیس چیف کمانڈر (صادق صدیقی) سمیت 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علینگار میں کڑپی کے علاقے میں واقع چوکی اور سپیشل فورس اہل کاروں پر حملہ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح وہاں تعینات 4 اہل کار ہلاک، 3 زخمی اور مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان اور اسلحہ غنیمت کر لیا۔

28 ستمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف میں فدائی مجاہد **حضرت علی قندھاری** تقبلہ اللہ نے بارود بھرے ٹینک کو معروف ڈسٹرکٹ پولیس ہیڈکوارٹر سے ٹکرا دیا، جس پولیس ہیڈکوارٹر تباہ اور اس میں تعینات پولیس چیف (نادر خان) سمیت 30 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ساتھ ہی مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے ضلعی مرکز اور آس پاس دفاعی چوکیوں پر حملہ کیا، جو رات دس بجے تک جاری رہا، جس سے ضلعی مرکز، انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر، نادر خان ہاؤس کا دفاعی مرکز اور درجنوں چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 4 ٹینک، 4 رینجر گاڑیاں، ایک ٹریکٹر ایک فور بائی فور گاڑی تباہ اور 16 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک انٹیلی ایئر گرافٹ گن، ایک کلاشنکوف، 4 ہیوی مشن گنوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں سوزل کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں اللہ کی نصرت سے 2 چوکیاں فتح، 2 رینجر گاڑیاں تباہ اور 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل میں مندی کے علاقے میں مجاہدین نے ضلعی مرکز جانے والے فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 اہل کار ہلاک جب کہ 17 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں واقع فوجی مراکز پر حملہ ہوا، جس سے ایک دفاعی چوکی اور پولیس اسٹیشن فتح، 17 اہل کار ہلاک، جب کہ 5 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے تگاب اور یمگان اضلاع کے درمیانی علاقے میں مجاہدین نے جنگجوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 شر پسند ہلاک جب کہ کمانڈر محراب سمیت 5 زخمی اور دیگر تگاب مرکز کی جانب فرار ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے 3 کلاشنکوفیں، 10 گھوڑے اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں مجاہدین نے اعلیٰ پولیس افسر حمید ودان کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

29 ستمبر:

☆صوبہ بامیان کے ضلع غندک میں مجاہدین نے پولیس مرکز اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں فتح ایک محاصرہ ہونے کے علاوہ متعدد اہل کار ہلاک وزخمی اور 2 گرفتار ہوئے ہیں اور ساتھ ہی مجاہدین نے کافی مقدار میں ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں کوٹہ سنگی کے علاقے میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں پانچ اہل کار ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی چار دیوال سے آنے والے تازہ دم اہل کاروں پر کوخانے قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف کے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ضلعی مرکز سمیت سارے فوجی تاسیسات فتح ہونے کے علاوہ درجنوں اہل کار ہلاک اور متعدد فوجی ٹینک وگاڑیاں تباہ ہوئے۔

30 ستمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع پشتونکوٹ میں پوگان کے علاقے میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے مذکورہ علاقہ اور 8 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر (فتاح) محافظ سمیت زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح اور 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، ایک رائفل گن، ایک بم آفگن اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بامیان کے ضلع غندک میں پولیس مرکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں مکمل طور پر فتح ہوئیں اور 9 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور 2 گرفتار ہوئے۔ ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، دو کلاشنکوفیں اور مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں قلعہ نصرو کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار امریکی صلیبی فوجی بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبد الرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

یکم اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی کے علاقے سلالہ میں فوجی چیک پوسٹ پر ھاون اور دیگر چھوٹے ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲ اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی کے علاقے میں واقع یعقوبی پوسٹ پر میزائل حملوں میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲ اکتوبر: سوات کے علاقے مالم جبہ پر تمبہ گھٹ میں امن کمیٹی کے رکن کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ اس حملے میں امن کمیٹی کے دو ارکان ہلاک ہوئے۔

۳ اکتوبر: خیبر ایجنسی کے علاقے راجگال میں مستل درہ کے مقام پر مجاہدین کی فائرنگ سے نائب صوبیدار اظہر علی کے ہلاک ہونے کی آئی ایس پی آر نے تصدیق کی۔

۵ اکتوبر: سوات میں چارباغ کے علاقہ کنڈاؤ میں آرمی چیک پوسٹ پر مجاہدین کی فائرنگ کے نتیجے میں کئی فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۵ اکتوبر: مہمند ایجنسی کے علاقہ سوران درہ میں فوجی اہل کاروں پر اس وقت میزائل حملہ کیا گیا جب وہ ایکسویٹر کے ذریعے پوسٹوں کے لیے راہ ہموار کر رہے تھے۔ اس حملے میں ایکسویٹر تباہ ہو گیا جب کہ متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

۶ اکتوبر: باجوڑ ایجنسی کے علاقہ ناوہ پاس میں فوجی پوسٹوں پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۷ اکتوبر: باجوڑ کی تحصیل چارمنگ کے علاقے بر کمنگرہ میں مجاہدین نے لیویز چیک پوسٹ کے قریب بم نصب کیا گیا جس کے دھماکے کے نتیجے میں ایک اہل کار ہلاک ہوا۔

۸ اکتوبر: شمالی وزیرستان کے علاقے دوسلی میں پاکستانی فوج کے قافلے پر کمین (گھات) لگا کر حملہ کیا گیا۔ جس میں ۱۰ فوجی ہلاک اور ۱۸ زخمی ہوئے۔

۹ اکتوبر: شمالی وزیرستان میں رزمک میران شاہ روڈ پر فوجی گاڑی پر مجاہدین کے حملے میں کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۹ اکتوبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دوسلی میں مجاہدین کی فائرنگ سے شوال رائفل کے ۳ اہل کار ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔

۱۰ اکتوبر: دیر کی تحصیل براول کے علاقے میں بیز ومنزئے میں فوجی اہل کار کو چیک پوسٹ کے قریب نشانہ بنا کر واصل جہنم کر دیا گیا۔

۱۰ اکتوبر: پشاور کے علاقے حیات آباد میں مجاہدین نے آئی بی ڈائریکٹر شیر از خان کو ہدفی کارروائی کے ذریعے نشانہ بنا کر واصل جہنم کر دیا۔

۱۰ اکتوبر: اپر دیر کے علاقے شاہی کوٹ میں فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۰ اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی کے علاقے میٹئی میں فوجی چیک پوسٹوں پر میزائل داغے گئے جس کے نتیجے میں فوج کو شدید جانی ومالی نقصان پہنچا۔

۱۱ اکتوبر: صوابی میں آئی ایس آئی اہل کار ہارون خان کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔

۱۲ اکتوبر: کوئٹہ کے علاقے فقیر محمد روڈ پر مجاہدین کی فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔

۱۳ اکتوبر: بلوچستان کے ضلع مستونگ کے علاقے سپلنجی میں سڑک کنارے بارودی دھماکے کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۱۳ اکتوبر: کوئٹہ کے علاقے فقیر محمد روڈ پر فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار ہلاک اور ۲ اہل کار زخمی ہو گئے۔

۱۵ اکتوبر: کرم ایجنسی کے علاقے خرلاچی میں بارودی سرنگ کے تین دھماکوں میں دسیوں فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ پہلا حملہ پیدل گشت کرنے والے فوجی اہل کاروں پر ہوا جس میں دو اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔ ان کی لاشیں اٹھانے کے لیے آنے والے فوجیوں پر دوسرا مائن حملہ ہوا جس کے نتیجے میں ۲ فوجی ہلاک ہوئے۔ ان فوجیوں کی لاشوں کو اٹھانے کے لیے آنے والے قافلے پر تیسرا مائن حملہ ہوا میں میں تقریباً ۱۳ اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۵ اکتوبر: کرم ایجنسی کے علاقے خرلاچی مجاہدین کا نصب کردہ بارودی مواد پھٹنے سے کیپٹن سمیت ایف سی کے ۴ اہل کار ہلاک ہو گئے۔

۱۸ اکتوبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں ۸ فوجی اہل کار ہلاک اور ۷ زخمی ہوئے۔

۱۸ اکتوبر: بلوچستان کے صدر مقام کوئٹہ میں سریاب روڈ کے علاقہ میں پولیس ایلیٹ فورس کے قافلہ پر فدائی حملہ میں ۲۰ اہل کار ہلاک اور ۲۵ زخمی ہوئے۔

۱۸اکتوبر: کوئٹہ کے علاقے قمبرانی روڈ پر فائرنگ سے پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۱۹اکتوبر: مہمند ایجنسی میں نواپاس کے علاقے میں مجاہدین نے پاکستانی فوج کی تین چیک پوسٹوں پر حملہ کیا۔ حملہ ایسے وقت میں کیا گیا جب فوجی اہل کار کھانا کھانے کے لیے ایک جگہ جمع تھے۔ مجاہدین نے سب سے پہلے پہرے دار کو فائر کر کے ہلاک کیا، اس کے بعد ہینڈ گرنیڈ اندر پھینک کر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کے ساتھ باقاعدہ جنگ کا آغاز کیا۔ اس حملے کے نتیجے میں ۸ فوجی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۹اکتوبر: بلوچستان کے ضلع پنجگور کے علاقے گچک میں سیکورٹی فورسز کے ایک کیمپ پر حملے میں ایک اہل کار ہلاک جب کہ ۴زخمی ہو گئے۔

۲۰اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے شیخ بابا میں فوج کی پوسٹوں پر سنائپر، راکٹ لانچر اور دیگر ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۱اکتوبر: سوات اور بونیر کے پہاڑی سلسلے میں دو پولیس اہل کاروں کو گشت کرتے ہوئے مجاہدین نے موقع پا کر حملہ کر کے ہلاک کر دیا۔

۲۱اکتوبر: بلوچستان کے علاقے سبی میں مل چوکی کے قریب فائرنگ کے نتیجے میں لیویز اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۲۲اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں سرحد پر باڑ لگانے والے اہل کاروں کو مجاہدین نے نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۳اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے شیخ بابا گلونو میں فوجی چیک پوسٹ پر فائرنگ سے ۵ سیکورٹی اہل کار زخمی ہوئے۔

۲۶اکتوبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ کے علاقے وڑان اکاخیل میں امن کمیٹی کے کمانڈر کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول حملے میں کمانڈر زرولی اکاخیل اور لیوی فورس اہل کار سمیت ۵افراد ہلاک ہو گئے۔

۲۶اکتوبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل کے علاقے شلمان میں فوج کے ایک کیمپ پر بی ایم میزائل حملہ میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۷اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے سوران درہ میں فوجی اہل کار مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں مارا گیا۔

۲۷اکتوبر: بلوچستان کے ضلع ہرنائی میں دھماکے سے اے این پی کا ضلعی رہنما عبدالخالق ہلاک ہو گیا۔

۳۰اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے سپینکئی تنگی میں مجاہدین نے گھات لگا کر لیویز فورس کے اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ۲اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

۳۰اکتوبر: جنوبی وزیرستان میں ایف سی کی گاڑی پر بارودی سرنگ حملہ میں ایک ایف سی اہل کار ہلاک اور ۲زخمی ہوئے۔

۳۱اکتوبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل خار کے علاقے جنت شاہ میں لیویز کی گاڑی پر بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ۳لیویز اہل کار ہلاک ہو گئے۔

یکم نومبر: چارسدہ کے علاقے 'ماجوکی' میں پولیس کی گاڑی کو کامیابی سے نشانہ بنایا جس میں ایس ایچ او موقع پر ہلاک جب کہ مزید ۲ اہلکار زخمی ہو گئے۔

یکم نومبر: باجوڑ ایجنسی میں دوزخ کلی کے علاقے ریاست میں خاصہ دار فورس کے اہل کاروں پر مائن حملے میں ۳اہل کار ہلاک ہو گئے۔

۵نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے کوڈا خیل میں مجاہدین نے فوجی اہل کاروں پر ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے دھماکہ کیا جس کے نتیجے میں متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۵نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی قندہاری منصور کور میں ایف سی اہل کاروں کی پیدل گشت پارٹی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۶نومبر: شمالی وزیرستان کے علاقے گاڈیون میں فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ۱۰ فوجی اہل کار ہلاک جب کہ ۱۵زخمی ہوئے۔ فوجی قافلے میں شامل ۳ گاڑیاں بھی مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔ مجاہدین نے بڑی تعداد میں اسلحہ سمیت دیگر سامان بھی بطور غنیمت حاصل کیا۔

۶نومبر: مردان کے علاقے شیر گرح میں شگوناکہ پر فائرنگ سے پولیس کے ۲ اہل کار ہلاک ہو گئے۔

۷نومبر: بلوچستان کے ضلع قلات کے علاقے زواہ میں پولیس چیک پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۷نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے 'جبار جوڑ' میں فوج کی گاڑی اور موٹر سائیکل اہل کاروں پر گھات لگا کر کامیاب حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں کئی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۸نومبر: خیبر پختونخوا کے ضلع بنوں کے علاقہ منڈانہ میں ڈیوٹی کے لیے جانے والے ایک پولیس اہل کار کو گولی مار کر جہنم واصل کر دیا گیا۔

۸نومبر: مہمند ایجنسی کے سرحدی علاقے چرکنڈاؤ نواپاس میں فوج کی تین چیک پوسٹوں میں مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دسیوں فوجی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۹نومبر: بلوچستان کے صدر مقام کوئٹہ شہر میں ایئرپورٹ روڈ پر چمن ہاؤسنگ اسکیم کے قریب فدائی حملے میں ڈی آئی جی حامد شکیل اپنے تمام محافظوں سمیت جہنم واصل ہوا۔

۹نومبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں فوج کی تین چیک پوسٹوں پر کامیاب اور زبردست حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں ایک پوسٹ مکمل طور پر فتح جب کہ امریکی غلام فوج کے کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

۹نومبر: خیبر ایجنسی کے علاقے وادی راجگال میں سنائپر حملہ میں پاکستانی فوج کا ایک سپاہی جہنم واصل ہوا۔

۱۱نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی سلالہ پوسٹ پر سنائپر کے ذریعے ناپاک فوج کے ایک اہل کار کو ہلاک کر دیا گیا۔

۱۲نومبر: بنوں سے جانی خیل جاتے ہوئے میر اذ کے علاقے میں پاکستانی فوج کی پک اپ ڈاٹسن پر مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول حملہ کیا، جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوارے فوجی ہلاک جب کہ ۲ شدید زخمی ہوئے۔

۱۲نومبر: مہمند ایجنسی کے سرحدی علاقے چرتنہ میں چار فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں درجنوں فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۲نومبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل لوئے ماموند کے سرحدی علاقے کٹکوٹ میں باڑ لگانے کے غرض سے دو فوجی چیک پوسٹوں کی تعمیر شروع کی گئی۔ جن پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں دونوں پوسٹیں فتح کرلی گئیں اور بھاری مقدار میں سامانِ حرب بطورِ غنیمت حاصل کیا گیا۔

۱۳نومبر: باجوڑ ایجنسی کے سرحدی علاقے گبری میں پاکستانی سیکورٹی فورسز کے قافلے پر مجاہدین کے وسیع حملے میں بیسیوں فوجی اہل کار ہلاک ہوئے اور کثیر تعداد میں مالِ غنیمت بھی مجاہدین نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔

۱۳نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی کے علاقے 'ولئ' میں ناپاک فوج کے پوسٹوں کو ہلکے اور بھاری اسلحے کے ذریعے نشانہ بنایا جس میں فوج کو شدید جانی و مالی نقصان پہنچا۔

۱۳نومبر: مجاہدین نے مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں ولئ پوسٹ کو بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنایا جس میں سیکورٹی فورسز کو جانی نقصان کی اطلاعات ہیں۔

۱۴نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے شیخ بابا مرغانو کنڈاو میں مجاہدین نے امریکی غلام فوج کو نہایت قریب سے اس وقت نشانہ بنایا جب وہ باڑ لگانے میں مصروف تھے۔ اس حملے میں ہلکے اور بھاری ہتھیار استعمال کیے گئے جس کے نتیجے میں ۲ اہل کار ہلاک اور ۳ شدید زخمی ہوئے۔

۲۰نومبر: مجاہدین نے مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے شیخ بابادرہ میں آرمی اہل کاروں کو بے خبری میں اس وقت نشانہ بنایا جب وہ باڑ لگانے میں مصروف تھے۔ حملے کی شدت کے باعث دشمن اپنے تین زخمیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گیا جو کہ تادیر میدانِ جنگ میں پڑے رہے۔

۲۱نومبر: بلوچستان کے ضلع تربت میں کیے گئے حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے۔

۲۲نومبر: ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے کولاچی میں میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں میجر اسحاق سمیت تین فوجی اہل کار جہنم واصل ہوئے۔

۲۳نومبر: مہمند ایجنسی کے سرحدی علاقے چرتنہ سراملوکوٹوک میں تین فوجی چیک پوسٹوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں فوج کو بھاری مالی و جانی نقصان پہنچا۔

۲۴نومبر: پشاور کے علاقے حیات آباد میں فدائی حملے میں ایڈیشنل آئی جی اشرف نور اپنے گن مین سمیت جہنم واصل ہوا، جب کہ ۶ دیگر پولیس اہل کار شدید زخمی ہوئے۔

۲۴نومبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل کے علاقے شلمان میں ناپاک فوج کی ایک گاڑی کو کامیابی سے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں گاڑی جل کر خاکستر ہوگئی اور اس میں سوار فوج کے تمام اہل کار مارے گئے۔

۲۵نومبر: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ پر کمانڈنٹ ایف سی کے قافلے پر فدائی حملے میں ۶ ایف سی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔

۳۰نومبر: جنوبی وزیرستان کے علاقے سپینکئ میں مقامی امن کمیٹی کے مشر 'ولی جان محسود کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں ولی جان ہلاک ہوگیا۔

☆☆☆☆☆



چشمِ حرم کی نیند اڑادی، صہیونی خوں خواروں نے
قدس کو مرکز ٹھہرایا ہے، فطرت کے بیماروں نے

یہ اقدام ہے اک سرچشمہ، اگلی خونیں جنگوں کا
آؤ! دیکھو! کھول دِیں آنکھیں، یاجوجی دیواروں نے

سر بہ کفن ہو کلمہ والو! مسجدِ اقصیٰ روتی ہے
دیکھو کیسا جال بُنا ہے، دجالی کرداروں نے

عیش کو چھوڑو، دین کو پکڑو، قبلۂ اول زد میں ہے
جس کو دلائی تھی آزادی ایوبی تلواروں نے

تاریخی اوراق جو کھولیں، آنکھ لہو برساتی ہے
کفر کو مضبوطی بخشی ہے ملت کے غداروں نے

قہر تو یہ ہے وہ مذہب ہی آج غریب الغرباء ہے
جس کو دیا تھا خون نبیؐ نے اور نبیؐ کے یاروںؓ نے

خاکِ عرب کے شیخ پڑے ہیں جامِ تعیش پی پی کر
چھوڑ دیا اسلام کو تنہا، کعبہ کے معماروں نے

عصرِ رواں کے اکثر مومن عشقِ بُتاں میں کھو بیٹھے
پیش کیا جب حور بنا کر مغرب کے عیاروں نے

خونِ مسلماں موت سے ڈر کر جوش میں آنا بھول گیا
لاشوں کے انبار لگائے طاغوتی مکاروں نے

دشمنِ دیں تو دشمن ہی ہیں، ان کی شکایت کیا کرنا
دین پہ خود تلوار چلائی، دین کے خدمت گاروں نے

فضیل احمد ناصری

اے داڑھی اور پگڑی والی عورتو!!!

صلیبی جنگوں کے دوران امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق کے جامعہ مسجد اموی میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے اپنے دین کو بھلا دیا ہے۔ عزت کی زندگی کو چھوڑ دیا ہے، اللہ کی مدد نہیں کرتے، تو اللہ بھی تمہاری مدد نہیں کرتا! تم مشرکین کو عزت مند سمجھنے لگے ہو حالانکہ اللہ کے نزدیک عزت اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے لیے ہے۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ دشمن کے تمہاری سرزمین میں داخل ہونے پر تمہارا خون نہیں کھولتا؟ یہ وہی سرزمین ہے جس پر تمہارے آباؤاجداد کا خون بہہ چکا ہے۔ تم نے کیوں ذلت اور غلامی کو قبول کر لیا ہے حالانکہ تم ہی دنیا کے امام تھے۔ اپنے مسلمان بھائیوں کو دشمن کے نرغے میں دیکھ کر تمہاری غیرت اور حمیت کیوں جوش نہیں مارتی؟ کیا تم نے کھانے پینے اور عیش و عشرت کو ہی زندگی سمجھ لیا ہے جب کہ تمہارے بھائی چنگاریوں پر سو رہے ہیں؟!

اے لوگو! جنگ کا بگل بج چکا ہے۔ جہاد کی منادی ہو چکی ہے۔ آسمان کے دروازے کھل چکے ہیں۔ اگر تم جنگ کے شہسوار نہیں بن سکتے تو خواتین کے لیے راستہ چھوڑو اور جا کر کاجل لگا کر چوڑیاں پہنو! اے پگڑیوں اور داڑھیوں والی عورتو!

اے لوگو! ان گھوڑوں کی طرف دیکھو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کی یہ باگیں اور رسّیاں کس چیز سے بنائی گئی ہیں؟ یہ خواتین نے اپنے بالوں سے بنائی ہیں، کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہیں تھا... اللہ کی قسم یہ ان کی وہ چوٹیاں (سر کے بال) ہیں جن پر حفاظت اور اچھی دیکھ بھال کی وجہ سے کبھی سورج کی کرنیں نہیں پہنچتی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ کاٹ کر اپنے گھوڑوں کی لگامیں بنا دی کیونکہ محبت کی تاریخ گزر گئی اور اب مقدس جنگ کی تاریخ آ گئی۔ اللہ کی راہ میں لڑنے مرنے کا وقت آ گیا۔ اگر تم اللہ کی راہ کے شہسوار نہیں بن سکتے تو یہ لو، اور چوٹیاں اور زلفیں بناؤ۔ یہ عورتوں کے بال ہیں۔ کیا تمہارے اندر احساس ابھی باقی ہے؟!"

یہ کہتے ہوئے امام نے لگام منبر سے لوگوں پر پھینک دی اور چلا کر کہا:

"اے مسجد کے ستونوں تم چلو! دل پھٹ رہا ہے کہ مردوں میں مردانگی نہ رہی!"

اللہ تعالیٰ امام الجوزی نور اللہ مرقدہ پر رحم فرمائے، آج وہ ہوتے اور نام نہاد مسلمان افواج کو بیرکوں میں آرام کرتے دیکھتے، تو کیا کہتے؟ اے کاش کہ آج کے علما میں ان کا کوئی جانشین ہوتا!!!